لَن یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا

قران شریف الجزو پنجم

ترجمہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کرنیکے لئے راہ پاسکیں

کتاب لاجواب

شحنۂ حق

جسکا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی کسیقدر خدمت

اور

اُنکے ویدوں اور نکتہ چینیوں کی کچھ ماہیت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صاحب مولف براہین احمدیہ مین سے ہے
اُس پر افترا رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوں کیطرف سے باماداد
واعانت لیکھرام پشاوری چشمہ نور امرتسر مین چھپا تھا عام فایدہ کیلئے مرزا صاحب
موصوف کیطرف سے

مطبع ریاض ہند امرتسر مین باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

آج کل مذہبی تحریکوں کی ایک پرجوش ہوا کے چلنے سے اکثر بیہودہ مناظرہ و مجادلہ کا خیال ہو گیا ہے جن کی کھوپری مین بجز بخارات تعصب و عناد کے اور کسی قسم کی لیاقت نہین - یہ لوگ جب دیکھتے ہین کہ ایک بندہ خدا فضل ایزدی سے قوت پاکر بدمذہبی اور بدعقیدگی کے دور کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا ہے اور تائید ربّانی نے اُس کی تقریر اُس کی تحریر اُس کی زبان اُس کے بیان مین کچھ ایسی تاثیر و برکت رکھی ہے کہ وہ ایک تیز آگ کی طرح جھوٹ کو بھسم کرتی جاتی ہے تب ان کی جانوں پر لرزہ پڑتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ یہہ حق کا شعلہ ایسی ترقی پکڑ جائے کہ ہمارے ناپاک اصولوں اور عقیدوں کو جو مذہب کی بنیاد سمجھے جاتے ہین بالکل نیست و نابود کر دے - تب یہہ لوگ اوّل تو یہہ سوچتے ہین کہ کسی طرح گالیوں اور بدزبانیوں سے اُس سچے ریفارمر اور مصلح کا مونہہ بند کیا جائے اور جب پھر اُس پر کچھ اثر مترتب نہین ہوتا تو پھر بہتانوں اور بیجا الزاموں سے یہہ مطلب نکالنا چاہتے ہین تا اگر وہ اپنے کام سے باز نہین آتا تو لوگوں کو ہی اُس پہ بداعتقاد کرین اور اس طرح اُس کی کارروائی مین خلل انداز ہو جائیں پھر اگر یہہ تدبیر بھی بے سود جاتی ہے تو آخر اُس کی جان پر حملہ کرتے ہین اور صفحۂ تواریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ صدہا صدّیق اور راستباز ایسے ہی کور باطنوں کے ہاتھ سے تکالیف مذکورۂ بالا اُٹھا کر آخر کسی نابکار کے ہاتھ سے شہادت کے درجہ کو پہنچے اور جنکے اظہار جلال کے لئے بیڑا اُٹھایا تھا آخر اُس کی راہ مین جان دیدی - پس جس حالت مین قدیم سے جاہلوں کی یہہ عادت چلی آئی ہے کہ جب وہ معقول باتوں سے ملزم اور لاجواب ہو جاتے ہین تو آخر اُنہین یہی تدبیر سوجھتی ہے کہ اُس شخص کو ہر قسم کا دُکھ اور تکلیف پہنچائیں یا اُس کی زندگی کا ہی خاتمہ کر دین اس صورت مین ہمین حضرات آریوں پر جو ہماری نسبت ایسی ہی کارروائیاں کر رہے ہین† کچھ افسوس نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہم ہر ایک قسم کا دُکھ اُٹھانے کو ہر وقت

---

† نوٹ جس شخص نے آریوں کی بدزبانی اور سخت کلامی ہماری نسبت سُننی ہو وہ لیکھرام پشاوری کی تحریرین اور تقریرین سُنین - اور ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کا اشتہار جو آریوں کی طرف سے مطبع چشمہ نور امرتسر مین ہماری

مستعد ہیں کیونکہ ہم جانتے ہین کہ اس سے بڑہکر دنیا مین اور کوئی وسیلہ سعادت اندوزی کا نہین کہ گمراہون کو عذاب الیم سے چہوڑانے کے لئے اپنے نفس کو مصیبتون مین ڈالا جائے لیکن اگر ہمین کچہہ افسوس یا تعجب ہے تو بس یہی کہ اگر ہم بقول انکے بالکل انکے مذہب سے بیخبر اور امی اور جاہل محض اور شہوات مین ڈوبے ہوئے ہین تو ہماری نسبت اس قدر انکے دلوں کو کیوں دہڑکا شروع ہوگیا کہ ہمارے قتل کی بہی فکر پڑ گئی کیا جو شخص ایسا نادان اور نفس امارہ کے پیچوں مین پہنسا ہوا ہے اس کے مارنے کے لئے بہی کوئی جلتا اور دانت پیستا ہے پر سچ تو یہہ ہے کہ جس قدر ہمنے انکے عقائد کی بیخ کنی کی ہے جس قدر ہمنے ان کے ناراست اصولوں کو اپنے پانوں کے نیچے کچلا ہے۔ جس قدر ہمنے قرآنی صداقتوں کو ان پر ظاہر کیا ہے حقیقت مین یہہ ایسی ہی کارروائی ہے جس سے ایک گرفتار دروغ بیفروغ کو ایسے ایسے خیال اور جوش دل مین پیدا ہونے چاہئیں اور اگر ہم مرگئے یا کسی آریہ کے ہاتہہ سے مارے گئے تو اس سے ہمارا نقصان کیا ہے ہماری کامل اور پاک تحریرین ہمیشہ آریوں کے بدخیالات کا استیصال کرتی رہین گی۔ اور اگر ایک بہی ان مین سے راہ پر آگیا تب بہی ہم اس کا اجر پائیں گے۔ اس وقت ہم کو آریوں کی ذاتی اعمال پر ہرگز بحث نہیں بلکہ صرف یہہ دکہانا منظور ہے کہ کس قدر یہہ لوگ جہوٹ

حاشیہ: نسبت چہپا ہے وہ دیکہے اور نیز ایک اشتہار ان کا مسمی بہ بیل نہ کودا کودی گون مطالعہ کرے اور نیز وہ رسالہ آریوں کا جسکا عنوان یہہ ہے کہ سُرمہ چشم آریا کی حقیقت اور فن فریب غلام احمد کی کیفیت ضرور اس ہمارے رسالہ کے ساتہہ دیکہنے کے لائق ہے۔ اس لیکہرام پشاوری کا ہر لیکچر اور ہر جلسہ مین یہی طریق ہو رہا ہے کہ گند بکنا اور گالیاں دینا اور بہتان لگانا اس نے اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ مین بہت سی توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکہی ہے اور ایک گندہ نامعقول سے مقدس رسول کی زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے مگر شکر ہے کہ آریہ درپن کے پرچوں اور اندرمن کے اشتہاروں اور پنڈت شیو نرائن صاحب کی پوست گندہ تحریروں نے اس مقابلہ کی حاجت نہیں رہنے دی۔ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جو آریوں کی طرف سے مطبع چشمہ نور مین چہپا ہے ہمیں موت کی بہی دہمکی دی گئی ہے کہ تین سال کے اندر اندر تمہارا خاتمہ ہو جائے گا اور پہر ایک خط جو تین دسمبر ۱۸۸۶ء کو ایک گم نام آریہ نے کسی معلوم الحقیقت آریہ صاحب نے بصیغہ بیرنگ روانہ کیا ہے اس مین صاف صاف قتل کردینے کا اعلان ہے لیکن یہہ معلوم نہیں کہ زہر خورانی یا کسی اور تجویز سے بہرحال کچہہ اندر ہی اندر اتفاق کرلیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط کسی نادان مدرسہ کے لڑکے سے لکہایا گیا ہے جس کا دستخط خراب ہے مگر عبارت ایسے طرز اور ڈہنگ کی ہے جو ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی عبارت ہے لیکن یاد رہے کہ ہم حق کے اظہار مین ایسے اعلانوں سے ہرگز نہیں

سے پیار اور بیج سے بغض کر رہے ہین کوئی بہلا مانس اِن میں سے خیال نہین کرتا کہ اوّل اُن ویدون کا مین درشن تو کرلوں جن کی حمایت مین اِس قدر موںہہ جہاگ نکل رہی ہے ہم سچ سچ لکھتے ہین کہ اگر آریوں کے لائق ممبر بطور نمونہ رگوید کا ہے اردو مین تحت اللفظ ترجمہ کرا کر ایک ایک نسخہ ان بے خبر آریوں کو دے دین جو نادیدہ اُس پہ عاشق ہو رہے ہین تو سارا عشق ایک دم مین ٹہنڈا ہو جائے اب ایک طرف تو یہہ لوگ اُن ترجموں کو نہین دیکھتے جو بڑی کوشش اور محنت سے انگریزی اور اردو مین کئے گئے ہیں اور محض جہالت سے ایسا خیال کر رہے ہین کہ یہہ تمام تراجم افترا اور جعلسازیاں ہین اور دوسری طرف سنسکرت پڑہنے کا مادہ نہیں رکھتے سارا مدار لاف گزاف پر تین بکائن اور لالہ جی باغ مین - انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ مسلمان جس پاک اور کامل کتاب پر ایمان لائے ہین کس قدر اُس مقدّس کتاب کو انہوں نے اپنے ضبط مین کرلیا ہے عموماً تمام مسلمان ایک حصّہ کثیر قرآن شریف کا حفظ رکہتے ہیں جس کو پنج وقت مساجد مین نماز کی حالت مین پڑہتے ہیں ایسی بچہ پانچ یا چہہ برس کا ہوا جو قرآن شریف اُسکے آگے رکہا گیا لاکہوں آدمی ایسے پاؤ گے جن کو سارا قرآن شریف اوّل سے آخر تک حفظ ہے اگر ایک حرف بہی کسی جگہہ سے پوچہو تو اگلی پچھلی عبارتین سب پڑہکر سنا دین +

اور مردون پر کیا موقوف ہے ہزارون عورتیں سارا قرآن شریف حفظ رکھتی ہین کسی شہر مین جاکر مساجد مدارس اسلامیہ مین دیکہو صدہا لڑکوں اور لڑکیوں کو پاؤ گے کہ قرآن شریف آگے رکہے ہین اور یا ترجمہ پڑہ رہے ہیں یا حفظ کر رہے ہین اب سچ سچ کہو کہ اسکے مقابل

حاشیہ: ڈرتے ایک جان کیا اگر ہماری ہزار جان ہو تو یہی خواہش ہے کہ اس راہ مین فدا ہو جائے اور گو ہم جانتے ہین کہ یہہ تحریرین کن حضرات کی ہین اور کن اندرونی اور بیرونی سازشوں اور مشورون اور باہم خط و کتابت کے بعد کسی قومی امید سے کسی ایسی جگہہ کے **یہودا اسکریوطی** یا بگڑے ہوئے سکھ کی دم دہی سے جاری کیگئی ہین مگر ہمین کچھ ضرور نہیں کہ مجازی حکام کو اِس کی اطلاع دین کیونکہ جو کچھ یہہ لوگ ہماری نسبت ارادے کر رہے ہین ہمارے حاکم حقیقی کو اُنکا علم پہلے ہی سے حاصل ہے ہم متعجب ہین کہ اُنکی ان تیزیوں کا کیا باعث ہے کیا رام سنگہ کے کوکوں کی روح تو اُن میں کہیں گہس نہیں آئی اے آریو ہمین قتل سے تو مت ڈراؤ ہم ان ناکارہ دہمکوں سے ہرگز ڈرنے والے نہیں جہوٹہ کی بیخ کنی ہم ضرور کرینگے - اور تمہارے ویدوں کی حقیقت ذرہ ذرہ کرکے کہول دینگے سے مے نترسیم از مردن چنین خوف از دل افگندیم + کہ ما مردیم زاں روزی کہ دل زین برکندیم - دل و جاں در رہ آں دلستاں خود فدا کردیم + اگر جان ماز ما خواہد بعد دل آرزومندیم -

ویدکا کیا حال ہے اور خود ایمانًا اپنے ہی کانشنس سے پوچھکر دیکھو کہ ویدکی حالت کو اس سے کیا نسبت ہے تو اس سے ہی تم سمجھ سکتے ہو کہ کس کتاب کے شامل حال نصرت الہی ہے اور کونسی کتاب اپنی تعلیموں مین شہرت تام پاچکی ہے یوں تو متعصبوں کا تعصب خدا ہی مٹاوے تو مٹ سکتا ہے لیکن غور کرنیوالی طبیعتین سمجھ سکتے ہین کہ آجکل آریوں کی کاروائی ویدکی نسبت چوروں کی طرح ہو رہی ہے نہ ویدوں کے ترجمے اردو انگریزی مین آپ شایع کرین اور نہ شایع شدہ کو منظور رکھین بہلا مین پوچھتا ہوں کہ مثلاً اگر وہ ترجمہ رگوید جو دہلی سوسایٹی نے چھاپا ہے اور لاکھوں آدمیوں مین مشہور ہو چکا ہے صحیح نہین ہے اور موجب فتنہ ہے تو کیا اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے

قتل کا اشتہار

صبر و شکیب تو ہمارا شعار ہے مگر ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ دیانندی فرقہ کی کس قدر خطرناک پالسی ہے اور لاجواب ہونے کی حالت مین کیا عمدہ تدبیر سوچ رکھی ہے کہ قتل کی دہمکی دی جائے یوں تو کون شخص ہے کہ ایکدن نہین مرے گا مگر یہ لوگ خیال نہین کرتے کہ ایسی دہمکیاں اُن لوگوں کے دلوں پر کیا کارگر ہو سکتی ہین جن کو کتاب الہی نے پہلے ہی سے یہ تعلیم دے رکہی ہے قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین یعنے مخالفین کو کہدے کہ مین جان کو دوست نہیں رکہتا میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہی ہے جو حقدار خدا جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے ہان یہہ دہمکیاں اُن دلوں پر کارگر ہو سکتی ہین کہ جو خدا تعالی کی راہ مین جان دینا نہیں چاہتے کیونکہ اُسکی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق بنے بیٹھے ہین اور اُسکو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس حق گذاری کے لایق ہو اور جب کہ اُس سے انہین پیار نہین تو پہر اپنی زندگی سے پیار کرتے ہین اسی وجہ سے اس قسم کے ویدوں مین دعائین ہین جیسے رگوید اشٹک اول مین یہہ دعا ہے اے اگنی تو ایسا کر کہ ہم سو جاڑوں تک زندہ رہین اور اپنے سارے دشمنوں کو مار ڈالین اور اُنکا مال لوٹ لین - مگر جو لوگ پاک تعلیم کے اثر سے غیر اللہ سے قطع تعلق کر کے احکام الہی کے خادم ہو جاتے ہین اُن مین اس فانی زندگی کی نسبت خود ہی سرد مہری پیدا ہو جاتی ہے ہم اسجگہ تک تحریر کر چکے تھے کہ پرچہ دہرم جیون ۶ مارچ ۱۸۸۶ء پہنچا اور اُسکے پڑہنے سے معلوم ہوا کہ آریوں کی طرف ایک اعلان **پنڈت شو نرائن** صاحب کے قتل کے لئے ہی جاری کیا گیا ہے اس سزائے موت کے لئے لکھے تین قصور ہین اول یہہ کہ بڑی تحقیق اور دعوی سے انہوں نے پرچہ دہرم جیون مین کئی دفعہ یہہ مضمون شایع کیا ہے کہ وید اُن کم فہم لوگوں کے خیالات ہین کہ جو حقیقت مین آگ و سورج و پانی وغیرہ کو اپنا پرمیشر سمجھتے تہے اور اُن کی عقل ہی اسی قدر تہی - دوسرے یہہ جرم کہ انہوں نے اپنے اُسی پرچہ مین یہہ ہی شایع کر دیا کہ ویدوں مین لکہا ہے کہ اگر کسی عورت کے اولاد نہو تو وہ ایک دوسرے شخص سے کہ جو در اصل اُس کا خاوند نہین ہے اولاد حاصل کرنیکے لئے صحبت کر سکتی ہے اس عمل کا نام ویدوں مین **نیوگ** ہے اور لایق پنڈت دیانندجی اس

آریون کے لائق ممبروں پر واجب نہیں ہے کہ وہ بھی ایک تحت اللفظ ترجمہ اسی رگوید کا اردو زبان مین شائع کردین تا فیصلہ کرنے والے خود فیصلہ کرلین کہ اس پہلے ترجمہ مین کونسی خیانتیں اور تحریفین ہوئی ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ آریہ لوگ ہرگز ایسا ترجمہ تحت اللفظ اردو مین شائع نہیں کرین گے کیونکہ درحقیقت یہی لوگ پکے خائن اور چور ہین اور اپنے دلوں مین خوب سمجھتے ہین کہ جس دن ہمنے اپنے ہاتھ سے عام طور پر اردو مین ویدوں کے تحت اللفظ ترجمے شائع کردیئے اُس دن ہمارے ویدوں کی خیر نہین اور ایسے اڑ جائینگے جیسے آگ لگ جانے سے سامان بارودت خانہ اُڑ جاتا ہے اسی وجہ سے ان کو یہہ بھی حوصلہ نہ پڑا کہ ستیارتھ پرکاش کا ہی اردو مین ترجمہ کردین چنانچہ ۶ مارچ ۱۸۸۷ء کے دہرم جیون مین لکھا ہے کہ بعض سادہ لوح آریون نے ترجمہ کے لئے اصرار بھی کیا مگر لائق ممبروں کی طرف سے جواب ملا کہ مصلحت نہیں ہاں پنڈت شونارائن صاحب اگنی ہوتری نے عہد کیا ہے کہ اس متبرک کتاب کا ہم ترجمہ کرینگے افسوس کہ آریوں مین ایسے آدمی بہت ہی تہوڑے ہین جو اپنی گانٹھ کی عقل رکھتے ہون لاکھوں آدمیوں کی شہادت کو چھوڑ کر ایک دیانند پر مرے جاتے ہیں اب ہم اس قصہ کو مختصر کرکے ایک نئی کتاب کے ماہ بماہ نکلنے کی بشارت دینگے اور اُسی کے ضمن مین آریوں

عمل کے جاری رکھنے کیلئے ستیارتھ پرکاش مین آریوں کو بہت تاکید کرتے ہیں کہ اس طور پر انکی عورتین ضرور اولاد حاصل کرتی رہین بے اولاد نہ رہیں۔ تیسرے یہہ قصور کیا انہوں نے اپنے پرچہ دہرم جیون مین بحوالہ پرچہ آریہ درپن وغیرہ اور خود اپنی تحقیق کے رو سے بیان کیا کہ دیانندجی ہندوؤں کے اوتاروں کو برا کہتے ہین باوا نانک صاحب کا نام فریبی اور مکار اور ٹھگ رکھتے ہین مگر خود اُن کی ذاتی کرتوتین ایسی ہین کہ انکی تمام زندگی مین دنیا طلبی ہی انکا اصول رہا جس کیا فریب ہے کہا یان تک کہ ماں اور باپ سے بھی فریب جن کے نطفہ سے وجود لیا تہا عقل کے بھی ایسے موٹے کہ ایک بات پر کبھی قائم نہ رہے کبھی چار پستکوں کا نام وید رکہا اور کبھی اُسی زبان سے بائیس یا چوبیس وید بنا ڈالے کبھی اُنکے پرمیشر کو دنیا کی ہی خبر نہین کہ کتنی ہے اور کبھی ایسا زود رنج کہ مکتی دیکر اور بڑے بڑے مقدس رشی بنا کر پھر اُن کی تمام عزت خاک مین ملاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بناتا ہے غرض دہرم جیون اور پرچہ برادر ہند مین لمبے لمبے بہت سے حملے گو پیچھے دیانند پر کئے گئے تھے جسکی پاداش مین آج پنڈت شونارائن بھی سزائے موت کے مستحق ٹہرے غضب کی بات ہے کہ کوئی آریہ یہہ خیال نہیں کرتا کہ جن قصوروں کا دیانند آپ ہی معترف ہے یا جنا لائق باتیں جیسے عمل نیوگ خود آپ ہی اُس نے ستیارتھ پرکاش مین لکہ کر اور ویدوں کے حوالہ دیکر آریوں کی پاک دامن عورتوں کو دوسرے مردوں کے ساتھ خراب کرنا چاہا ہے ان باتوں مین پنڈت شونارائن کا کیا قصور ہے یہہ تو وید کا قصور ہے جسمین ایسی ایسی ناپاک تعلیمین بھی موجود ہین اور یا دیانند کا قصور جس نے نادانی سے ایسی نا مبارک مسائل ستیارتھ پرکاش مین درج کر دیئے اور ویدوں کے مقدس ہونیکا نقارہ بجا کر نمونہ دکہلا دیا منہ

کے اُس رسالہ کا رد لکھا جاوے گا جس کا نام اُنہوں نے سرمہ چشم آریہ کی حقیقت رکھا ہے ہر چند ایسے لغویات کے لئے اپنے بیش قیمت اور عزیز وقت کو کھونا شائد بعضوں کی نظر مین لاحاصل معلوم ہوگا مگر ہمنے صرف چار یا پانچ گھنٹے اپنے پیارے وقت کے اس مختصر رسالہ کے لکھنے مین صرف کئے ہین اور وہ بھی اس لئے کہ تاہے خبر ہندو زادے اور سادہ لوح ہنوز بچے ہمارے خاموشی کو اس بات پر حمل نہ کرلین کہ اُن کا مُتعفن رسالہ کچھ حیثیت رکھتا ہے اور چونکہ ہمارے اس رسالہ مین اُن کی بیجا نکتہ چینیوں پر تنبیہ کا تازیانہ جڑنا اور الزام ملامت کا ھنٹر تار تار مارنا قرین مصلحت سمجھا گیا ہے اس لئے اس رسالہ کا نام بھی شحنہ حق رکھا گیا کیونکہ یہہ رسالہ آریوں کے آوارہ طبع لوگوں کے سیدھا کرنیکے لئے شحنہ کا حکم رکھتا ہے اور ظریفانہ طور پر اس رسالہ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا ہے اور وہ یہہ ہے ۔

آریون کی کیسقدر خدمت

اور

اُنکے ویدوں اور نکتہ چینیون کی کچھ ماہیّت

فالحمد للّٰہ الذی ھدانا الہدٰی مولانا وناصرنا فی کل مومن ولا مولٰی للکافرین ؕ

چو شیر شرزۂ قرآن نماید رو بغریدن

دگر آنجا نماند روبۂ ناچیز را غوغا

اشتہار

رسالۂ ماہواری

قُرآنی طاقتون کا جلوہ گاہ

جو جون ۱۸۸۷ء کی بیسوین تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا

جب تک مین نے آریہ صاحبوں کا وہ رسالہ نہین دیکھا تہا جس کا نام ہے سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن اور فریب غلام احمد کی کیفیت ۔ تب تک مجھے اس طرف ذرہ بھی توجہ نہیں تھی کہ مین کوئی

ماہواری رسالہ قرآنی علوم اور صداقتوں کا اس غرض سے نکالوں کہ تا اگر کوئی آریہ ویدوں کو کچھ حقیقت سمجھتا ہو تو قرآنی صداقتوں سے اُس کا مقابلہ کرکے دکھلاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا حکمت وقدرت الٰہی ہے کہ اُس نے بعض بداندیشوں کو اس خیر محض کا سبب بنا دیا تا دنیا کی قرآنی شعاعوں سے منور کرے اور شپرطینتوں پر اونکی کور باطنی ظاہر کرے سو جس رسالہ کا نام مین نے عنوان مین لکھدیا ہے یعنے قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ یہہ وہی مومنین کا دوست صادق ہے جسکے قدوم میمنت لزوم کا اصل موجب دشمن ہی ہوئی ورنہ خدائے کریم علیم ہے کہ اس سے پہلے مین جانتا بھی نہیں تہا کہ ایسے رسالہ ماہواری کے نکالنے کی خدمت بہی مجہسے ظہور مین آئے گی۔ اب تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جب ارادہ الٰہی اس بات کی طرف متعلق ہوا کہ کوئی ایسا رسالہ ماہواری نکالا جائے کہ جو قرآنی طاقتوں اور صداقتوں کو ہریک مہینہ مین دکہلاکر ویدوں سے بہی ایسے ہی علوم ومعارف کا مطالبہ کرے اور اس طور سے ویدوں کی ذاتی لیاقت کی کیفیت ہریک پر بخوبی کہول دے اور قرآن شریف کی عظمت اور وقعت ہریک منصف پر ظاہر کرے تو اُس حکیم مطلق نے مصلحت عام کے لئے یہہ تقریب قایم کی کہ بعض آریہ صاحبوں نے ایک اشتہار بصورت رسالہ بماہ فروری ۱۸۸۷ء چشمہ نور امرتسر مین چہپوایا اور اُس مین بڑے زور سے انہیں امور کے لئے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین تحریک کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس اشتہار کا راقم یا مہتمم صرف پنڈت لیکہرام پشاوری ہی نہیں ہے بلکہ اصل بانی مبانی اسکے آریہ صاحبوں کے کئی شریف اور فرشتہ خو اور راست گو اسی قصبہ قادیاں کے رہنے والے ہین جن مین ایک کیسوں والا آریہ بہی ہے اور اصل املا اُن کی اس رسالہ کا آرین تہذیب کے موافق ایک اور شیرین زبان پاکیزہ بیان آریہ نے درست کیا ہے جو شائد نابہہ کی ریاست مین نوکر ہے بہرحال یہہ رسالہ آریوں کا اُن لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے بغرض مقابلہ وید وقرآن ایک ایسے رسالہ کی تالیف کے لئے ہم سے درخواست کی ہے جو قرآنی علوم اور حقایق کو بیان کرنیوالا ہو اور درخواست بہی اُن شستہ اور پر تہذیب الفاظ سے جس کا ہریک لفظ اُن کی شرافت ذاتی اور طہارت باطنی اور حق گوئی پر دلالت کررہا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ اوّل تو مرزا کو اس کام کا ارادہ ہی وہم وخیال ہے کیونکہ وہ ہندوؤں کے ساتہہ بحث مباحثہ کا نام لینے کے بہی لائق نہیں کتب مذہبی سے بے بہرہ محض ہے حتی کہ حرف شناسی سے بہی محروم مطلق ہے

پھر اگر شرمے شرمائے اس کام کو شروع کرے گا تو آخری نیچا دیکھے گا - صرف آیات قرآنی سے اپنا
مدعا ثابت کر کے دکھلاوے ورنہ ہم خوب بتا دینگے قرآن سے ہرگز کوئی بات علم کی برآمد نہین ہوگی
اور جہلا عرب کو علم سے کام ہی کیا تھا† - اور تمام جہان مین جو علم ظاہر ہوا وہ وید اقدس کی بدولت
ہے مرزا کو ہم علانیہ متنبہ کرتے ہین کہ بے شک وہ رسالہ موعودہ طیار کرے اگر کرے گا تو نیچا
دیکھیگا - ہم خوب بتا دینگے ہم مرزا سے کوئی شرط نہین کرتے کیونکہ اُس کا مال حرام ہمارے کس کام
ہے وہ دغا و فریب سے جمع کیا گیا ہے اور مرزا چارون طرف سے قرضدار ہے اور کوڑی کوڑی
سے لاچار اور جایداد بھی سب فروخت ہوگئی مرزا کے دل پہ جہالت کا پردہ ہے اور نیز وہ بڑا مفلس
ہے زمین بھی بک گئی دیکھو قرضداری اور ناداری کے ثبوت مین اُسکے دو خط ہین جو کسی ہندو کے نام
لکھے تھے کھیوٹ بندوبست کے حصہ کشی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اِسکے فقط سات گھماؤ
زمین ہے بڑا فریبی ہے قرآن قرآن لئے پھرتا ہے قرآن سے تو یہہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ خدا جسم
و جسمانی نہیں مرزا تو کیا چیز کوئی محمدی عالم بھی ثابت نہین کر سکتا جس قرآن کا یہہ حال ہے تو پھر
اُس مین علم کیا ہو فقط - یہ پاکیزہ الفاظ ہیں جن مین سے ہم نے کچھہ کم درجہ کے سنگین لفظ چھانٹ
کر خلاصہ کے طور پر اس جگہ درج کئے ہین لیکن ہم اِس بچوں کی سی سمجھہ اور سادہ لوحی پہ جو بہت سے
غصہ اور اشتعال کے ساتھہ ملا کر ظاہر کی گئی ہے ہنسیں یا روویں حقیقت میں ہندو لوگ دنیا
کے کمانے مین گو کیسے ہی چتر اور ہوشیار ہون مگر دین کے بارے مین بہت ہی ابلہ اور بے مغز
ہین اور اسکے ساتھہ خیانت کی بھی وہی عادت چلی آتی ہے جیسے نون مرچ کے بیچنے اور تولنے مین
بچپن سے سیکھتے ہین - ناحق نادانی اور بے سمجھی کی راہ سے آپ ہی ایک بات کہکر دانشمندوں
پر ثابت کرا دیتے ہین کہ کس قدر دماغ اُنکا علمی روشنی سے بھرا ہوا اور کس قدر معلومات اُن کے
وسیع ہین واہ واہ کیا خوب سمجھہ ہے اسی سمجھہ پر تو یہہ ٹھٹھا کر لے نرالا اعتراض پیش کر دیا کہ قرآن
خدا تعالیٰ کو جسم اور جسمانی قرار دیتا ہے اور اُس مین کوئی آیت تنزیہ کی نہیں کاش ان حضرات
نے قرآن شریف کا ایک ورق ہی کسی سے پڑھ لیا ہوتا پھر اعتراض کے لئے پیش قدمی کرتے بھلا

† یہہ لفظ اس شخص نے ہمارے سید مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کیا ہے
اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اور بھی بہت سے ہین جو ہمنے لکھنے چھوڑ دیئے ہین - منہ

جو شخص ایک حرف بہی قرآن شریف کا صحیح طور پر نہین پڑہ سکتا اور نہ کسی اسلامی کتاب مین کوئی ایسا اقرار اُس نے دیکہا ہے جس پر اعتراض جم سکے تو کیا ایسے شخص کو یہہ منصب پہنچتا ہے جو یون ہی اعتراض کے لئے دس گز کی زبان نکالی ہم وعدہ کرتے ہین کہ رسالہ **قرآنی طاقتوں کے جلوہ گاہ** مین پہلے اسی بحث کو چہیڑینگے کہ خدا تعالی کی پاک اور کامل صفتیں اور اس کی خدائی کی خاصیتیں اور قدرتیں (جنمین سے ایک یہہ بہی ہے کہ وہ جسم اور جسمانی ہونے سے منزہ ہے) کس کتاب مین صحیح اور کامل طور پر پائی جاتی ہین آیا وید مین یا قرآن مین اور پہر بحوالہ آیات بینات قرآنی ثبوت پیش کر کے لالہ صاحب کے وید سے بہی ایسے ہی ثبوت کا مطالبہ ہوگا تب معلوم نہین کہ مصرجی کس سوراخ مین چہپتے پہرینگے - کوئی پڑہے تو اُسے معلوم ہو کہ قرآن شریف ربانی صفات کے بیان کرنے مین اور اُنہیں جسم اور جسمانی چیزوں سے ممیز اور ممتاز ٹھہراتے ہین ایسا بے مثل و مانند ہے کہ یہہ روشن بیان کسی دوسرے کتاب مین ہرگز پایا جاتا ہی نہیں ہاں یہہ سچ ہے کہ کلام الہی کا پڑہنا اور سمجہنا ہر یک بُزِ اخفش کا کام نہیں کچھ تو تمیز چاہئے نرا کھڑ پنچ بنکر رائے دینے والا نہ بن بیٹھ بہلا ہم تم سے ہی انصاف چاہتے ہین کہ جو شخص ایک موّاج دریا کی نسبت یہہ رائے ظاہر کرے کہ اُس مین ایک قطرہ پانی کا بہی نہیں ایسے شخص کا کیا نام رکھنا چاہئے اندہا یا سوجاکہا - افسوس کہ آریہ لوگ رگوید کی اُن شُرتیوں کو نہیں پڑہتے جن مین اندر کو خدا بنا کر پہر سوم کا عرق اُسکے حلق مین ڈالا گیا ہے اور اگنی کو پرمیشر قرار دیکر دہوئیں کی جہنڈی اُسکے سر پر رکھی گئی ہے اور پہر اسی پر بس نہین بلکہ رگوید سنہتا اشٹک اول مین اندر پرمیشر کو کوسیکارشی کا پوتر بہی بنا دیا گیا ہے جسکے گہر اندر نے آپ ہی جنم لے لیا تہا اور پہر اتنے پر بہی کفایت نہین بلکہ اسی اشٹک مین پرمیشر کے پرمیشر پن کا یان تک ستیاناس کیا گیا ہے کہ اُس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ جوان بہی ہوتا ہے اور بوڑہا بہی اور سوم کا رس پیتے پیتے سمندر کی مانند اُس کا پیٹ ہو جاتا ہے اور اگنی پرمیشر کی نسبت لکہا ہے کہ دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور اُسکے والدین بہی ہیں غرض کہانتک ہم اپنے کاغذات کو سیاہ کرین جن لوگوں کا پرمیشر اس قدر جسم اور جسمانی صفات مین بلکہ آفات مین ڈوبا ہوا ہو وہ قرآن شریف پر اعتراض کرین کیا یہہ افسوس کا مقام ہے یا نہیں - ہمین اُن کی سمنت کلامی کا تو کچھ بہی رنج نہین اور نہ کرنا چاہئے کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ اگر کسی پر دس روپیہ کی ڈگری بہی

کسی عدالت سے ہو جاتی ہے تو وہ اپنی بد باطنی سے اپنے گہر تک اُس حاکم کو بُرا بہلا کہتا چلا آتا ہے پس جب کہ ادنیٰ خلاف طبع بات پر جاہلوں کے جوش کا یہہ حال ہے تو پہر ہم جو اُنکی بد مذہبی کی بیخ کنی کر رہے ہین ہم کو اگر بُرا نہ کہیں تو اور کس کو کہین اور نیز جب کہ اُنہوں نے اپنے مشہور بزرگوں **راجہ رام چندر صاحب اور راجہ سری کرشن صاحب** کو جو سرآمد بزرگان ہنود ہیں جن کی شہرت کے آگے وید کے رشیوں کا کچہہ بہی وجود اور نمود نہیں علانیہ بُرا بلکہ آریہ گزٹ ۱۸۸۶ء مین جس کا ثبوت ہم رکہتے ہین کتنے بیتوں مین گندیاں گالیاں دین اور ایسا ہی دیانند نے اپنی سیتارتھ پرکاش مین صفحہ ۳۵۶ مین **باوا نانک صاحب** کا نام فریبی اور مکار رکھا† تو پہر ایسے لوگوں پر ہمین کچہہ بہی افسوس نہین کرنا چاہئے وجہ یہہ کہ جب کہ یہہ لوگ جن مین سے بعض نے بڑے بڑے کیس بہی سر پر رکھ چہوڑے ہین اور کشن سنگہ اور بشن سنگہ ونرائن سنگہ نام رکھ لیا ہے خود اپنے گورو کو بہی یہہ انعام دیتے ہین تو پہر دوسری جگہوں مین یہہ کب چوکنے والی اسامی ہین۔ جنہوں نے چیلا ہو کر اپنے پُرانے پیشواؤں کو یہہ خلعت دی کہ وہ ٹہگ اور فریبی ہین تو وہ دوسروں سے کس صاف باطنی سے پیش آئینگی اور جب کہ اپنے مرشد کی ہی پگڑی اُتارنے لگے تو غیروں کی عزت کا انہین کیا پاس ہوگا انکے حق مین یہہ شعر کیا ہی خوب صادق آتا ہے **تو بدوستاں چہ کردی کہ کنی بدیگراں ہم * حذرا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن**۔ سو ہمین ان لوگوں کے توہین کی باتوں پر تو کچہہ خیال نہین اور نہ کچہہ افسوس لیکن اتنا ضرور ہے کہ جب کوئی نادان ہو کر دانائی کا دعوٰی کرے اور جاہل ہو کر عالم ہونے کا دم مارے اور دروغ گو ہو کر راست گو بن بیٹھے اور چور ہو کر اُلٹا کوتوال کو ڈانٹے تو ایسا شخص ہر یک کو بُرا معلوم ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس ہم کو بہی۔ رہی یہہ بات کہ اُنکی عقل عجیب کے نزدیک **قرآن شریف** علم الہی سے خالی اور وید علوم و معارف سے بہرا ہوا ہے تو اس کا فیصلہ تو خود مقابلہ و موازنہ سے ہو جائیگا۔ ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے ہم خود منتظر تہے کہ ایسا فیصلہ جلد تر ہو جائے۔ سو آریہ صاحبوں نے اسکے لئے آپ ہی سلسلہ جنبانی کی

---

† **نوٹ**۔ اس بے ادبی کا ذکر پرچہ دہرم جیون ۶ مارچ ۱۸۸۶ء مین بہی موجود ہے۔ کہ سیتارتھ پرکاش مین بڑی لائق دیانند جی نے باوا نانک صاحب کو مکار کہا ہے۔ منہ

پس ہم اُنکی اِس تحریک اور سلسلۂ جنبانی کو بہ تمام تر شکرگذاری قبول کرتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہین کہ انشاء اللہ ہم بہ فضل و توفیق ایزدی جون ۱۸۸۰ء کے مہینے سے برطبق درخواست اُنکے ایسا رسالہ ماہواری شائع کرنا شروع کردینگے لیکن ساتھہ ہی ہم باادب عرض کرتے ہین کہ جب وہ رسالہ **قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ** شائع ہونا شروع ہو تو پہر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہین بہاگ نہ جائیں اور اپنے ویدکی حمایت کرنے کو تیار ہین۔ ہم یہہ تو جانتے ہین کہ آج کل ہمارے ہم وطن آریوں کو جس قدر ویدوں کی نسبت جوش و خروش ہے وہ دراصل ایک ہی شخص کی لاف زنی کی بنا پر ہے کہ جو اس دنیا سے گذرہی گیا ورنہ ان کی نسبت تو یہی مثال ٹہیک ہے کہ **دیکھا نہ بہالا صدقے گئی خالا**۔ لیکن تاہم عام لوگوں پر ثابت کردکھانا ہمارا فرض ہے کہ وید صرف اُس زمانہ کے موٹے اور پست خیالات ہین کہ جب آریوں مین ہنوز مخلوق اور خالق مین تمیز کرنے کا مادہ پیدا نہین ہوا تھا اور عناصر اور اجرام سماوی کو خدا تعالیٰ کی جگہہ دی گئی تہی چنانچہ رگوید کے **شاعروں کے وُہ سب پرجوش شعر** جن مین اندر و اگنی وغیرہ سے بہت سی گوئیں اور گہوڑے اور لوٹ کا مال مانگا گیا اس بیان پر شاہد ہین برخلاف اِسکے قرآن شریف ایسا علوم و معارف و کمالات ظاہری و باطنی پر حاوی ہے کہ صریح حد بشریت سے بڑہا ہوا ہے اور بہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اُس نے حقائق و دقائق کو ایک بے مثل بلاغت و فصاحت مین بیان کیا ہے اور پہر بالالتزام ایسے بلیغ و فصیح بیان کے تمام دینی صداقتوں پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہوگیا ہے حقیقت مین یہہ ایسا کام ہے جسکو معجزہ کہنا چاہئے کیونکہ یہہ انسانی طاقتوں سے ماورا اور بشری قوتوں سے بالاتر ہے۔ بالآخر ہم یہہ بہی مناسب سمجھتے ہین کہ آریہ صاحبوں کے نوجوان صاحبزادوں نے جس قدر ہمارے اور ہمارے دوستوں کے **سوشیل** امور اور اسلامی فضائل و قرآنی حقائق مین اپنی عادت کے موافق بے اصل اور بیہودہ نکتہ چینیاں کی ہین اُنکا الگ الگ جواب برعایت اختصار ذیل مین دیا جائے سو وہ یہہ ہے۔

قولہٗ مرزا ہماری کتب مذہب سے محض بے بہرہ ہے۔

اقول مین کہتا ہوں کہ اگر یہی حال ہے تو ایسے بے بہرہ محض کے آگے کیوں تم ایک دم کے لئے بہی نہین ٹھہر سکتے اور اُس چڑیا کی طرح جو باز سے ڈر کر چوہے کے سوراخ مین گھس جاتی ہو

کیوں اِدہراُدہر چھپتے اور بہٹکتے پہرتے ہو اس کی کیا وجہ ہے کیا سرمہ چشم آریہ نے آپکے مذہب
کا کچھہ باقی بہی چھوڑا؟ کیا ٹھیک ٹھیک گت بنانے مین کچھہ کسر بہی رکھی؟ پس اس سے سمجھہ لو
کہ اگر ہم آپ کے گھر کے بہیدی نہیں تہے تو پہر کیونکر ہمنے وید کے چھپے ہوئے عیبوں کو کہول کر
رکھہ دیا اور اگر ہم پورے پورے بہیدی نہیں ہین تو کیونکر ہمنے کئی جزیں ویدوں کی براہین احمدیہ
مین نقل کردین اور کیونکر **سرمہ چشم آریہ** مین وہ کاری زخم آپ لوگوں کو پہنچادیا جس کا
ابہی تک کچھہ جواب بن نہ آیا اب چھہ مہینے کے بعد جواب نکلا تو یہہ نکلا جسمین بجز بدزبانی اور افترا
بیانی کے اور خاک بہی نہیں انتظار کرتے کرتے ہم تہک بہی گئے کہ کونسا لطیف اور مغزدار جواب
آتا ہے آخر آپکے مرتبان مین سے صرف ایک مکہی نکلی کیا جواب دینا اور دلکہنا اسی کو کہتے ہین بہلا
کوئی منصف ہندو ہی آپ لوگوں کے رسالہ کو پڑہکر دیکہے اور پہر حلفاً بیان کرے کہ ہمارے رسالہ
سرمہ چشم آریہ کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اس خس و خاشاک سے زوال پذیر ہوا ہے اور اگر کہو کہ تمہین
سنسکرت کی زبان کی واقفیت نہیں تو مین کہتا ہوں کہ جس حالت مین دیانندی وید بازاروں
مین چار چار آنہ کو خراب ہوتے پہرتے ہین اور آپ کا وید اردو مین ترجمہ بہی ہو چکا ہے اور ابہی انگریزی
مین بہی چھپ گیا اور خود دیانند نے بہی جابجا وید کے عقائد اور اصول کو کہولکر سنادیا بلکہ ایک
کافی حصہ وید بہاش کا عام فہم عبارت اردو بہاشا مین چھپ بہی گیا ایسا ہی کئی دوسرے رسالے
بہی آریہ مت کے عقائد کے بارے مین صاف صاف طور پر قلمبند ہوکر اردو زبان مین شائع
ہوگئے اور زبانی لکچروں مین بہی اُنکے لائق ممبروں نے ہر یک جگہ اپنے اصولوں اور عقیدوں کی
اشاعت کی تو کیا اب بہی ہماری واقفیت مین کچھہ کسر رہ گئی اور کیا ابہی تک ہم یہی خیال کیا کرین
کہ ویدوں کے اصول اور عقائد کی **گٹھری** کسی برہمن کی اندہیری کوٹھری مین بہت سی خاک کے
نیچے دبی پڑی ہے جس تک کسی ڈھب اور کسی تدبیر سے ہماری دسترس ممکن ہی نہیں۔ کیا تمہین
دیانند کی کتابوں اور اُنکے زبانی لکچروں اور اُن کے تحریری مباحثہ پر بہی اعتبار نہین۔ کیا وہ لوگ
بالکل جہوٹے ہی ہیں جنہوں نے صدہا روپیہ سرکار انگریزی سے ویدوں کا اردو انگریزی ترجمہ
کرنے مین پایا ہے۔ پہر جب واقفیت حاصل کرنے کیلئے اس قدر سامان اور کتابین ہماری
پاس موجود ہین اور وید اور ویدوں کے بہاش اور دیانندی ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابین ہماری

الماریوں مین رکھی پڑی ہین اور زبانی مناظرات مین ہی ہماری عمر گذر گئی ہے تو کیا اب تک ہم آپ لوگوں کے گھر سے ناواقف ہین۔ پھر جب اس قدر ہمارے وسیع معلومات ہین تو ایک سنسکرت اگر نہیں تو نہیں سہی اور خود باوجود اس درجہ کے وسعت معلومات کے جو بیالہاسال کا ذخیرہ ہے اس کا گ بہاشا کی ضرورت ہی کیا ہے۔

قولہ۔ مرزا کوڑی کوڑی سے لاچار اور قرضدار ہے۔

اقول۔ اس جگہ ہمین حیرت ہے کہ لالہ صاحبوں کو ہمارے قرض کی کیوں فکر پڑ گئی اگر وہ سرمۂ چشم آریہ کا رد لکھ کر دکھلاتے اور پھر منشی جیوند اس صاحب اُس رد کی صحت وکمالیت پر قسم کھانے کو تیار ہو جاتے تب اگر ہم اُس جلسۂ قسم مین حسب وعدہ خود پانسو روپیہ نقد پیش کرنے سے عاجز رہجاتے تو ایسے اعتراضوں کا محل بھی ہوتا مگر اب تو ہماری سمجھ مین نہیں آتا کہ ہماری حیثیت خانگی کے بارے مین اس راقم ذرد منش کو جس نے ہمارے مقابل پر کبھی اپنا نام بھی ظاہر نہین کیا کیوں اتنے تفکرات پیدا ہو گئے یہاں تک کہ بندوبست کے کہیوٹ مین ہماری زمین تلاش کرتا پھرتا ہے اور اپنی بدقسمتی سے اُس تلاش مین بھی غلطی پر غلطی کہاتا ہے اور سراسر خلاف واقعہ بیان کرتا ہے سو ہمین بڑی حیرت ہے کہ اس قدر دہڑکا اُسکے دل کو کیوں پیدا ہو گیا اور اس حرکت بیجا کا باعث کیا ہے۔ ہمارے اس ملک مین جو ایک قوم جٹ ہندو ہین جنمین سے بعض سرپر کیس بھی رکھا کرتے ہین سنے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ اکثر انکی یہہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی دختر کا ناطہ کسی جگہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے چپکے چپکے اُس گانو مین چلے جاتے ہین جسجگہ اپنی دختر کی نسبت کرنا انکا ارادہ ہوتا ہے تب اُس گانو مین پہنچکر نہایت تحقیق وتفتیش کی غرض سے پٹواری کی کہیوٹ اور گرداوری اور روزنامہ سے اور نیز دوسرے طریقوں سے بھی دریافت کر لیتے ہین کہ اس شخص کی زمین کتنی ہے اور سال تمام کی آمدنی کس قدر ہے اور شریکوں مین اس کا کیا حصہ ہے تب اس تمام جانچ اور پڑتال کے بعد اپنی دختر یعنے لڑکی اُس کو دے دیتے ہین لیکن اس جگہ تو ان امور مین سے کوئی بات بھی نہیں تھی۔ ہان اگر کوئی ہمارے الہامی اشتہارات کے مقابل پہ آتا تو اُس کا حق تہا کہ پہلے اپنی تسلی کر لیتا بلکہ بنبک مین روپیہ جمع کرانے کے لئے ہمین مجبور کرتا پھر اگر ہم روپیہ جمع نہ کر سکتے تو جو چاہتا ہم پر الزام لگاتا۔ لیکن ہمارے مقابلہ کے لئے تو کسی نے اسطرف

رُخ بہی نہ کیا اور ایسے بہاگے کہ جیسے سکہہ انگریزوں سے شکست کہاکر دریا مین ڈوب ڈوب کر مرے تہے تو کیا اب بیہودہ باتیں بنانا حیا اور شرم کا کام ہے کیا ہمنے منشے اندرمن مرادآبادی کے لئے چوبیس سو روپیہ نقد نہیں بہیجا تہا جس سے لالہ صاحب روپوش ہو کر اب تک نظر نہ آئے کہ کہاں ہین۔

قولہٗ جان محمد امام مسجد قادیان کو مرزا نے کہا کہ مجہے الہام ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی قبر کہود و یعنے اب وہ مرے گا حالانکہ وہ نہیں مرا۔

اقول اس افترا کا جواب یہی کافی ہے **لعنت اللہ علی الکاذبین** اور اگر اور بہی کچہہ ثبوت چاہو تو یہاں جان محمد صاحب کی دستخطی تحریر حاشیہ مین موجود ہے* اس کو ذرا آنکہہ کہول کر پڑہ لو اور دروغ بے فروغ کی نداستوں کا کچہہ مزا اُٹہاؤ اور اگر کچہہ شرم حیا ہے تو قادیان مین ایک جلسہ کر کے اُس ہندو کو ہمارے سامنے کرو جس نے یہہ بے بنیاد قصہ لکہکر بہیجا ہے کیونکہ اس قدر افترا محض کا تصفیہ بالمواجہ خوب ہو جائے گا اور ہم اُسی جلسۂ عام مین اُس ہندو کو کوئی ایسی قسم دینگے جو اُسپر موثر ہو سکے اور اس طرح پر جو جہوٹا ہو اُس کی قلعی کہل جائیگی لیکن صرف بیہودہ تحریروں سے اُس مفتری ہندو کا نام لینا کافی نہوگا کیونکہ یہہ تجربہ ہو چکا ہے کہ اس جگہ کے ہندوں پر جو تحریروں کے ذریعہ سے الزام لگایا جاتا ہے پیچہے سے وہ کانوں پہ ہاتہہ دہرتے ہین کہ ہمین اُسکی خبر بہی نہیں چنانچہ نظیر مین وہ اشتہار کافی ہے جس مین لکہا تہا کہ گویا لالہ شرم پت کہتا ہے کہ مین مرزا کے دعوی الہامات کو سراسر مکر و فریب سمجہتا ہوں اور مین اُنکے کسی الہام اور پیشین گوئی کا گواہ نہیں ہوں حالانکہ ہمارے پوچہنے پر لالہ شرم پت اس تحریر کے شایع کرنے اور ایسے اشتہار کے لکہنے سے سراسر انکاری ہے اور قسم کہا کر کہتا ہے کہ مجہے اس کی اطلاع ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے کئی دفعہ ہمارے روبرو اپنی مستعدی ظاہر کر چکا ہے کہ اُن الہامی پیش گوئیوں کو جنکا وہ گواہ ہے عام طور پر شایع کرے اور ایک دفعہ لیکہرام پشاوری قادیان مین آ کر بہت کچہہ اُس کو بہکاتا رہا کہ شہادت

حاشیہ نوٹ یہہ بہتان کہ گویا مرزا صاحب نے مجہے کہا کہ درحقیقت تمہارے لڑکے کیلئے مجہے الہام ہوا کہ تم اسکی قبر کہود دو یہہ افترا ہے جسکی کچہہ بہی اصلیت نہیں اور مین جانتا ہوں کہ یہ اُن نااہل لوگوں کی گہڑت ہے کہ جو خدا کی لعنت اور نہ خلقت کی لعنت سے ڈرتے ہیں کیا خوب ہو کہ ایک جلسہ ہو کر ایسا شخص میرے روبرو کیا جائے تا مین بہی اُسکو بٹہا کر پوچہہ لوں کہ ای بیہودہ کس کب قبر کہودنے مرزا صاحب نے ایسا الہام مجہکو سنایا تہا۔ العبد خاکسار جان محمد امام مسجد قادیان۔

بہاات سے انکار کرنا چاہئے مگروہ دروغ صریح سے نفرت کرکے اُسکے پیچ مین نہ آیا اور اب بہی اگر جلسہ عام مین قسم دیکر اُس کو پوچہا جاے توصفائی سے وہ بیان کرسکتا ہے کہ دیانند کے مرنے کی خبر کئی دن پیش از موت اسے تبلائی گئی تہی اور خاص لالہ شرم پت کے ایک بہائی پر جو ایک پیچدار اور پرخطر مقدمہ چیف کورٹ مین دائر تہا اُس کا انجام بہی پیش گوئی کے طور پر اُسپر ظاہر کیا گیا تہا ایسا ہی دلیپ سنگہ کی دو صورتوں مین سے ایک صورت یعنے موت یا بے عزتی اور ناکامی از سفر پنجاب اُس کو اس وقت کہول کر سنادی گئی تہی کہ جب اُس مصیبت کا نام و نشان موجود نہ تہا اور ایسی ہی اور بہت قبل از وقوع باتین اُسپر ظاہر کی گئی تہیں جن باتوں کا وہ بڑی مضبوطی سے گواہ ہے مگر تصدیق اس کی جلسہ عام مین قسم کے ساتہہ ہونی چاہئے نہ یون ہی متعصبانہ تحریرون کی رو بہ بازی سے۔ ماسوا اِس کے رسالہ سراج منیر بہی جو پیش گوئیوں پر مشتمل ہے اب بہت جلد نکلکر دروغ گوؤنکا موںہہ کالا کرنے والا ہے۔

قولہ۔ ہمنے اپنے اشتہار مین ثابت کردیا ہے کہ مرزا کے اشتہار ۸ - اپریل ۱۸۸۶ء مین پیش گوئی لپسر موعود کا حمل موجودہ پر حصر رکہا گیا ہے جمین سے آخر لڑکی پیدا ہوئی۔

اقول۔ وہ اشتہار جس مین ہماری طرف سے الہامی یا تشریح کے طور پر اس حصر کے لفظ موجود ہیں جو اُسی حمل مین وہ لڑکا پیدا ہوگا اُس سے ہرگز ہرگز تخلف نہیں کرے گا ضرور اس مین پیدا ہو جاے گا وہی اشتہار ایک جلسہ منعقد کرکے بحاضری چند مسلمانون اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے پیش کردینا چاہئے تا دروغ گو کی سیاہ روی سب پر کہل جائے لیکن اگر اشتہار کے پیش ہونے کے بعد اشتہار کی عبارت سے یہی بات بہ بداہت ثابت ہوتی ہو کہ شائد وہ لڑکا اب ہو یا بعد مین ہو تو پہر ایسے بے شرم دروغ گو کے لئے کہ جو برخلاف ہماری تشریح مندرجہ اشتہار کے ناحق بار بار خلق اللہ کو دہوکا دے صرف **لعنت اللہ علیہ** کہنا کافی نہیں بلکہ اُسکو کسی قدر سزا دینا بہی ضروری ہے۔ تا پہر آئندہ اپنی بیحیائی دکہلانے کے لئے جرأت نہ کرے۔

قولہ۔ ایک ڈوم ٹکرہ خوری گمنام نے مرزا کی تعریف مین دو ورق کا اشتہار بعنوان رسالہ سُرمہ چشم آریہ سیاہ کیا ہے محض دنیاوی طمع مین اندہا ہو رہا ہے اس کو ناہ اندیش نامعقول پر کیا بلا پڑی کہ مفت مین جہوٹ بول رہا ہے۔

اقول - یہ پاک سیرت راقم رسالہ جو شائد اپنے گمان مین اپنے تئین کسی راجہ کا بیٹا سمجھتا ہو تاہم اس کو ہرگز ڈوم یا ڈوم کی ذریت نہین کہیں گے خدا جانے یہہ کون ہے اور کس کا ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہہ شخص اپنے اُن گندے الفاظ سے جو کسیقدر اہی ہمنے لکھے ہیں اور کسیقدر خلاف تہذ اور سخت مکروہ دیکھکر چھوڑ دیئے ہین ایک نہائت عالی خاندان سید صاحب کی نسبت و بڑے شریف اور ایک شہر کے معزز اور نامور رئیس ہین ازالہ حیثیت عرفی کا مرتکب ہوا ہے اور خدا تعالے کا خوف نہ اُسے کا ہیکو ہوگا مگر **دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند** اور کئی ایسے جرائم سے جن مین اس قسم کے یا وہ گوگ اکثر پہنس جایا کرتے ہین اُسے اندیشہ کرنا چاہئے ہرچند ہمنے سید صاحب ممدوح کی خدمت مین بانکسار عرض کر دیا ہے کہ آپ ایسے نا اہلوں کے دل آزار باتوں کو دل مین جگہہ نہ دین اور صبر و شکیب کو کام فرمایئں جیسا کہ طیبین طاہرین آل رسول کریم قدیم سے کرتے چلے آئے ہین اور یہی سید صاحب کی ذات ستودہ صفات پر امید بہی ہے کیونکہ وہ نہائت شریف اور مہذب اور علوم و فنون سے آراستہ اور بوجہ کامل لیاقت انگریزی دانی کے انگریزی دفتروں کے معزز عہدوں پر بہی سرفراز رہ چکے ہین اور اشتعالی حالت تو گویا فطرتی طور پر اُن کی طبیعت سے مسلوب ہے مگر پہر بہی چونکہ ایک نگس طینت کے قلم کا بخار کبہی کبہی اچہے اچہے قوم کے شریفوں کو بہی ساتہہ کہینچ لیا کرتا ہے اس لئے ہم بکمال ادب بخدمت شریف منشی جیونداس صاحب اور دوسرے معزز آریہ صاحبوں کی محض خیرخواہی کے طور سے عرض پرداز ہین کہ ایسے خوش لہجہ آریہ کو اس بدزبانی کے دہن سے روک دین کہ اس کا نتیجہ اچہا نہین اور گو ہماری ذات کی نسبت کوئی شخص بُرا کہے یا بہلا افترا پردازیاں کرے یا جعلسازیاں اُسے اختیار ہے کیونکہ ہم مجازی حکومتوں کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتے اور اپنا اور اپنے بدگو کا فیصلہ احکم الحاکمین پر چہوڑتے ہین لیکن ان نوخیزوں کو جو اپنی ہر یک تحریر مین آریوں کی نئی تہذیب کا چاند چڑہا رہے ہین دوسرے رئیسوں اور شریفوں اور معزز مسلمانوں کی ہتک اور توہین سے پرہیز کرنا چاہئے تاکسی پیچ مین آکر بڑے گہر کی ہوا نہ کہانی پڑے کیا بحث اسی بات کا نام ہے کہ گندہ بولین اور فحش نولیین غرض ہر یک موہنہ بگڑے اور بے راہ کے لئے قانونی تدارک موجود ہے

آئندہ ختیار بدست مختار -

قولہ - سرمہ چشم آریہ مین نہ ہماری کسی کتاب کا حوالہ ہے نہ فصل و باب کا پتہ ہے -

اقول - کتنا جھوٹ ہے جس شخص کی دروغ گوئی اس حد کو پہنچ جائے تو اُسے کوئی کیا کہے بھلا جس حالت مین جابجا فریق مخالف کے انکار پر اُس کی مسلم الثبوت کتابوں کا فصل و صفحہ تک پتہ بتلا دیا گیا تو کیا ہی ہمنے کتاب کا حوالہ نہ دیا دیکھو صفحہ (۳۷) سُرمہ چشم آریہ - ہان جن باتوں کو لالہ مرلی دہر صاحب اس بالمواجہ بحث مین آپ ہی مانتے گئے اُنکا حوالہ دینا داب مناظرہ کے خلاف اور ناحق کا طول تھا اگر وہ انکار کرتے تو حوالہ بھی سُن لیتے - مگر تاہم اجمالی طور پر ہر جگہ کہا گیا کہ یہہ تمہارے عقائد و اصول ہین چنانچہ جابجا لالہ صاحب موصوف ان الزامات کا اقرار کرتے گئے اور کچھ بھی چون چرا نہ کیا دیکھو صفحہ ۱۱۴ - ۱۷۹ - ۱۹۴ - ۲۰۴ - ۲۰۶ سرمہ چشم آریہ ماسوا اسکے یہہ بات یاد رہے کہ ہمنے جسقدر آریوں پر رسالہ سرمہ چشم آریہ مین اعتراضات کئے ہیں اُن سب کو ہمنے اُنکے لایق گرو دیانند کی ستیارتھ پرکاش سے اخذ کیا ہے تم ذرا مُونھہ سے تو یہہ بات نکال کر دیکھو کہ ہم آریوں کے وہ عقائد نہیں ہین پھر دیکھنا کہ کیسی خبر لیجاتی ہے غضب کی ہٹ دہرمی ہے کہ جن عقائد اور اصولوں کو آپ ہی ہر کوچہ و بازار مین شہور کر چکے ہین اب اُن سے اُدسرا اُدہر بھاگنا چاہتے ہین مگر پھنسی ہوئی چڑیا اب بھاگے کہاں - اب تو دیانند کی جان کو رونا چاہئیے جو تمہین پھنسا کر آپ الگ ہو گیا اور وید کا آخری نچوڑ یہہ چھوڑ گیا کہ جیسے پرمیشر خود بخود ویسا ہی دُنیا کا ذرہ ذرہ خود بخود -

قولہ - تمام جہان مین جو علم و ہنر ظاہر ہو رہا ہے سب وید اقدس کے بدولت ہے -

اقول - ویدوں کے علوم و فنون کی حقیقت تو بہت سی کھل گئی اور کھلتی جاتی ہے - بھلا جن ویدوں نے اس رنگارنگ کی مخلوقات کے وجود مین اپنی فلاسفی یہہ بتلائی کہ یہہ سب چیزین اور سب روحین یہانتک کہ ذرہ ذرہ عالم کا اپنے وجود کا آپ ہی سرب ہے کوئی اُنکا موجد و پیدا کنندہ و حقیقی سہارا نہین ضرور اُن مین اور علوم فنون بھی ہونگے ایسے لایق ویدوں کا وجود کب بے ہنر و علم رہ سکتا ہے اگرچہ ویدوں کی عجیب حکمت پر خود ذاتی طور پر ہمین بہت سی اطلاع ہے لیکن آریوں کے لایق پنڈت دیانند نے جو ستیارتھ پرکاش مین ویدک فلاسفی کا کچھہ بیان کیا ہے اُسی سے ناظرین بطور نمونہ سمجھ سکتے ہین کہ آریوں کا وید مقدس کس عالی مرتبہ

کی کتاب ہے۔

چنانچہ منجملہ اُنکے ایک مسئلہ دائمی **وجوب تناسخ** کوہی دیکھو جس مین ویدک فلاسفی کی رو سے ہمیشہ روحوں کا اسی دنیا مین پہر پہر آنا اور بڑے بڑے عارف گیانی۔ رکہی اور دیوتے بننے کے بعد بہی ہمیشہ کتے بلے کیڑے مکوڑے بنتے رہنا واجب ولازم ہے† - اس بدبختی کا اصل موجب یہہ ہے کہ روحین معدود اور پرمیشر پیدا کرنیسے عاجز بالکل ناطاقت بلکہ کچہہ بہی نہین پہر اگر وہی مکتی یافتہ بار بار انسان کتا بلا نہ بنتے رہین تو دنیا کیونکر قایم رہے مگر اس اصل دلیل کو چہپا کر ایک جہوٹی دلیل وید کیطرف سے پیش کی گئی ہے کہ مکتی زمانہ مین ہمیشہ رہنے کے لئے انسانوں کے عمل وفا نہیں کرسکتے اور پرمیشر اتنا ہی دیسکتا ہے جتنا کہ اُن کا حق ہے کم وبیش نہیں **بہت خوب**۔

لیکن یہہ تقریر اُس صورت مین کچہہ چسپان ہوسکتی ہے کہ جب مکتی (نجات) کو ایک ایسی شئے سمجہا جائے کہ جو نون مرچ کی طرح بکتی ہے اور پرمیشر کو ایک **بنیا** قرار دیا جائے جو اُس جنس کو داموں کے موافق بیچتا ہے یا یہہ خیال کیا جائے کہ پرمیشر کا مکتی خانہ پر کرایہ پر چلتا ہے جتنے دنوں کا کرایہ دیا اُتنے دن رہے اور پہر نکالے گئے اب ہم آریوں کے بڑے دستاربندوں سے دریافت کرنا چاہتے ہین کہ کیا مکتی کی حقیقت مین یہی فلاسفی ہے جس کو آپکا وید مقدس سکہا رہا ہے کیا وید کا یہی علم و ہنر ہے جس پر ناز کیا جاتا ہے سب دانشمند جانتے ہین کہ نجات کی جڑہ اور اُس کا اصل نور جس سے یہہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوا اللہ سے **انقطاع کلی** ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبہ سے ہر یک چیز پر بلکہ اپنی جان پر بہی مقدم ہو جائے اور آرام اور اُنس اور شوق اور دل کی خوشی اُسی سے اور اُسی کے ساتہہ ہو اور جیسا کہ وہ حقیقت مین واحد لاشریک

فٹ نوٹ† یوں تو آریہ لوگ کہتے ہین کہ تناسخ ضرور سچ ہے اور ایسا ہمیشہ کے لئے واجب الوقوع ہے کہ مکتی کے بعد بہی اُس سے پیچہا نہین چہوٹتا لیکن بوجہ نادانی اُنہیں خیال نہیں کہ دائمی تناسخ کے ملننے سے تمام مقدسوں اور برگزیدوں کی ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ ہر ایک کے لئے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ بیشمار مرتبہ نجات پانے کے بعد بہی کیڑے مکوڑے بن چکے ہیں اور ابہی آئندہ بنتے رہنے کا کچہہ انتہا نہیں کیونکہ اگر یہہ سب حیوانات کتے بلے گدہے سور وغیرہ بیشمار مراتب مکتی کو پاچکے ہیں تو اس بات کے ماننے کی کوئی وجہ نہیں کہ کسی زمانہ مین یہی حیوانات وید کے رشی یا اوتار وغیرہ بہی ہونگے تو اس صورت مین تو آریوں کو قایل ہو جانا چاہئے کہ ممکن ہے کہ درحقیقت یہہ سب انکی بزرگ ہی ہوں یا بعض اُنمین سے تو ضرور ہی ہوں واضح رہے کہ ہم ایسے خیال کو نہایت خبیث اور دوازدہ سمجہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی پر ایسا خوش ہو کر کہ اس کو مکتی دیکر پہر کسی وقت اسکو کتا بلا سور وغیرہ بنا دے اس لئے ہم آریوں کو محض نصیحت سے کہتے ہیں

ہے ایسا ہی پیار کی نظر سے ہی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں مین واحد لاشریک ہی نظر آوے یہہ نور نجات ہے جو اسی دنیا سے محبّ صادق کے ساتھہ جاتا ہے اور اُسکے وجود مین جان کی طرح داخل ہوکر ہمیشہ اُسکے ساتھہ رہتا ہے سو جب کہ شخص نجات یافتہ ہمیشہ کے لیئے یہہ علت موجبہ نجات اپنے ساتھہ رکھتا ہے تو پھر یہہ ویدکی کس قسم کی عقلمندی ہے کہ باوجود موجودیت علت تامہ کے یعنے نور نجات کے معلول تخلف یعنے نجات کا اُس سے روا کہتا ہے کیا

کوئی آریہ اپنے ویدون کی اس عجیب فلاسفی کو ہمین سمجھا سکتا ھے۔

اور پھر ثبوت تناسخ پر دلیل بھی کیا ہی عمدہ ستیارتھہ پرکاش مین لکھی گئی کہ جب بالک پیدا ہوتا ہے تو اُسی وقت اپنی ماں کا دودہ پینے لگتا ہے۔ سبب یہہ کہ اُس کو پہلے جنم کا خیال بنا رہتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ تناسخ سچ ہے۔ تعجب کہ لیسے تیز عقل پنڈت نے کیوں حیض کے خون کو بھی جو پیٹ کے اندر بچّہ کی خوراک بنتا ہے اسی طرح پہلے جنم کی یادداشت پر دلیل نہ ٹھہرائی تا بجائے ایک کے دو دلیل ملجاتیں۔

افسوس یہہ لوگ تناسخ کے جال مین پھنس کر اور جونوں کے خیال محال مین مبتلا ہوکر ایسے اُس مین مدہوش ہوئے کہ پھر کسی چیز نامعلوم الاسباب کا سچّا سبب تلاش کرنے کے عادی ہی نرہے اور ویدوں کی گمراہ کنندہ تعلیموں نے ہزاروں عمدہ اور دلربا فلسفی نکتوں سے ان کا مونہہ پھیر کر بار بار اواگون کے ہی گڑہے مین ڈالا اور سارے عالم کے تعلیم خانہ مین سے صرف یہی ایک غلط حرف انکے دل مین بیٹھہ گیا کہ دنیا کا وجود اور زمین و آسمان کا نمود فقط انسانی عملون کی شامت سے ہے نہ کسی صانع کی حکمت کاملہ سے اگر بدکاریاں اور بدعملیاں نہوں تو پھر گائے بیل وغیرہ انسانی ضرورت کی چیزین بھی نہوں بلکہ خود انسان مین سے عورت کے قسم بھی نہو سو اسیوجہ سے یہہ لوگ حکیمانہ اور باقاعدہ تحقیقاتوں سے ہمیشہ انحراف اختیار کرکے بلکہ اس مذاق سے بالکل خالی اور بے بہرہ اور سادہ لوح رہکر اپنی زندگی کے قابل تفتیش باز اور دوسرے تمام مخلوقات

حاشیہ ۱۰ — کہ اگر تم دوسرے پاک نبیوں کو گالیاں دیتے اور برا بھلا کہتے ہو مگر اے **بھلے مانسو** تم اپنے ویدکے رشیوں کی ایسی بے ادبی سے تو باز آؤ۔ اگر حوالہ کے شایق ہو تو دیکھو لاہن پنڈت دیانند کی ستیارتھہ پرکاش لور اواگون کی بحث منہ

کے بے انتہا اسرار کو یوں ہی کسی گذشتہ جنم کی شامت اعمال یا نیکوئی افعال پر حمل کر کے پھر آئندہ اس مین کچھ جستجو ہی نہیں کرتے اور اس طرح پر ایک جھوٹے اور بے اصل خیال کو مضبوط پکڑنے سے نہایت سچی اور صحیح صداقتوں کے قبول کرنے سے محروم اور بے نصیب رہجاتے ہین ہرچند اس عالم کا ہر ایک جوہر اور عرض ہزارہا باریک حکمتوں اور لطیف بھیدوں اور حقیقتوں سے پر ہے اور جو کچھہ صانع نے جس جس جگہہ رکہا ہے نہایت ہی موزوں اور جواہرات حکمت ومعقولیت سے بہرا ہوا ہے مگر ان کور باطنوں کی نظر مین یہہ سب کچھہ صرف گذشتہ جنموں کے تناسخ کا ایک گڑہا ہے اس سے زیادہ کچھہ نہیں اور پرمیشر ایسا لاحاصل اور بیکار اور ایک فضول اور بے نفع وجود ہے کہ نہ توکبہی رحم اور فضل اور کرم اُس سے ظہور مین آیا اور نہ کبہی اُس کو اپنی حکمت وقدرت دکھلانے کا موقع ملا اور نہ کبہی اُس نے اپنے وجود مین طاقت پائی کہ اپنی خدائی کے نشان ظاہر کرے عقل تو پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہہ سب چیزین خدا تعالیٰ کے ملنے کا ہمارے لئے راہ بتانے والین اور اُسکے احسانات کا ایک رشتہ قائم کرنے والی ہین مگر انکا وید کہتا ہے کہ یہہ کچھہ بھی نہیں یہہ سب کچھہ اتفاقی ہے جو گذشتہ جنموں کی شامت سے ظہور پذیر ہو رہے ورنہ ایک قطرہ پانی کا بھی جسمین صدہا کیڑے ہین پرمیشور کی طرف سے عطا نہین ہوا بلکہ خود ان کیڑوں کی کسی پہلے زمانہ کی اپنی ہی بد اعمالی پانے کے وجود اور ہماری آب نوشی کا باعث ہوگئی ہے اب جن کے پرمیشر کا یہہ حال ہو کہ ایک قطرہ پانی پر بھی اختیار نہیں کہ خود بخود پیدا کر سکے تو کیا ایسے ضعیف اور ناتواں کا نام پرمیشر کہنا جائے عار ہے یا نہیں اور ایسا بدنصیب پرمیشر کس تعریف اور شکرگذاری یا کس مدح وثنا کے لائق ہوگا جس کی ملکیت ایک بوند پانی بھی نہیں ہائے افسوس ان لوگوں نے الٰہی قدرتوں اور حکمتوں اور صنعتوں کو اواگون اور وید کی محبت مین پہنس کر کیسا خاک مین ملا دیا ہے صرف ایک تناسخ کے بیہودہ خیال سے ہزارہا صداقتوں کا خون کرتے جاتے ہین اور فلسفی اور طبعی تحقیقاتوں کی طرز پر کسی چیز یا عارضہ کا حقیقی سبب ہرگز تلاش نہیں کرتے ۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ کسی امر مجہول کی واقعی حقیقت دریافت کرنیکے لئے بڑی وسیع تحقیقات کی جاتی ہے اور ایک جزئی کی خاطر تمام جزئیات پر نظر ڈالنی پڑتی ہے اور محققانہ

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ یہہ خاص جزئی جسکا کوئی حال یا عارضہ متنازعہ فیہ قرار دیا گیا ہے کیا اسکی یہہ خاصیت جس مین نزاع کی گئی ہے اسی کی ذات تک محدود ہے یا ایک عام بات ہے جو دوسری کئی جزئیات میں یا جمیع جزئیات مین پائی جاتی ہے پہر اگر کہوج لگاتے لگاتے اُس حد تک پہنچ جائیں جو اُس جزئی کا اُس حال یا عارضہ متنازعہ فیہ مین دوسری جزئیات سے ممتاز ہونا ثابت ہو جائے یا دوسری جزئیات اُسکے شریک نکل آئیں یعنے جیسی کہ صورت ہو اُس پر عمل کیا جاتا ہے اور ناحق ایک عام کو خاص یا خاص کو عام نہیں بنایا جاتا لیکن اس فلسفیانہ طرز سے **دیانندی پالسی** الگ ہی ہے خیال کرنا چاہئے کہ اس خیدہ خدلانے تناسخ کے بارے مین کیا شستہ ثبوت دیا ہے جس کے پیش کرنے کے وقت نہ تو یہہ سوچا کہ یہہ جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ ضرور نوزاد بچہ اپنی ماں کے پستان کی طرف ہی جاتا ہے نہ کسی اور طرف یہہ دعویٰ دراصل صحیح ہے یا غلط اور نہ یہہ خیال کیا کہ جیسے میرا دعویٰ عام ہے دلیل جو پیش کرتا ہوں وہ بہی عام ہے یا نہیں خیر اگر اُس نے نہ سوچا اور نہ سمجہا تو اب ہم ہی دیانندی منطق کا نمونہ ظاہر کرنے کے لئے اُس کی قلعی کہول دیتے ہین سو واضح ہو کہ یہہ دعویٰ کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسی وقت اپنی ماں کا دودہ پینے لگتا ہے۔ یہہ دراصل دعویٰ ہی فاسد ہے کیونکہ مشاہدہ کے رو سے فقط اتنا مسلم ہے کہ بچہ بسبب زندہ اور جاندار ہونے کے غذا کا طالب ہوتا ہے لیکن یہہ ہرگز نہیں مانا جا سکتا کہ خواہ نخواہ ماں کے پستان ہی کی طرف دوڑے بلکہ بہ بداہت ثابت ہے کہ اُس وقت وہ ایک سادہ نقش ہوتا ہے اور جس عادت پر وہ لگا دیا جائے اُسی پر لگ جاتا ہے اور اُسی کو پختہ طور پر پکڑ لیتا ہے مثلاً اگر بچہ کو پیدا ہونے کے بعد تی سے یا نلی سے دودہ پلانا شروع کر دین تو فی الفور اسی طرح سے پینا شروع کر دیتا ہے پہر ممکن نہین کہ بآسانی ماں کے پستان کی طرف رخ بہی کرین مگر شاذ بڑی مشقت اور مصیبت کے بعد پہلی عادت کو چہوڑ کر اور دوسری عادت کو پکڑے یہہ تو سچ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد غذا کی طرف بچہ کی خواہش جنبش کرتی ہے مگر وہ خواہش فقط درد اشتہا سے پیدا ہوتی ہے نہ کسی اور سبب سے اور تجارب روزمرہ صاف اور صحیح شہادت دیتے ہین کہ انسان یا حیوان یا کسی پرند یا کسی کیڑے مکوڑے کا پیدا ہونیکے بعد اپنی غذا کی طرف توجہ کرنا حقیقت مین ایک میل طبعی ہے جو حکیم مطلق نے

اپنی حکمت کاملہ کی وجہ سے ہر ایک جاندار مین بلکہ نباتات وجمادات کی فطرت مین ہی رکھی ہوئی ہے تا وہ بالطبع اپنی اُس غذا کے طالب ہون جو اُن کے مناسب حال ہے اسی وجہ سے ہر ایک چیز اپنے اپنے طور پر جو اُس کے وجود کی بناوٹ مین مقرر کیا گیا ہے تحصیل غذا کے لئے میل کرتی ہے اور جیسے ایک بچہ انسان یا حیوان کا غذا کو حاصل کرنا چاہتا ہے ایسا ہی درختوں اور بوٹیوں اور بوٹیوں کی جڑ مین ہی تخمی حالت سے آگے قدم رکھتی ہین اور قوت نامیہ کا پردہ تو وہ پاتی ہین اپنی غذا کو جو پانی ہے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہیں اور وہ جڑ مین اپنی قوت جاذبہ سے دُور دُور سے پانی کھینچ لاتی ہیں غرض حکمت کاملہ الہیہ سے ہر یک چیز مین تحصیل غذا کے لئے پہلے ہی سے ایک قوت رکھی جاتی ہے خواہ وہ چیز پتھر ہو یا درخت یا انسان یا حیوان درحقیقت یہہ سب ایک ہی قوت کی تحریکوں سے حصول غذا کے لئے متوجہ کیجاتی ہین اور اس بات کے جواب مین کہ کیوں یہہ چاروں قسم کی چیزین غذا کی طالب ہیں کوئی جُدا جُدا بیان نہین تا کسی جگہہ پہلے جنم کی یادداشت اور اُس کا خیال تیار رہنا سمجھا جاوے اور کسی جگہہ کوئی اور وجہ بتلائی جاوے بلکہ درحقیقت اِن چاروں چیزوں کا تحصیل غذا کے لئے میل کرنا ایک ہی باعث سے ہے یعنی فطرتی قوت جو وجود پیدا ہونے کے ساتھہ ہی اُس مین پیدا ہو جاتی ہے اور اسی کی طرف اُس پاک اور مقدس کلام مین اشارہ ہے جو فلسفی صداقتوں سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ وہ جل شانہ فرماتا ہے **اعطیٰ کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ** یعنے تمہارا وہ خدا ہے جس نے ہر یک چیز کو مناسب حال اُسکے وجود بخشا پھر غذا وغیرہ کی طلب کے لئے جس پر اُس کی بقا موقوف ہے اُس کے دل مین آپ خواہش ڈالی سو یہی صداقت حقہ ہے جس کو ایک قاعدہ کلی کے طور پر اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب عزیز مین بیان فرما دیا ہے نادانوں اور جاہلوں کی نظر محیط نہیں ہوتی اس لئے وہ فقط ایک جزئی کو دیکھکر اپنی غرض فاسد کے مطابق اُسکے لئے ایک جھوٹھا منصوبہ گھڑ لیتے ہین اور دوسرے جزئیات کو جو اسی کے شریک ہین چھوڑ دیتے ایسی ہی دیانندی فلاسفی ہے جو آنکھین بند کر کے وید کی خاطر گھڑی گئی ہے بھلا کوئی سوچے کہ پہلے جنم کی یادداشت کہاں ہے اور کس دلیل سے سمجھی گئی کیا یہہ سچ نہیں کہ ہمیشہ دیکھا جاتا ہے اور روزمرہ کی تجارب اس پر شاہد ہین کہ جن بچوں کو پیدا ہونے کے بعد بکری کے پستان پر لگا یا جاوے پھر وہ کسی عورت

کے پستان سے دودہ پینا نہیں چاہتے اور جن کو مثلاً انگریزی شیشی پر لگا یا جائے اُن کے لئے ما
کا یا بکری کا دودہ پینا ایسا مشکل کہ گویا موت ہے ہزار حیلہ کرو اُس طرف رُخ بہی نہیں کرتے اب اگر
دیانندی مسئلہ سچا ہوتا تو چاہئے تہا کہ کوئی لڑکا بجز ماں کے پستان کے اور کسی طور سے دودہ نہ پیتا
سو نوزا دبچوں کی یہہ مذکورہ بالا عادت ابطال تناسخ پر دلیل ہے نہ کہ ثبوت تناسخ پر کوئی دلیل
اس سے پیدا ہو سکے۔ اب دعوی کی خوبی کا تو بیان ہو چکا۔ دیانندی دلیل کی بہی کیفیت سُنئے
وہ کہتے ہین کہ ماں کا دودہ پینا یہہ پہلے جنم کا خیال ہے مین کہتا ہوں کہ اگر ویدوں کی یہہ دلیل
سچی ہوتی تو پہر اصول تناسخ کا یہہ چاہئے تہا کہ ہر یک جاندار کا بچہ اپنے پہلے جنم مین بہی اُسی نوع
مین سے ہوتا ہے جس مین اب پیدا ہوا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ انسان کا بچہ پیدا ہونے کے بعد
دودہ کا محتاج ہوتا ہے اور مُرغ کا بچہ پیدائش کے بعد دانہ مانگتا ہے جونک کا بچہ مٹی کہاتا ہے
اور شہد کی مکہی کا بچہ شہد سے خوراک پاتا ہے سو اگر یہہ میل طبعی نہیں ہے بلکہ بقول دیانند پہلے
جنم کا خیال بنا ہوا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ انسان کا بچہ اپنے پہلے جنم مین ضرور انسان ہی ہو کچھ اور نہ ہو لیا ہی یہی واجب ٹہہرتا ہے کہ مُرغ کا بچہ بہی اپنے
پہلے جنم مین ضرور مُرغ ہی ہو اور جونک کا بچہ اپنے پہلے جنم مین جونک ہی ہو نہ اور کچہہ اور مکہی کا بچہ اپنے
پہلے جنم مین مکہی ہی ہو نہ کچہہ اور کیونکہ یہہ سب مختلف قسم کے جاندار پیدا ہونیکے بعد اُسی طور اور
اُسی قسم کی غذا کو طلب کرتے ہین جو اُنکے نوع کے لئے مقرر ہے اب دیکہا **ویدک فلاسفی** کی
کیسی قلعی کُھل گئی اب ہم اگر ایسی فلاسفی کو دور سے سلام نہ کرین تو اور کیا کرین کیوں **لالہ صاحب**؟
یہ وہی ویدوں کے علوم ہین جن سے تمام دنیا فیضیاب ہوئی ہے۔ روح کا شبنم کیطرح زمین پر گرنا
اور پہر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کسی گہاس پات پر پہیلنا اور پہر وہی بچہ پیدا ہونیکا موجب ہونا جیسا کہ
رسالہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۲۴۷ مین اور صفحہ ۲۶۳ ستیارتھ پرکاش مین مفصل درج ہے یہہ ویدوں
کے ذریعے ہی علوم و فنون حاصل ہوئے ہین عجیب تر یہہ کہ ایسی بوٹیوں کو شوہر دار عورتیں ہی
کہاتی ہین کبہی باکرہ اور عقیمہ عورتیں یا مرد نہیں کہا لیتے تا ان سب کو حمل ٹہر جائے ایسی گہاس پات
کو دیانند بہی کہا لیتا تو ایک تماشا ہوتا اور ویدوں کے گُن خوب ظاہر ہوتے **قربان جائین**
ایسے ویدوں پر بہلا کس حکیم یا فیلسوف کی بلا کو بہی خبر تہی کہ روح بہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سبز کہیتوں
پر پڑا کرتی ہے اور پہر وہ سب ٹکڑے کوئی عورت کہا جاتی ہے اُس سے حمل ہوتا ہے مردوں کو

ایسے روحانی غذا سے کچھ حصہ نہیں یوں ہی بلا دلیل بچوں کو اپنے باپوں سے اخلاق وغیرہ
مین روحانی مشابہت ہوتی ہے اس سے بڑھکر ویدوں کے جامع العلوم ہونے پر اور کیا دلیل
ہو گوتم رکھی جو ویدوں کو سراسر دور از صداقت اور طفلانہ خیالات سمجھتا تھا کیا یہہ حکمت کی باتیں
اُس کو نہ ملین تا وہ بھی اُن پر فدا ہو جاتا۔ دیکھو بدہ شاستر (اودہیا ۲ سوتر ۱) دیانند کو بھی مچھلی کی
طرح تڑپ تڑپ جاتے کر اخیر پر کہنا پڑا کہ **اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا**۔ دیکھو پرچہ
دہرم جیون ۱۸۸۶ء اس وقت مجھے ایک اور پنڈت صاحب بھی یاد آگئے جن کا نام کھڑک سنگھ
ہے یہہ صاحب ویدوں کی حمایت مین بحث کرنے کے لئے قادیاں مین آئے اور قادیاں کے
آریوں نے بہت شور مچایا کہ ہمارا پنڈت ایسا عالم فاضل ہے کہ چاروں وید اُسے کنٹھ ہیں پھر
جب بحث شروع ہوئی تو پنڈت صاحب کا ایسا بُرا حال ہوا کہ ناگفتہ بہ اور سب تعریفین وید
کی بھول گئی دنیا طلبی کی وجہ سے اسلام تو قبول نہ کیا مگر قادیاں سے جاتے ہی وید کو سلام کر کے
اصطباغ لے لیا اور اپنے لیکچر مین جو ریاض ہند اور چشمہ نور امرتسر مین اُنہوں نے چھپوایا ہے صاف
صاف یہہ عبارت لکھی کہ وید علوم الہی اور راستی سے بے نصیب ہیں اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں
ہو سکتے اور آریوں کا ویدوں کے علم اور فلسفہ اور قدامت کے بارے مین ایک باطل خیال
ہے اس نازک بنیاد پر وہ حال ادرابد کے لئے اپنی امیدوں کی عمارت اُٹھاتے ہین اور اس ٹمٹماتی
ہوئی روشنی کے ساتھہ زندگی اور موت پر خوش ہیں۔

بالآخر اگر ہم ان سب واقف کاروں کی شہادت اور خود وید کی غلط فلاسفی سے قطع نظر کر
کے قبول بھی کر لین کہ اگرچہ وید دینی صداقتوں سے خالی ہیں اور بہ ظاہر اُن مین کوئی اور علوم
وفنون بھی نہین پائے جاتے مگر معماری و نجاری کے متعلق بعض علوم صنعت اُنکے تہ کے اندر
چھپے ہوئے ہین تو اس سے اگر کچھہ ثابت بھی ہو تو بھی ثابت ہوگا کہ وید کسی لوہار یا معمار کے
پرانے خیالات ہین۔

یہہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ جس قدر ہندوؤں کے ہاتھہ میں علوم طبعی و طبابت و ہیئت وغیرہ
ہین یہہ سب درحقیقت وید ہی سے نکلے ہین یہہ بیان ویدوں کے لئے کچھہ موجب عزت
نہیں بلکہ باعث رسوائی و ذلت ہے کیونکہ اگر یہہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ہندی علوم کا مخرج

ومبدء ویدہی ہین تو پہر وہ ساری غلطیاں جو نئی روشنی کی فلاسفی نے اِن پُرانے علموں ہین نکالی ہین وہ سب داغ ملامت کی طرح وید کی پیشانی پر وارد ہونگی۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہین کہ ویدوں مین بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں۔ سب سے پہلے کتاب الٰہی اپنی اسی ذمہ واری مین آزمائی جاتی ہے کہ وہ معارف دینی کو جیسا کہ اُنکی ضرورت ہے تفصیل و توضیح سے بیان کرے نہ یہ کہ دعویٰ تو کرے دینی رہنما ہونے کا اور پہر عاجز ہو کر کہے کہ یہہ تو نہین مگر ریل کا انجن مجھے ضرور بنانا آتا ہے۔ بہلا اگر آریوں کو خدا تعالی نے کچھ بھی غیرت کا مادہ بخشا ہے تو قرآن شریف کی ان دو آیات کا ہی مضمون کسی اپنے وید سے بحوالہ نام وید والوں کا۔ وسکت وغیرہ نکال کر دکہلائیں چنانچہ ان مین سے ایک یہہ ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن الجز و نمبر ۲۴ - تم نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی بلکہ فقط اس ذات قدیم کی پرستش کرو جس نے ان تمام علوی وسفلی چیزوں کو وجود بخشا ہے۔ ہم بوی کہتے ہیں کہ ویدوں مین مضمون اس صداقت کا ہرگز نہین نکلیگا کیونکہ اُنہوں نے اپنے پرمیشر کی دونوں ٹانگین توڑ رکھی ہین نہ وہ اپنی پرستش مین شراکت غیر سے محفوظ ہے نہ اپنی قدامت اور غیر مخلوق ہونے مین۔

دوسری آئت یہہ ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربٰی الجزو ۱۴ خدا کا تمہیں یہہ حکم ہے کہ تم اُس سے اور اُس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو یعنی حق اللہ اور حق العباد بجالاؤ۔ اور اگر اس سے بڑہکر ہو سکے تو صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اُس کو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروت وسلوک کرو اور اگر اس سے بڑہکر ہو سکے تو ایسے بے علت وبے غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔

قولہ - اکثر عیسائی اور اہل اسلام بہی متفق ہین کہ سب علوم وفنون آریوں سے تمام جہان مین پہلے ہین۔

اقول - اول تو یہہ بات ہی غلط ہے کیونکہ انگریزوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے

کہ انگلستان مین علوم وفنون کا پودہ عرب کے عالیشان مدارس سے آیا ہے اور دسوین صدی مین جبکہ یورپ جہالت مین پڑا ہوا تہا۔ اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے علم عقل کی روشنی مین لانے والے مسلمان ہی تہے۔ دیکہو صفحہ ۹۵ کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب) ایسا ہی رائے بہادر ڈاکٹر چمتن شاہ صاحب آنریری سرجن اور ڈاکٹر وتال صاحب سرجن پنجاب رے ویو جلد نہم مین لکہتے ہین کہ اہل یورپ کو اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ تمام علوم فلسفہ طب وغیرہ بذریعہ اہل عرب اِن تک پہنچے ہین کمسٹری یعنی علم کیمیا ہی اہل یورپ نے عروج سلطنت اسلامیہ مین عربوں سے حاصل کیا ہے۔ اگرچہ ہندی طبابت نے (جو بزعم آریوں کے ویدوں سے لی گئی ہے) جو ہماری اپنی وطنی طبابت ہے یونانی اور انگریزی طبابت سے کوئی چیز عاریتاً نہیں لی۔ لیکن یہہ اُس کا مستعار نہ لینا اُس کے فخر کا باعث نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس مین اسی قدر نقص اور خرابیان ہی باقی ہین۔ یہہ نقصان اسلئے رہ گیا کہ یونانی خیالات ہندوستان مین اور ہندی خیالات یونان مین بسبب نہونے ذریعہ مثل چہاپہ وغیرہ کے کم پہنچ سکے۔ تمام ہوا کلام دونوں ڈاکٹر صاحبوں کا۔ مگر مین پوچہتا ہوں کہ یہہ نقصان ہندی طبابت مین کیوں رہ گیا۔ ویدوں سے کیوں درست نہ کرلیا گیا۔ اب دیکہنا چاہئے کہ اگر ہم ہندی علوم کو جو آریہ دیس مین ابتدا سے چلے آتے ہین جن کی اب تاڑ تاڑ غلطیاں نکل رہی ہیں ویدوں کی طرف منسوب ہی کردین تو کیا اس سے ویدوں کی عزت ثابت ہوتی ہے یا بیعزتی۔

قولہٗ - مرزا فن وفریب اور دروغ گوئی مین یکتا ہے مکتوب الیہ کو (یعنے جس کی طرف حساب کرنے کے لئے خط لکہا گیا تہا) تعلیم دیتا ہے کہ تم نے یہہ جہوٹہ بولنا اور یوں کرنا اور دُوں کرنا۔

اقول - اس اعتراض کی اصلیت صرف اِس قدر ہے کہ انبالہ چہاونی مین کئی ایک خط مینے ایک ہندو دوکاندار کی طرف براہ تصفیہ ایک پرانے برداشتی حساب کے جسکا یوں ہی مدت تک ملتوی پڑے رہنا قرین مصلحت نہیں تہا لکہے تہے اور اُس دوکاندار کو بلایا تہا کہ اب حساب دیر کا ہوگیا ہے تم نوٹبنو ساتہہ لاؤ اور جو کچہہ حساب نکلتا ہے لیجاؤ اور نوٹبنو دے جاؤ۔ اگرچہ ٹہیک ٹہیک یاد نہین مگر خیال کیا جاتا ہے کہ شائد اُن خطوط مین سے کسی

خط مین یہہ بہی لکہا گیا ہو کہ تمنے حساب کے لئے بُلائے جانیکا حال ظاہر نہ کرنا اب معترض خیانت پیشیہ جس نے سرقہ کے طور پر لالہ لبشنداس مکتوب الیہ کے صندوق سے خط چُورائے ہین اس اصل حقیقت مین تحریف و تبدیل کرکے اور اپنی طرف سے کچہہ کا کچہہ تو دہ طوفان بنا کر اور بات کو کہیں سے کہین لگا کر یہہ اعتراض کرتا ہے کہ گویا ہمنے یہہ مکر و فریب کیا اور جہوٹ بولا اور جہوٹ کی ترغیب دی پس اول تو ہم آریہ صاحبوں کے شریف لوگوں پر جن کو اپنی سوسائٹی کی عزت اور نیک نامی کا خیال ہے ظاہر کرتے ہین کہ جس ناجائز طور سے یہہ خطوط حاصل کئے گئے ہین وہ یہہ ہے کہ لالہ لبشنداس مکتوب الیہ کی دوکان پر ایک کیسوں ولے آریہ نے (جو اب باوا نانک صاحب سے بیزار ہو کر دیانندی پنتہ مین داخل ہو گیا ہے) ایک دو آریہ اوباشوں کی راز داری و تحریک سے بیٹہنا شروع کیا ایک دن لبشنداس اس دیانندی تا نیتا بہیل کے اعتبار سے جیساکہ دوکانداروں کی عادت ہے اپنی دوکان کو کہلی چہوڑکر کسی کام کے لئے بازار مین نکلا۔ اُسکے جانیکے ساتہہ ہی سکہہ صاحب نے اُسکے صندوق کو ہاتہہ مارا شاید اس دست درازی سے نیت تو کسی اور شکار کی ہوگی کیونکہ اُسے معلوم تہا کہ یہہ مالدار آدمی ہے مگر لالہ لبشنداس کی قسمت اچہی تہی کہ اُس جلدی مین زیور تک جو صندوق مین پڑا ہوا تہا ہاتہہ نہ پہنچا صرف دو خط ہاتہہ مین آگئے جن کو اُس کے اُنہیں ہم مشورہ یاروں نے جو ایک ہی ساتہہ کے ہین بہت سی خیانت اور یاوہ گوئی کے ساتہہ چہاپ دیا اور حیا اور شرم سے الگ ہو کر ایک بے اصل تراش خراش سے ایک ناواجب اعتراض ہمپر بنایا اور جس شنیع کام کا آپ ارتکاب کیا اُسکی طرف ذرہ بہی خیال نہ آیا۔ ہم لاہور کے معزز آریہ سماج والوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہین کہ اِن لوگوں کی جلدی سے خبر لین ورنہ جن نالائق منصوبوں اور بُرے خیالات کی اِس سماج میں کہچڑی پکتی رہتی ہے اُس کا انجام ہرگز بہتر نہیں ہوگا۔ کیا یہہ بات قرین قیاس نہیں کہ جس نے آج یہہ واردات کی کل اس سے بڑہکر کوئی چاند چڑہائے گا کیا انہیں کرتوتوں سے آریہ سماج روشن ہو جائے گی۔ کیا چوروں کے سَو دن کے بعد ایک دن کبی ساد کا نہیں آئے گا۔ اِسی واردات کو دیکہئے کہ لالہ لبشنداس نے اپنی شرافت سے صبر کیا اور مقدمہ کو عدالت تک نہ پہنچایا ورنہ سکہہ صاحب اور اُسکے رفیقوں کو ہتکڑی نہ صندوق مین

ہاتھ ڈالنے کا بھی معلوم ہو جاتا - ہماری دانست میں یہ مقدمہ اب بھی دائر ہونے کے لائق ہے
کیونکہ گو لالہ لچھمنداس کے زیور وغیرہ کا کچھ نقصان نہیں ہوا خیر گری مگر خطوط کی چوری بھی حسب
قانون مروجہ انگریزی ایک چوری ہے جسکی سزا میں شاید تین سال تک قید ہے مسروقہ
خطوں کے پیش ہونیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ اُن خطوط میں کوئی بھی ایسی
تحریر نہیں تھی جو اس سکھ یا اس کی دوسرے یاروں سے کچھ تعلق رکھتے ہو بلکہ وہ صرف
ایک حسابی معاملہ کے خطوط تھے جو فقط لالہ لچھمنداس کی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور اُس کی نج
کے مطالب پر مشتمل تھے جن کا بے اجازت کھولنا بھی ایک جرم تھا اب انصاف کی جگہ ہی
کہ جن لوگوں کے اپنی ذاتی چال چلن کا یہہ حال ہو کہ چوری تک حلال ہے وہ ہم پر کوئی اعتراض
کرنیکے لئے کوشش کریں اور اعتراض بھی کیا عمدہ کہ لچھمنداس کو اُسکے امر متعلق کے مخفی رکھنے کی
تعلیم کی حالانکہ کسی عقلمند کی یہہ رائے نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنے تمام اسرار کو عام طور پر فاش اور شایع
کر دیا کرے تب اس کا نام راست گو ہوگا ورنہ نہیں - غور سے دیکھنا چاہیئے کہ جس قدر امور ملکی و مدنی
و منزلی اور خود فرد فرد کی ذاتی ہیں اُنمیں سے کسی میں بھی یہہ بات نہیں ہے کہ ہر وقت اور
ہر جگہ اُنکے رازوں کا افشا کرنا مصلحت ہو یا عدم افشا کا نام مکر اور فریب رکھا جائے - خدا
تعالیٰ نے دل و زبان وغیرہ قواء انسان کو عطا فرما کر اُن کے مناسب استعمال کے لئے اُسے فرمہ وار
بنایا ہے اور ہر ایک بات کی عمدگی اور خوبی دکھلانیکے لئے جُدا جُدا موقع اور محل اور وقت اُس
بات کے مقرر کئے ہیں - کوئی خلق خواہ کیسا ہی عمدہ ہو مگر جب وہ بے محل اور بیوقت صادر ہوگا تو
ساری خوبی اور خوبصورتی اُس کی خاک میں ملجائیگی اور کوئی مفید چیز اپنے فوائد ہرگز ظاہر نہیں کریگی
جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وقت پر اپنے استعمال میں نہ لائی جائے خدا تعالےٰ
کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت
شناس ہو ورنہ نہیں - مثلاً ایک شخص گو راست گو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر
استعمال نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح مارتا ہے اور بے تمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے
محل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا ایسے کو
جاہل نیک بخت کہیں گے - نہ دانا نیک بخت - اگر کوئی اندھے کو اندھا اندھا کرکے پکارے اور

پھر کسی کے منع کرنے پر یہہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹھ بولتا ہوں تو اُسے یہی کہا جائے گا کہ بیشک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اُس کو واجب الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دُکھاتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی امور کا تمام عقد جو اہر اسی ایک ہی رشتہ سے بستہ ہے کہ ہر ایک خلق اپنے وقت پر صادر ہو۔ درشتی۔ نرمی۔ عفو۔ انتقام۔ غضب۔ حلم۔ منع۔ عطا سب والبتہ باوقات ہیں۔ اور اُنکی خوبصورتی اور بہتری یہی تبھی ظہور میں آتی ہے کہ وہ عین اپنے محل پر استعمال کئے جائیں۔ یہی قرآنی فلاسفی ہے جس پر عقل سلیم شہادت دیتی ہے۔

غرض جو کچھ اس اعتراض میں نیک بخت آریوں نے ہم پر طعن کرنا چاہا ہے وہ سراسر اُنکی نادانی اور کار ستانی ہے وہ آج کل بہتان اور افترا کے پتھروں سے دوسروں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پتھر اُنہیں پر پڑینگے نہ دوسروں پر۔

کوئی چیز ایسی چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہو پس اگر ہم درحقیقت فریب پر ہیں تو یہی فریب ہمیں ہلاک کرے گا لیکن اگر ہم راستی پر ہیں اور وہ جو ہمارے دل کو دیکھ رہا ہے وہ اُس میں کچھ فریب نہیں پاتا تو اگر آریوں کے پہلے اور آریوں کے پچھلے اور آریوں کے زندے اور آریوں کے مُردے بلکہ تمام اولین آخرین مخالف ہمارے نابود کرنے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہمیں ہرگز نابود نہیں کرسکتے جب تک ہمارے ہاتھ سے وہ کام انجام پذیر نہ ہو جائے جس کے لئے اللہ جل شانُہ نے ہمیں مامور کیا ہے سو آریوں کے افترا اور بہتان اور قتل کرنے کی دھمکیاں سب ہیچ اور بے اثر ہیں جن سے ہم ڈرتے نہیں اگر ان کا حسد سے یہہ خیال ہو کہ لوگ ان کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں اُن کو کسی تدبیر سے بند کرنا چاہئے تو انہیں سمجھنا چاہئے کہ لوگ درحقیقت کچھ چیز ہی نہیں اور نہ ہماری لوگوں پر نظر ہے ایک ہی ہے جو اُن کو کھینچ کر لاتا ہے اور نیز یاد رکھنا چاہئے کہ ہم بدظن لوگوں سے ہرگز نہیں ڈرتے اور اگر بدظن لوگ اتنے ہو جائیں کہ دنیا میں سما نہ سکیں تو وہ درحقیقت اپنا نقصان کریں گے نہ ہمارا اور سچ تو یہہ ہے کہ ہماری نظر میں تمام دنیا بجز اُس ایک کے یا اُسکے خالص محبوں کے جتنے اور لوگ ہیں خواہ وہ بادشاہ ہیں یا امیر ہیں یا وزیر ہیں یا راجے ہیں یا نواب ہیں ایک مرے ہوئے کیڑے کی مانند بھی نہیں

ہاں ہم اپنے محسنوں کے شکر گذار ہیں ایسا ہی گورنمنٹ برطانیہ کے بھی کیونکہ بڑا بدذات وہ شخص ہے جو اپنے محسن کا شکر گذار نہو۔

سوائے آریو تم غلطی پر ہو یقیناً سمجھو کہ تم غلطی پر ہو۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے اور تم کچھ بھی ہمارا بگاڑ نہیں سکتے۔ اگر تمنے ہمیں فریبی کہا تو اس سے ہم کچھ غصہ بھی نہیں کرتے کیونکہ رگ وید مین تمہارے پرمیشر کا نام ہی فریبی ہے اور وہ شرتی یہہ ہے اے اندر تو نے سوشنا کو فریب سے قتل کیا دیکھو رگ وید اشٹک اول انو کا ۴ سکت ۳ شرتی نمبر ۷ سو جبکہ اندر پرمیشر اپنے فریب سے قتل کا مرتکب ہوا تو کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور بھی فریب ہوگا دیانندی فریبوں سے بھی آپ ناواقف نہیں ہونگے اول تو آپ پاک زبان ایسے تھے کہ ادنی رنج سے اپنے معزز مخالفوں کو کتا اور بلا اور سؤر کہدیا کرتے تھے۔

حاشیہ - دیانندی فریبوں کا ایک بڑا نمونہ یہہ ہے کہ اُسنے ہندؤں کو مسلمانوں پر بدظن کرنے کے لئے اپنے ستیارتھ پرکاش مین سراسر جعل سازی سے جو اُسکی رگ رگ مین بھرے ہوئے تھے لکھہ مارا کہ ہندؤں کا نام جو آریوں پر اطلاق کیا جاتا ہے دراصل یہہ فارسی لفظ ہے جسکے معنے چور ہین مسلمانوں نے تحقیر کے طور سے آریوں کا نام چور رکھا ہے سو ہندو کہلانے سے پرہیز کرنا چاہیے اس پر فتنہ تحریر سے دیانند کا اصل مطلب یہہ تہا کہ ایک طرف تو ہندو لوگ مسلمانوں سے ناراض ہو جائینگے دوسری طرف آریہ سماج کی بھی ترقی ہوگی کیونکہ آریہ کہلانیسے عوام کو یہہ دہوکہ لگ جائیگا کہ دیانندی مذہب جلد جلد پہیلتا جاتا ہے جب ستیارتھ پرکاش مین یہہ مضمون شایع ہوا تو شاید ۱۸۸۱ء یا ۱۸۷۹ء تہا کہ ہمنے پرچہ اخبار وکیل ہندامرتسر مین ایک ایسا کالم دانسکا چہپوایا جسکے ساتھہ ایک صدیوار نقشہ بھی شامل تہا اور ہمنے ثابت کردیا تہا کہ اسلام کے وجود سے ایک مدت پہلے ہی لفظ ہندو کا قدیم سے اس قوم پر اطلاق کیا جاتا ہے ہمین یاد ہے کہ اُس مضمون مین سبعہ معلقہ کا ایک شعر بھی ہمنے لکھا تہا جو اسلام کے شایع ہونے سے ایک مدت پہلے کا ہے اور وہ یہہ ہے وظلم ذوی القربیٰ اشد مضاضۃ علی المرء من وقع الحسام المہند اسکے معنے یہہ ہین کہ خویشوں کا ظلم ہندی تلوار سے بڑھ کر ہے۔ پہر اسکے بعد ایک پنڈت نے بھی اس دیانندی دعوی کا کہنڈن لکہا اور ہندو کے لفظ کا اشتقاق بیاکرن کے رو سے سنسکرت کے مادہ سے ہی ثابت کیا شاید اُس ہندو کا نام مہیش چند تہا پہر اسکے بعد پادری ٹامسن ہاول نے وہ مضمون لکہا جس کو اب ہم ہدیہ ناظرین کر آریہ صاحبوں سے استفسار کرتے ہین کہ پادری صاحب کے اس مضمون کو پڑہکر ہمین اطلاع دین کہ اب بھی پنڈت دیانند کا فریب ثابت ہے یا نہیں کیونکہ اس صاف ثبوت کے ملنے کے بعد دیانند

بھرموچھیدن جو انہوں نے ایک رسالہ راجہ شیوپرشاد ستارہ ہند کے جواب مین نبایا ہے گویا وہ اُن کی اخلاقی حالت کا آئینہ ہے جسمین راجہ صاحب کو کسی جگہ تو پاگل کہا ہے اور کسی جگہ گنوارا ور کسی جگہ مورکھ اور کسی جگہ کتے سے تشبیہ دی ہے اور اور سینیاسی نبکر بات بات پر جہاگ اگلی ہے دیکھو بہارت متر مطبوعہ ۲۶- اگست ۱۸۸۰ء ہمنے جو اپنے کسی صفحہ گذشتہ مین اس پنڈت کی نسبت گندہ کا الفاظ استعمال کیا ہے تو وہ اسی گندہ زبانی کی وجہ سے ہے جسکا جابجا شہرہ ہوگیا یہان تک کہ پنڈت شیونارائن صاحب کو بہی اپنے رسالہ برادر ہند ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء مین یہہ مشہور واقع لکھنا پڑا۔ ماسوا اسکے اگر اُن کے فریب کا کچھہ نمونہ دیکھنا ہو تو پرچہ دہرم جیون ۱۳- مارچ ۱۸۸۷ء کا دیکھنا ہی کافی ہے کہ پہلے اُنہوں نے منشی اندرمن کے مقدمہ کے لئے ہندوں مین ایک جوش دیکھکر اور چندہ دینے پر مستعد پاکر تاڑلیا کہ تنور تو بہت گرم ہے بہتر ہو کہ اس مین ہماری بہی کوئی روٹی پک جاوے تب جہٹ پٹ پنڈت جی نے اندرمن کو بذریعہ تارخبر دی کہ مین تمہارا ہمدرد ہوں تمہیں آنا چاہئے خیر وہ اُنکے پاس افتان وخیزان **میرٹھہ** مین آیا۔ پنڈت صاحب نے باتین

ان دو الزاموں میں سے ایک الزام کے نیچے ضرور آئیگا یا تو اُسے فریبی کہنا پڑے گا جسنے تفرقہ ڈالنے کے لئے ناحق یہہ جعلسازی کی اور یا اُس کا نام جاہل مطلق کہنا پڑے گا جو ایسے صاف اور بدیہی اور مشہور امر سے ناواقف رہا سو اب ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ آریہ صاحبان ان دو ناموں میں سے کس نام کو اپنے دیانند کے لئے پسند کرتے ہیں آیا **اُس کو فریبی کہنا جائے یا جاہل**۔ اب وہ مضمون جس کو ہمنے پرچہ مطبوعہ رنجن پرکاش امرتسر سے نقل کیا ہے بجنسہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

نتیجہ:

ہندو و آریہ نام کا بیان

ماہران علم ومحققان حقیقت نے ہندو نام کی بابت یہہ لکہا ہے کہ یہہ لفظ اُس دریا کے نام سے نبا ہے جو سندہ ہو کہلاتا ہے کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی مین آگئی ہین وہ اسطرح

حاشیہ:

† دیانندجی جنہوں نے ۱۸۷۶ء سے آریہ سماج قایم کی ہے وہ اور اُنکے پیرو اکثر یہہ بیان کرتے ہیں کہ ہندو فارسی مین چور کو کہتے ہین اور یہہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنے محمدیون نے رکہا ہوا ہے یہہ بیان انکا محض غلطہی نہیں بلکہ دو مطلبوں کے لئے ایک ڈہوکا ہے۔ اوّل یہہ کہ ہندوٗں کو اس نام سے نفرت ہو جاوے اور خواہ مخواہ اپنے تئیں آریہ لکہا کرین اور اس حکمت عملی سے تعداد دیانندجی کے پنتھہ جی کی روز بروز بڑہتی چلیجاوے۔ دوئم ہندوٗں اور محمدیوں مین جو اتفاق اور میل جول ہو رہا ہے۔

بنا کر اجازت لے لی کہ چندہ ہم جمع کراتے ہین پہر تو روپیہ پر روپیہ آتے دیکھکر سنیاسی صاحب کی ایسی نیت بدل گئی کہ سارا روپیہ نگل جانا چاہا مگر منشی اندرمن نے ہی تو ایک پرانا خورندہ تہا جس نے ایسے کئی سنیاسی کہا پی چہوڑے تہے اُس نے پنڈت جی کے طور بیطرح دیکہکر مراد آباد سے چہٹی لکہی کہ تمنے میرے نام سے ہزاروں روپیہ اکٹہا کرلیا ہے اور مجہہ کو ایک کوڑی تک دینا نہین چاہتے اور خود ہضم کرنا چاہتے ہین پس مین آپ کے اس جہوٹے سنیاس کی قلعی کہولنے کو طیار ہون -

اس چہٹی کو دیکہکر پنڈت جی سمجہہ گئے کہ اب یہہ ہماری بُری طرح خبر لیگا اسیوقت کچہہ قدر قلیل بہیجکر راضی کرنا چاہا مگر وہ کب راضی ہوتا تہا اُسیوقت اُس نے ایک لمبا چوڑا اشتہار چہپوایا جسکا ایک پرچہ ہمارے قادیان مین بہی آیا تہا اُس پرچہ مین بہی سنیاسی صاحب کی اس کارروائی کا بہت کچہہ ذکر تہا پنڈت دیانند نے اس کا جواب چہپوایا اُس طرف سے ایک ایسا جواب الجواب

بقیہ حاشیہ: تبدیل شدہ پلٹ جاتے ہیں یعنے جن الفاظ سنسکرت کے شروع مین (سین) ہوتا ہے تو زبان فارسی مین اُن الفاظ کے ماقبل کا (سین) (ہائے ہوز) سے تبدیل شدہ پایا جاتا ہے - مثلاً جو لفظ سنسکرت میں (سپتہ) ہے وہ بزبان فارسی (ہفتہ) ہوگیا ہے اور دیسا ہی وسم کا وہم اور سہسر کا فارسی مین ہزار اور اسیطرح سندہو کا ہندو ہوگیا ہوا معلوم ہوتا ہے جس سے مراد ہے دریا سندہ کے کنارے کے باشندے -

دوئم - ممکن ہے کہ یہہ ہندو نام سنسکرت کے دو لفظوں سے بنا ہو یعنے ہین اور دوش سے جن کے معنے بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب انہین سے چند الفاظ چہوٹ بہی گئے ہوں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ: بجائے اُسکے نفاق پیدا ہوجاوے - پس فارسی دان اشخاص یہہ جانتے ہیں کہ ہندو فارسی مین بہی ایک لفظ ہے جسکے اصطلاحی معنے چور کے کئے گئے ہین مگر یہہ لفظ ہندو کا جو قوم ہنود پر بولا جاتا ہے وہ لفظ نہین جو فارسی مین مستعمل ہوا ہے - نیز یہہ بہی جاننا چاہئے کہ ہندو لفظ جو فارسی مین آیا ہے اُسکے اصطلاحی معنے صرف چور ہی کے نہیں بلکہ بعض اوقات وہ معشوق کے معنے بہی دیتا ہے جیساکہ شیرازی کہتا ہے - بخال ہندوش بخشم ثمر قند وبخارا را - اگر یہہ کہا جاوے کہ فارسی مین ہندو کے معنے بُرے و اچہے دونوں طرح کے استعمال ہوئے ہین اسلئے ہندو نام کو چہوڑنا چاہے تو اس سبب سے نہ ہندو نام بلکہ اور بہی بہت نام ترک کرنے پڑینگے - مثلاً - رام کا لفظ بہی فارسی مین اچہے معنے نہیں تہا کیونکہ فارسی مین رام - غلام و فرمانبردار کو کہتے ہین - اگر ہندو نام قابل تبدیل ہے تو رام نام بہی تبدیل ہونا چاہے اور اسی طرح آریا عربی مین کمینہ در قوم کو کہتے ہیں وہ بہی تبدیل کیا جاوے - اور پہر بید سنسکرت مین حکیم کو کہتے ہین

چہپا جس سے پنڈت صاحب کی دروغ گوئی کی ساری حقیقت کھل گئی۔ اسکے بعد پنڈت جگناتہہ نے دیانندی فریبوں کا ایک رسالہ مشتہر کیا جسکو پڑہکر کل آریہ سماجون مین ایک ہلچل پڑگیا اسی اثنا مین لوگوں کو یہہ بہی خبر ملی کہ درحقیقت یہہ شخص کا بی مذہب ہے کبہی تناسخ کا قایل کبہی منکر کبہی بشنو فرقہ کے تائید مین کبہی شیو پنتہ کے حمایت مین اور کبہی دہریوں کا مددگار غرض پیٹ کے دکہہ سے کبہی کچہ کبہی کچہ جیساکہ دہرم جیون دسمبر ۱۸۸۳ء مین اُسکی تفصیل ہے ان باتوں کے سُننے سے لوگوں کے دل ٹوٹ گئے اور صرف احمق لوگ پہنسے رہگئے اورباقی سب دانا دیانندی پیچ سے نکل گئے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند کی موت کا اصلی موجب یہی ندامتیں تہیں جو یک بیک اُس کو اپنی کرتوتوں سے اُٹھانی پڑین۔

جیساکہ ہنداستہان کے بجائے اب ہندوستان بولا جاتاہے اور کثرت استعمال کے سبب استہان مین سے الف اور ہائے ہوز چہوٹ گیا ہے اورعقل بہی قبول کرتی ہے کہ ہندوں کے بزرگوں نے جو ہوشمند تہے ایسے نام یعنے ہیں - دوش کو جسکے معنے بید وش کے ہیں اپنی قوم پرعاید کرلیا ہوا ور یہہ زبان سنسکرت مین نام کو آریہ اور زبان فارسی مین ایرانی دونوں ایک ہی مصدر یا دہا تو آر سے نکلتے ہین اور آریہ اور ایرانی کے اصلی معنے ہل چلا کر کہیتی کرنے والے کے ہین اور حقیقتاً یہہ نام آریہ اس قوم کے لوگوں کا اُسوقت تہا جب یہ صرف کہیتی کرکے ہل واہی کرنیسے روٹی کماتے تہے جیسے کہ آجتنک اس پنجاب میں بہی کہیتی کرنے والے ارائیں کہلاتے ہیں اور اکثر اس پیشہ کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم بہی کیا کرتے ہین اور بے زبان جانوروں کو اپنی ایسی چہڑی سے جسکے سرے پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے چہبو چہبو کر ہانکا کرتے ہین اوراس سببسے وہ نوکدار کیل انکے نام سے نامزد ہوکر آر کہلاتی ہے - پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم وہنر وسوداگری مین ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کہیتی کرنے والے کے لئے مخصوص تہا چہوڑ دیا اور بہ نسبت اس آریہ نام کے (اغلباً) ہین دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہوگیا ہے اپنی قوم پر عائد کرلیا اور یہہ ہندو نام بہ نسبت آریہ نام کے اس قوم مین زیادہ رونق پاگیا۔

مگر فارسی مین ایک درخت بے ثمر کو کہتے ہین اور پہر انادے سنسکرت مین اُسکو کہتے ہین جسکا شروع نہو لیکن بہ تبدیل اعراب فارسی مین عناد دشمنی کو کہتے ہین اور دیانندجی اپنی تحریروں مین ویدونکو انادی پکارتے رہے ہیں توکیوں یہاں بہ لحاظ معنے فارسی کا نہیں کہا گیا جو ہندو نام پر لحاظ فارسی کے معنوں کا کیا جاتاہے پس اگر ہندو نام قابل تبدیل ہے تو انادہی جو ویدوں پر عاید کیا گیاہے قابل تبدیل سمجہا جانا ہئے - پہر ہم پوچہتے ہین کہ کیا یہ امر واجبی ہے کہ جن ناموں کے معنے غیر زبانوں مین برے ہوں انکو تبدیل کرنا مناسب ہے - پس جسمین کچہ بہی عقل ہو اور اسکی عقل کو کسی غرض نے اندہا نہ کر رکہا ہو کبہی نہ کہے گا کہ وہ تبدیل کئے جاوین کیونکہ ہمین غیروں کی زبان سے کیا غرض ہے ہر ایک کو اپنی ہی زبان مین دیکہنا چاہیے کہ ہماری زبان مین اس لفظ یا نام کے کیا معنے ہین ویسا ہی ہندوں اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنے اپنی زبان سنسکرت مین دیکہنے چاہئیں نہ کہ زبان فارسی وعربی مین لیکن ہم کو تو اس کے برعکس یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دیانندجی اُنکے پیرو سنسکرت

اب اپنے سنیاسی صاحب سے ہماری کارروائی کا مقابلہ کرلینا چاہئے اگر ہمنے لالہ شنداس کو لکھا ہی کہ تمنے یہہ امر مخفی رکھنا تو کیا ہمنے یہہ بہی لکھا تہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ دوسروں کا روپیہ مار لین اور اگر یہی بات ہوتی کہ ہم بابو محمد صاحب اور منشی عبد الحق صاحب کو ان کا روپیہ دینا نہیں چاہتے تہے تو پہر کیوں اُسے انبالہ چہاونی مین اُنہیں روپیہ لینے کے لئے پیغام دیا جاتا - دونوں صاحبان ایماناً اس بات کی شہادت دے سکتے ہین کہ اول ہمنے بابو محمد صاحب کو میاں فتح خاں کے معرفت اور شائد خود بہی اپنا روپیہ لینے کے لئے کہا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میرا کچہہ قرضہ نہیں مین نے سب کچہہ بطور امداد دیا ہے - پہر منشی عبد الحق صاحب کی خدمت مین لکھا گیا کہ اب روپیہ آ جاتا ہے آپ پانسو روپیہ اپنا قرضہ لے لین تو اُنہوں نے جواب بہیجا کہ میرے قرضہ کا آپ کو فکر نہیں کرنا چاہئے آپ اُسی روپیہ سے رسالہ سراج منیر کو چہاپیں - اب تمہیں اے آریو! ذرہ شرمندہ ہونا چاہئے کہ گو ہمنے اُسے انبالہ چہاونی مین ان مخلص دوستون کو روپیہ لینے کے لئے کہا مگر اُنہوں نے وہ جواب دئے جو اوپر لکھے ہین اور اندرمن اور دیانند بہی باہم دوست ہی تہے مگر ظاہر ہین جو کچہہ **نجاست** نکلی وہ ظاہر ہے -

---

زبان کے الفاظوں کو فارسی زبان کے الفاظوں کا مغلوب سمجہکر سنسکرت الفاظ ترک کرتے رہے ہین مثلاً جب دیانندجی نے سُنا کہ زبان فارسی مین اسیر باد کے معنے قید ہو چکے ہین تو اس لحاظ سے انہوں نے سنسکرت لفظ اشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اُسکے نمستے قرار دیا حالانکہ جو لفظ اشیرباد ہے وہ سنسکرت مین اچہے معنے رکہتا اور بہت پُرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب ہنود مین بہت جگہہ پایا جاتا ہی نہین بلکہ اُسکے استعمال کے لئے نہائیت درجہ کی تاکید بہی کی گئی ہے دیکہو منوسمرتی ادہیائے ۲ شلوک ۱۲۶ ترجمہ جو شخص اشیرباد ویکے کلام کو نہین جانتا اُسکو پنڈت نام کرنا نچاہئے وہ شودر کی مانند ہے - اور یہہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے کہ مختلف زبانوں کے بعض بعض الفاظ و نام آپسمین کسیقدر مشابہ بہی ہوا کرتے ہین لیکن اُنکے معنوں مین بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے اور یہہ کسی حال مین ممکن نہین کہ ہر ایک نام یا الفاظ کے معنے تمام زبانوں مین اچہے یا بُرے آپسمین موافق ہوں اگر ہم کو اس سبب سے الفاظ و اسمائے ترک و تبدیل کرنے پڑین تو تمام جہان کے الفاظ ترک و تبدیل کرنے پڑینگے جو محض ناممکن ہی نہیں بلکہ سخت بیوقوفی ہے اور دیانندجی کے پیرونکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ہندو نام اس قوم کا محمدیوں کے فلاں بادشاہ نے فلاں زمانے مین رکہا تہا اور باوجود علم اور ہوش رکہنے کے اس قوم کے بزرگوں نے بخوشی یا جبراً اپنے پر عائد کرلیا تہا اور یہہ سب پر روشن ہے کہ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانندجی اور اُنکے پنتھ والوں کے کبہی کوئی اعتراض یہہ نہیں کیا اور ہندوں کے پنڈتوں مین اس نام کا

قولہ - جس قدر براہین احمقیہ مین الہامات لکھے ہین سب انہیں فن و فریب سے بنائے گئے ہیں -

اقول - فن و فریب تو دیانند کا خاصہ ہے جو اُسی کے قومی بہائی اندرمن نے ثابت کرکے بہی دکہلا دیا پہر اُس کی تعلیم سے تم لوگوں کا خاصہ جو **چوری کرنے** سے بہی نہ ڈرے اور **براہین احمدیہ** کا نام براہین احمقیہ کرکے بار بار لکہنا یہہ بید **بے ثمر** کی تہذیب ہے ان بیدوں نے بجز گالیوں اور بدزبانیوں کے اور کیا سکہلایا ؟ جابجا اول سے آخر تک یہی شرتیاں ویدوں مین پائی جاتی ہین کہ اے اندر ایسا کر کہ ہمارے سارے دشمن مرجائین انکے بچے مرجائیں اور ہمیشہ کے لئے اُن کی دولت اُن کا ملک اُنکی گوئیں گہوڑے زمین وغیرہ سب ہم کو ملجائے - لیکن اندر کی خدائی تو خوب ثابت ہوئی کہ ایک طرف دعائیں تو یہہ اور دوسری طرف بجائے دشمنوں کے ہلاک ہونے کے آپ ہی ہندو لوگ تباہ ہوتے گئے - چنانچہ مدت دراز سے یہودیوں کی طرح بجز محکومیت اور غلامانہ اطاعت کے اور کچہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورونانک صاحب کے آدگرنتھ مین بار بار اس قوم کا نام ہندو لکہا ہوا موجود ہے اور گورو گوبند سنگہ صاحب جو زبان فارسی مین بہی اچہی مہارت رکہتے تہے انکو کبہی یہہ نہ معلوم ہوا کہ جس قوم مین سے ہم لوگ ہین انکا نام محمدیوں کی جانب سے بہت بُرا رکہا گیا ہے اسلئے وہ نام تبدیل کیا جائے اور غور کا مقام ہے کہ اکبر بادشاہ جیسے بے تعصب ہوئے اور جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر اور زبان فارسی مین پوری پوری لیاقت اور آزادگی طور پر گذران کر چکے ہیں اُسوقت انہوں نے بہی اس نام پر کچہ اعتراض نہیں کیا پس جس حال مین ہندوؤں کے بزرگ اس نام پر رواج دیتے اور اپنی پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اُسپر نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس نام کو اچہا جانتے تہے نہ کہ بُرا - اور دیانندجی یا انکے پیروں کا یہہ فرمانا کہ ہندو نام ہماری قوم کا محمدیوں نے رکہا ہے بالکل غلط اور محض بیہودہ ہے کیونکہ یہہ نام اُن کتابوں میں پایا جاتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے لکہیں گئیں تہیں مثلاً آستر کی کتاب جو یہودیوں کی مقدس کتابوں مین درج ہے اور محمد صاحب کی پیدائش سے ایکہزار برس پیشتر لکہی گئی تہی اُسکے پہلے باب کی پہلی آیت مین ہے" یہہ وہی اخی سیورس یعنے شیرشاہ ہے جو ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تہا - پہر فلاویس جوسیفس جو ایک بڑا یہودی مورخ گذرا ہے اور ۳۷ء مین پیدا ہوا تہا اور محمد صاحب کی پیدائش سے قریباً چہہ سو برس پیشتر ہو گذرا ہے وہ اپنی تواریخ کی کتاب کے آٹہوین حصہ کے باب ۵ مین یوں لکہتا ہے کہ حیرام شاہ سور نے چند آدمی جو سمندر کے حال سے خوب واقف تہے سلیمان کے پاس بہیجے تاکہ وہ یہاں جہازرانی کریں اور بادشاہ کی آدمیوں کے ہمراہ اوفیر مین بہیجا کہ جسکا نام اب سوفیر ہے اور یہہ ہندوستان سے متعلق اور یہاں سونا نہایت عمدہ ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور و معروف تہا اور غالباً اسکے باشندے ہندو کہلاتے تہے -

مترجمہ ٹامس ہاول - از پنڈ دادنخاں

اس قوم کی سلطنت باقی نہیں رہی۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وید کے رشی الہام الٰہی سے بالکل خالی اور قبولیت الٰہی سے بالکل بے بہرہ تھے جنکے ہزاروں دعاؤں کا خاک بھی اثر نہ ہوا بلکہ اُلٹی پڑیں الہامی دُعا کا ظہور مین نہ آنا اُس الہام کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے اور نیز ایسا پرمیشر دعاکیوں کر قبول کر سکے جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ سوم کا رس پینے سے زندہ اور فربہ رہتا ہے ورنہ اس کی خیر نہیں دیکھو دوسرا ادھیا اشٹک اوّل رگ وید۔ اور ہمارے الہامات کا نام فریب رکھنا یا فریب سے بنایا جانا دعوی کرنا یہہ اُس وقت ہندو زادوں کو زیبا تھا کہ جب ہمارے بلانے پر وہ ہمارے دروازہ پر آبیٹھتے لیکن ہمنے **سرمہ چشم آریہ** میں چہل روزہ اشتہار بھی جاری کر کے دیکھ لیا کسی ہندو نے کان تک نہیں ہلایا۔ خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص تمام دنیا میں اپنے الہامی دعوے کے اشتہار بھیج کر سب قسم کے مخالفوں کو آزمایش کے لئے بلاتا ہے اُسکی یہہ جرأت اور شجاعت کسی ایسی بنا پر ہو سکتی ہے جو نرا فریب ہے کیا جسکی دعوت اسلام و دعوی الہام کے خطوں نے امریکہ† اور یورپ کے دور دور ملکوں تک ہل چل مچا دی ہے کیا ایسی استقامت کی بُنیاد صرف لاف وگزاف کا خس وخاشاک ہے کیا تمام جہان کے مقابل پر ایسا دعوی وہ مکار بھی کر سکتا ہے کہ جو اپنے دل میں جانتا ہے کہ میں جھوٹا ہوں اور خدا میرے ساتھ نہیں افسوس آریوں کی عقل کو تعصب نے لیلیا۔ بغض اور کینہ کے غبار سے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام بنانا چاہتے ہیں نہیں جانتے کہ اندرا اور اگنی کا مدت سے زمانہ گذر گیا کوئی کتاب بغیر خدائی نشانوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے اور اگر ایسا ہی ہو تو ہر یک

† **نوٹ**۔ امریکہ سے ابھی ہمارے نام ایک چٹھی آئی ہے جسکے مضمون کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ صاحب من ایک تازہ پرچہ اخبار اسکاٹ صاحب ہمہ اوستی مین مینے آپکا خط پڑھا جسمین آپنے انکو حق دکھانے کی دعوت کی ہے اسلئے مجھکو اس تحریک کا شوق ہوا مینے مذہب بدھ اور برہمن مت کی بابت بہت کچھہ پڑھا ہے اور کسیقدر تعلیمات **زردشت وکنفیوشس** کا مطالعہ بھی کیا ہے لیکن محمد صاحب کی بابت بہت کم۔ مین راہ راست کی نسبت ایسا مذبذب ہوں اور اب بھی ہون کہ گو مین **عیسائی گروہ کے ایک گرجا کا امام ہوں** مگر سوائے معمولی اور اخلاقی نصیحتوں کے اور کچھہ سکھلانے کے قابل نہیں غرض مین سچ کا متلاشی ہوں اور آپسے اخلاص رکھتا ہون۔ آپکا خادم الگزنڈر اوب۔ پتہ۔ ۳۰۲۱ اسٹرن ڈینو سینٹ لوئس سوری اضلاع متحد امریکہ

شخص اُٹھ کر کتاب بناوے اور اُس کا نام خدا تعالیٰ کا کلام رکھ لیوے - اللہ جلشانہ کا وہی کلام
ہے جو الٰہی طاقتیں اور برکتیں اور خاصیتین اپنے اندر رکھتا ہے - سو آؤ جس نے دیکھنا ہو دیکھ
لے وہ قرآن شریف ہے جسکی صدہا روحانی خاصیتوں مین سے ایک یہہ بھی ہے کہ سچے پیرو اُسکے
ظلی طور پر الہام پاتے ہین اور تادم مرگ رحمت اور برکت اُنکی شامل ہوتی ہے - سو یہہ خاکسار اُسی
آفتاب حقیقت سے فیض یافتہ اور اُسی دریائے معرفت سے قطرہ بردار ہے - اب یہہ
ہندو روشن چشم جو اس الٰہی کاروبار کا نام فریب رکھ رہا ہے اسکے جواب مین لکھا جاتا ہے کہ ہر چند
اب ہمین فرصت نہیں کہ بالمواجہ آزمایش کے لئے ہر روز نئے نئے اشتہار جاری کرین اور خود
رسالہ سراج منیر نے ان متفرق کارروائیوں سے ہمین مستغنی کر دیا ہے لیکن چونکہ اس دزد منش
کی ردیہ بازیوں کا تدارک ازبس ضروری ہے جو مدت سے برقع مین اپنا موںہہ چھپا کر کبھی اپنے
اشتہاروں مین ہمین گالیاں دیتا ہے کبھی ہم پر تہمتیں لگاتا ہے اور فریبوں کی طرف
نسبت دیتا ہے اور کبھی ہمیں مفلس بے زر قرار دیکر یہہ کہتا ہے کہ کس کے پاس مقابلہ کے لئے
جاوین وہ تو کچھ بھی جایداد نہین رکھتا ہمین کیا دیگا کبھی ہمین قتل کرنیکی دہمکی دیتا ہے اور اپنے
اشتہاروں مین ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ع سے تین برس تک ہماری زندگی کا خاتمہ بتلاتا ہے -
ایسا ہی ایک بیرنگ خط مین بھی جو کسی انجان کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے جان سے مارنے
کے لئے ہمین ڈراتا ہے لہذا ہم بعد اس دعا کے کہ **یا الٰہی تو اس کا اور ہمارا فیصلہ کر**
اُس کے نام یہہ **اعلان** جاری کرتے ہین اور خاص اُسی کو اس آزمایش کے لئے بلاتے ہین کہ
اب برقع سے موںہہ نکال کر ہمارے سامنے آوے اور اپنا نام و نشان بتلاوے اور پہلے چند
اخباروں مین شرائط متذکرہ ذیل پر اپنا آزمایش کے لئے ہمارے پاس آنا شایع کرکے اور پھر بعد
تحریری قرارداد **چالیس** [۴۰] دن تک امتحان کے لئے ہماری صحبت مین رہے اگر اس مدت
تک کوئی ایسی الہامی پیشگوئی ظہور مین آگئی جسکے مقابلہ سے وہ عاجز رہ جاوے تو اسی جگہ اپنی
لمبی چوٹی کتا کر اور رشتہ بے سود زنار کو توڑ کر اُس پاک جماعت مین داخل ہو جائے جو
لا الہ الا اللہ کی توحید سے اور **محمد رسول اللہ** کی کامل رہبری سے گم گشتگان
بادیہ شرک و بدعت کو صراط مستقیم کی شاہ راہ پر لاتے جاتے ہین پھر دیکھے کہ بے انتہا قدرتوں اور

طاقتوں کے مالک نے کیسے ایک دم مین اندرونی الائشوں سے اُسے صاف کردیا ہے اور کیونکہ نجاست کا بھرا ہوا اللہ ایک صاف اور پاک پیرایہ کی صورت مین آگیا ہے لیکن اگر کوئی پیشگوئی اس چالیس دن کے عرصہ مین ظہور مین نہ آوے تو چالیس دن کے ہرجانہ مین سو روپیہ یا جس قدر کوئی ماہواری تنخواہ سرکار انگریزی مین پاچکا ہو اُس کا دوچند ہم سے لے لے اور پھر ایک وجہہ معقول کے ساتھ تمام جہان مین ہماری نسبت منادی کرا دے کہ آزمائش کے بعد مینے اُس کو فریبی اور جھوٹا پایا **پنجم اپریل ۱۸۸۷ء سے اخیر مئی ۱۸۸۷ء** تک اُسے مہلت ہے اور یہہ بھی واضح رہے کہ اُسکے اطمینان کے لئے روپیہ کسی برہمو صاحب کے پاس رکھا جائیگا جو دونو فریق کے لئے بطور ثالث ہیں اور وہ برہمو صاحب ہمارے جھوٹا نکلنے کی حالت مین خود اپنے اختیار سے جو پہلے بذریعہ تحریر خاص انکو دیا جاوے گا اس آریہ قنجاب کے حوالہ کردینگے - اور اگر اب بھی روپیہ لینے مین دھڑکا ہو تو اُس عمدہ تدبیر پر کہ خود آریہ صاحب سوچین عمل کیا جاوے گا مگر روپیہ بہرصورت ایک معزز برہمو صاحب (ثالث) کے ہاتھ مین رہیگا لہذا ہم تاکیداً اُس آریہ صاحب کو جس نے ہمارا نام فریبی رکھا الہامات ربانی کو سراسر فریب قرار دیا پورانے وحشی آریوں کیطرح ہمین گندیاں گالیاں دین **جان سے مارنے کی دہمکیاں** سُنائیں با آواز بلند ہدایت کرتے ہین کہ ہماری نسبت تو اُس نے دُشنام دہی مین جہانتک گند اُس کی سرشت مین بھرا ہوا تھا سب نکالا لیکن اگر وہ حلال زادہ ہے تو اب امتحان کے لئے بپابندی شرائط متذکرہ بالا سیدھا ہمارے سامنے آجاوے تا ہم بھی دیکھ لین کہ اس فرشتہ خو شستہ زبان کی شکل کیسی ہے اور اگر اخیر مئی ۸۷ء تک مقابل پر نہ آیا اور نہ اپنی مادری خصلت سے باز رہا تو دیکھو مین بعد شاہد حقیقی کے زمین و آسمان اور تمام ناظرین اس رسالہ کو گواہ رکھکر اسے یاوہ اور جنگ جوکہ مندرجہ ذیل انعام جو فی الحقیقت نیش زنی اور رہزنی اور ظالم منشی کی حالت میں اُسی کے لائق ہے دیتا ہوں تا ہمین دیکھوں کہ اب وہ سوراخ سے نکل کر باہر آتا ہے یا اس نیچے لکھے ہوئے انعام کو ہی نگلجاتا ہے اور وہ انعام بحالت اُسکے نہ آنے اور بھاگ جانے کے یہہ ہے -

۱ ایک **لعنت** ______________________

۲ دو **لعنت** ______________________

۳ تین لعنت

۴ چار لعنت

۵ پانچ لعنت

۶ چھہ لعنت

۷ سات لعنت

۸ آٹھ لعنت

۹ نو لعنت

۱۰ دس لعنت

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

اب ہم اس موقع پر اُن چند آریہ صاحبوں کا نام درج کرتے ہین جو ہماری بعض الہامی پیش گویوں کے گواہ ہین۔ یوں تو ظاہر ہے کہ آجکل بباعث ایک تعصبی آگ کے بہڑکنے کے جو آریوں کو پیروں سے لیکر دماغ تک جلا رہی ہے ایسی اس قوم کی ایک دفعہ حالت بدل گئی ہے کہ اگر کسی قدر شریف آدمی بہی ان مین ہین تو وہ بہی کھڑپنچوں کے شور وغوغا کے خوف سے دبے بیٹھے ہین کیونکہ ایمانی قوت تو رکہتے ہی نہین کہ تا ان ٹک ٹک کرنیوالوں کی لعن وطعن کی کچہہ پروا نہ رکھین بلکہ ایک ہی دہمکی سے مثلاً اسی قدر کہنے سے کہ برادری سے نکالے جاؤ گے لڑکے لڑکیاں بیاہی نہیں جائینگی رشتے ناطے سب چہوٹ جاینگے گے لالہ صاحبوں کے رنگ زرد اور بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے اور پہر تو وہ حالت ہو جاتی ہے کہ جس قدر کسی مسلمان پر تہمت بہتان الزام لگانا چاہیں یا جو کچھ افترا پردازوں کی طرف سے اشتہار وغیرہ کے چہپوانے کی تجویز ہو جھٹ پٹ دستخط کرنے کو تیار ہو جاتے ہین اسی ترکیب سے آجکل قادیاں کے ہندو اشتہارات جاری کر رہے ہیں۔

این نہ از خود ہست جوش جان شان + + دست کھڑپنچاں کشد دامان شان

غرض یہہ لوگ جو سراسر افترا کے طور پر اشتہارات جاری کرتے رہتے ہین اور پہر اُن مین اکثر گندے لفظ اور گالیاں بہی دیتے ہیں تو در اصل اس کا یہی باعث ہے کہ وہ اپنے خواہ نخواہ کے جمعدار وں پر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ہم سچے دل سے مسلمانوں کے ذاتی دشمن ہین اور ایسے پختہ ہین کہ سر جاوے

دہرم جائے ایمان جائے مگر بازی نجائے سواب اسی بنا پر سب کارروائی ہوتی ہے اور لالہ
شرم پت اور ملا وامل ساکنان قادیان کیطرف سے جو ایک اشتہار شایع ہوا تہا جو ہم مرزا کو
فریبی جانتے ہین ملہم من اللہ نہیں سمجہتے وہ بہی درحقیقت قومی دیوی کو بہینٹ چڑہائی
گئی تہی ورنہ جو واقعی بات ہے اُس کو تو اُن کا جی خوب جانتا ہے مگر اسی خیال سے جو ہم اوپر ذکر کر
آئے ہین ان ہر دو آریوں نے بہی افتراؤں پر کمر بستہ کر رکہی ہے اور یہہ خیال یک لخت بہلا دیا
کہ ہمارے سر پر خدا بہی ہے سو چونکہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ایک فال مندکے لئے جیسے دوستوں
کے وجود کو چاہتا ہے ایسے ہی دشمنوں کے وجود کو بہی - اسلئے ہم اِن دشمنوں کے وجود کو بہی
خالی از حکمت نہیں سمجہتے کیونکہ شمع صداقت کے لئے پروانوں کا ہونا بہی ضروری ہے ۔آفتاب
باوجود اتنی مقدار اتنی بلندی اور اتنی تیز شعاعوں کے دشمنوں سے امن مین نہیں اور دشمن
بہی وہی جو درحقیقت اُسی کے آوردہ اور دست پروردہ ہین - ایک طرف بادل اُس کا
دشمن ہے جو اُسکی نورانی صورت پر اپنی سیاہ چادر کا پردہ ڈالنا چاہتا ہے اور ایک طرف غبار
اُس سے عداوت کر رہی ہے جو اُسکے صاف چہرہ پر دہبہ لگانا چاہتی ہے ۔لیکن آفتاب اُنہیں
اپنے نور کشفی سے کہتا ہے کہ اے بادل تو کیوں اتنا اونچا ہوتا ہے تو عنقریب قطرہ قطرہ ہو کر
بصد انکسار زمین پر گریگا اور اے غبار تو اسکے ساتہہ ہی معدوم ہو جائے گی ۔سو بخیال تعصبات
مذکورہ بالا یہہ تو ہم جانتے ہین کہ آجکل آریوں کے اجتماعی جوش نے جو **افاقۃ الموت**
کی طرح آخری دم مین انمین پیدا ہو گیا ہے بیطرح اُنہیں بے خوف اور چالاک کر رکہا ہے جس سے
وہ اپنے پرمیشر کے پرمیشر پن کو بہی جواب دئے جاتے ہین اور راست گوئی اور حیا اور شرم
سے بہی فارغ ہو بیٹہے ہین لیکن چونکہ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو کسی نہ کسی حکمت عملی سے اپنا چہرہ
نورانی دکہا ہی دیتی ہے - اسلئے آخر ہمیں بہی سوچتے سوچتے ایک تدبیر **چور پکڑنے**
کی سوجہہ گئی اور وہ یہہ ہے کہ اسی رسالہ مین ایک فہرست ایسی پیشگوئیوں کی جن کے آریہ لوگ
گواہ ہیں لکہی جائے اِس طرح پر کہ اول نمبر شمار اور پہر نام آریہ اور پہر بمحاذی ہر یک نام کے جدا
جدا ان پیشگوئیوں کی تفصیل لکہی جائے جن کے وقوع کا گواہ وہ آریہ ہو جسکا محاذات مین نام درج
ہو اور پہر ایسے نقشہ اسموار کے شائع ہو نیکے بعد جو ابہی لکہا جاتا ہے قادیاں کے آریوں پر جو بناد

بہلانے کی غرض ہوگا کہ اگر وہ حقیقت مین ہمین فریبی سمجھتے ہین تو اسی قادیان مین ایک جلسہ عام مین ایک ایسی قسم کہا کر جو ہر یک شہادت کے نیچے لکہی جائیگی ان الہامی پیشگوئیوں کی نسبت لاعلمی ظاہر کرین۔ تب ہم بہی انکا پیچہا چہوڑ دینگے اور اس قادر مطلق کے حوالہ کر دینگے جو دروغ گو کو بے سزا نہیں چہوڑتا اور بے عزتی سے اپنے مالک کے نام لینے والے کو ایسا ہی بےعزت کرتا ہے جیسا کہ وہ جہوٹی قسم اللہ جلشانہ کی کہا کر اس ذوالجلال کی عزت کی کچہ پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر اب بہی آریوں نے یہہ کہلا کہلا فیصلہ نکیا اور صرف جعلسازی کی اوٹ مین دور سے تیر مارتے رہے اور گہر مین کچہہ اور باہر کچہہ اور اخباروں اشتہاروں مین کچہہ اور دوسرے لوگوں کے پاس کچہہ کہتے رہے تو اے ناظرین آپ لوگ سمجہ رکہین کہ یہی انکی ہٹ دہرمی اور دروغ گوئی کی نشانی ہے بہرحال اب اس جلسہ کی نہایت ضرورت ہے تا ہم بہی دیکہہ لین کہ سچ کا اختیار کرنا اور جہوٹہہ کا تیاگنا کہاں تک انمین پایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ جس قدر ہمنے الہامات نیچے درج کئے ہین یہہ محض بطور نمونہ درج کئے گئے ہین اور بہت سی الہامی پیشگویاں جن کے یہی آریہ لوگ اور ان کے دوسرے بہائی گواہ ہیں بخوف طوالت چہوڑ دی گئی ہین لیکن بوقت انعقاد جلسہ سب کا ذکر ہوگا۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں ✦ تا سیہ روے شود ہرکہ درو غش باشد

اب چند الہامی پیشگوئیان بطور نمونہ نقشہ ذیل مین درج کیجاتی ہیں

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ
۱	کیسوں والا آریہ بہائی کشن سنگہ ساکن قادیان	محمد حیات خان جج کا اس جرم سے رہائی پا جانا جسمین وہ ماخوذ ہوکر اور جسطرح زیر عتاب گورنمنٹ آکر ایک مدت تک معطل رہا ایک نہایت بعید از قیاس بات تہی سو ان دنوں مین ہمنے اسکے حق مین بہت سی دعا کی کیونکہ اس خاندان سے کسی قدر مخلصانہ اس کا تعلق تہا چنانچہ بفضلہ تعالی انجام اس کا مجہپر کہل گیا اور ہمنے قبل از وقوع پانچ یا چہہ ماہ کے قریب تخمیناً ساٹہہ یا ستر آدمیوں کو ہندو اور مسلمانوں مین سے اور نیز اس آریہ کو اسکے انجام بریت کے ایسے نازک وقت مین خبر دیدی کہ جبکہ حیات خان کی نسبت پرخوف افواہیں اڑرہی تہیں یہانتک

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	کہ اسکے پہانسی ملجانیکا بعضوں کو خطرہ تہا سو اگر اس گواہ کے نزدیک یہہ بیان صحیح نہیں ہے تو اُس کو چاہئیے کہ جلسہ مجوزہ میں اس مضمون کی قسم کہاوے کہ مین اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی قسم کہاتا ہوں کہ یہہ پیشگوئی ہرگز مجھکو نہین تبلائی گئی اور اگر تبلائی گئی ہو اور مینے جہوٹہ بولا ہے تو اے سرب شکتی مان پرمیشر مجھپر اور میرے عیال پر کسی دُکھ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر۔
۲	لالہ ملاوامل کہتری ساکن قادیان	ملاوامل کو دق کی بیماری ہوگئی جب وہ خطرہ کی حالت مین پڑ گیا تو اُسکے لئے دُعا کی گئی الہام ہوا۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی اے تپ کی آگ ٹہنڈی ہو جا۔ پہر خواب مین دکہایا گیا کہ مینے اُس کو قبر سے نکال لیا ہے یہہ الہام اور خواب دونو قبل از وقوع اُسکو تبلائی گئی چنانچہ چند ہفتہ کے بعد اس کو شفا ہو گئی پہر ایک دن صبح کو الہام ہوا کہ آج ارباب لشکر خاں کے قرابتیوں مین سے کسی کا روپیہ آوے گا ازمایش کے طور پر یہی آریہ صاحب ڈاکخانہ مین گئے اور دس روپیہ آنیکی خبر لائے جو ارباب سرور خاں لشکر خاں کے بیٹے نے بہیجے تہے اگر یہہ بیان سچ نہیں ہے تو ملاوامل کو چاہئیے کہ جلسہ مجوزہ مین اس مضمون کی قسم کہاوے کہ مین اپنے پرمیشر کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی قسم کہاتا ہوں کہ یہہ دونوں قسم کی پیشگوئیاں ہرگز مجھکو نہیں تبلائی گئیں اور اگر تبلائی گئی ہوں اور مینے جہوٹہ بولا ہے تو اے سرب شکتی مان پرمیشر مجھپر اور میرے عیال پر کسی دکھ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر۔ اور واضح ہے کہ ملاوامل نے اپنے خط ۱۴۔ اگست ۱۸۸۵ء مین جو میر عباس علی صاحب کیطرف اُس نے لکہا تہا جو ہمارے پاس موجود ہے اِن دونو پیشگوئیوں کی سچائی کا اقرار بہی کر لیا ہے۔
۳	لالہ شرمپت رائے کہتری ساکن قادیان	لالہ شرمپت رائے کا بہائی کسی فوجداری مقدمہ مین ماخوذ ہو گیا تہا۔ چیفکورٹ مین اپیل تہا لالہ شرمپت نے دُعا کے لئے کہا چنانچہ کئی دفعہ دعا کیگئی آخر قبولیت دُعا ہو کر عالم الغیب کیطرف سے ظاہر کیا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے دوبارہ تفتیش کیلئے

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	واپس آئے گی اور پہر چھوڑ دیا جائیگا پر اُس کا دوسرا برہمن رفیق جسکا نام خوشحال ہے رہائی نہیں پائیگا جب تک پوری پوری قید بھگت نہ لے سو یہہ خبر قبل از ظہور عین خوف وخطر کیوقت مین لالہ شرپت کو تبلائی گئی اور پہر جب پوری ہوئی تو بذریعہ تحریر اُسکو یاد دلایا گیا تو اُس نے جواب لکھکر بہیجا کہ اسلئے یہہ انجام آپ پر کہولا گیا کہ آپ نیکبخت ہیں۔ دوسری[۲] دلیپ سنگہ کی نسبت پیش از وقوع اُسکو تبلایا گیا کہ مجھکو کشفی طور پر معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کا آنا اُسکے لئے مقدر نہیں یا تو یہہ مریگا اور یا ذلت اور بیعزتی اُٹھائیگا اور اپنے مطلب سے ناکام رہیگا۔ تیسری[۳] پنڈت دیانند کی بابت اُسکی موت سے دو مہینے پہلے لالہ شرپت کو اطلاع دی گئی کہ اب وہ بہت ہی نزدیک مریگا بلکہ کشفی حالت مین مینے اُسکو مردہ پایا۔ چوتہی[۴] ایک اپنی زمینداری مقدمہ کی نسبت جو شرکا کے ساتہہ دایر تہا اور کئی سال مختلف عدالتوں مین ہوکر چیفکورٹ تک پہنچا مجہے دعا کرنے کے بعد یہہ الہام ہوا تہا کہ اجیب کُلّ دُعائك الا فی شرکائك۔ یعنی مین تیری ساری دُعائیں جو تونے کین قبول کرونگا پر شرکا کے بارے مین نہیں۔ سو آخر اُس مقدمہ مین شرکا کو فتح ہوئی اوّل اوّل تو ابتدائی عدالتوں مین شرکا مغلوب رہے پر آخر چیف کورٹ مین قطعی طور پر فتح پا گئے شائد پچاس[۵] سے زیادہ لوگوں کو اس الہام کی خبر ہوگی اور منجملہ اُنکے یہہ لالہ صاحب ہی ہین جن کو شروع مقدمات کے ابتدا مین ہی یہہ الہام سُنا دیا گیا تہا۔ پانچوین[۵] ایک مرتبہ مسجد مین بوقت عصر یہہ الہام ہوا کہ مینے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کرون۔ یہہ سب سامان مین خود ہی کرونگا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس مین یہہ ایک فارسی فقرہ بہی ہے ہرچہ باید نو عروسے را ہمان سامان کنم وآنچہ مطلوب شما باشد عطائے آن کنم اور الہامات مین یہہ بہی ظاہر کیا گیا کہ وہ قوم کے شریف اور عالی خاندان ہونگے چنانچہ ایک الہام مین تہا کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان مین پیدا کیا اور پہر اچھے خاندان سے دامادی

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
	وہی آریہ	تعلق بخشا سو قبل از ظہور یہہ تمام الہام لالہ شرمپت کو سُنا دیا گیا پہر بخوبی اُسے معلوم ہے کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض خدا تعالیٰ کی طرف سے تقریب نکل آئی یعنے نہایت نجیب اور شریف اور عالی نسب **سید** سندی جو **خواجہ میر درد صاحب** مرحوم دہلوی کے روشن خاندان کے یادگار ہین جن کی علو خاندان کو دیکھکر بعض نوابوں نے انہیں لڑکیاں دی تہیں جیسے **نواب امین الدین خان والد بزرگوار نواب علاؤ الدین خان والئی ریاست لوہارو کی لڑکی میر ناصر نواب صاحب** خسر اس عاجز کے بڑے بہائی کو بیاہی گئی ایسے بزرگوار خاندان سادات سے یہہ تعلق قرابت اِس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچا دیئے کہ ایک ذرہ بہی فکر کرنا نہ پڑا اور اب تک اُسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔ چہٹی وہ پیشگوئی مندرجہ نمبر ایک جسکا کیسوں والا آریہ گواہ ہے۔ لالہ شرمپت بہی اُسکے گواہوں مین داخل ہے اب مین کہتا ہوں کہ اگر یہہ تمام پیشگوئیاں جو لکہی گئی ہیں لالہ شرمپت ان کو سچ نہین سمجہتا اور سراسر افترا خیال کرتا ہے تو اُس پر عین فرض و سراسر واجب ہے کہ ایک عام جلسہ منعقد کرکے بدین مضمون ہمارے سامنے قسم کہاوے کہ مین اپنے پرمیشر کو حاضر و ناظر جان کر سچے دل سے اُسکی سوگند کہاتا ہوں کہ ان الہامی پیشگویوں مین سے مجہے کسی کی خبر نہیں اور نہ مجہے کوئی بتلائی گئی اور نہ کوئی بات میرے روبرو پوری ہوئی اور اگر اس بیان مین مینے جہوٹہ بولا ہے تو اے پرمیشر سرب شکتی مان مجہہ پر اور میری اولاد پر کسی دُکہہ کی مار سے اپنی تنبیہ نازل کر۔
۴	بشنداس برہمن ولد ہیرا سنگھ	بشنداس برہمن ولد ہیرانند کو اس الہام سے خبر دی گئی تہی کہ آج ایک صاحب عبد اللہ خان نام کا ڈیرہ اسمعیلخاں سے خط آنیوالا ہے اور وہ کچہہ روپیہ بہی بہیجے گا چنانچہ یہہ آریہ آزمائش کی غرض سے آپ ہی ڈاکخانہ مین گیا اور عبد اللہ خاں اکسٹرا اسسٹنٹ کا خط لایا جو ڈیرہ اسمعیلخاں سے آیا تہا جسکے ساتہہ دس روپیہ بہی آئے تہے سو اسی طرز کی قسم سے بشنداس مذکور سے بہی دریافت ہونا چاہیئے اس شخص نے ہرنام داس آریہ ساکن ٹبالہ کے روبرو اس الہام کے دیکہنے کا اقرار بہی کیا تہا۔
۵	بہجا ناتہہ برہمن	بہجا ناتہہ برہمن ولد بہگت رام کو کشفی طور پر اطلاع دی گئی تہی کہ ایک برس کے عرصہ تک بخبیر مصیبت

نمبر	نام آریہ	کس الہام یا کشف کا گواہ ہے
		نازل ہونیوالی ہے اور کوئی خوشی کی تقریب بھی ہوگی چنانچہ اس پیشگوئی پر اُسکے دستخط کرائے گئے جو ابتک موجود ہین پھر بعد ازاں ایک برس کے عرصہ مین اسکا باپ جوانی کی عمر مین ہی فوت ہوگیا۔ اور اسی دن انکی شادی کی تقریب بھی پیش ہنی یعنی کسیکا بیاہ تہا یہہ پیشگوئی بھی حلفاً مگر اسی قسم کی حلف سے اس سے دریافت ہونی چاہئے۔

اِس قدر الہامی پیشگوئیاں ہمنے بطور نمونہ لکھدی ہین اور باقی عین جلسہ کے وقت مین پیش کیجائینگی اگر قادیان کے آریہ لوگ اپنی لاعلمی کی قسم کہالینگے تو پھر ہندوؤں کے لئے بات کرنیکے لئے ایک گنجایش نکل آئے گی بہرحال ہمارے مخالف آریہ اس تجویز کو خواہ منظور کرین یا نہ کرین لیکن یاد رکھین کہ اگر فیصلہ منظور ہے تو ہزار بل پھیر کہا کر آخر اسی راہ پر قدم مارنا پڑے گا ہندی مثل مشہور ہے **سرجٹے اور کوڑ نکھٹے** جلسہ عام مین نمونہ مذکورہ کی قسم کہالینا بس حد ہے جس سے فیصلہ ہو جائے گا ورنہ کس قدر حیا اور شرم سے دور ہے کہ محض جہوٹے افتراؤں کے ذریعہ سے کوشش کی جائے کہ تمام الہامات فن و فریب سے بنائے جاتے ہین۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اس بھلے مانس ہندو نے اپنے اس رسالہ مین جسکا نام **فن و فریب غلام احمد کی کیفیت** رکہا ہے کس قدر دروغ بے فروغ کی اپنے دل سے ہی عمارت بنالی ہے جس کو وہ اپنے اس رسالہ کے صفحہ ۲۴ مین لکھتا ہے چنانچہ بجنسہ عبارت اُس کی ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

اب تازہ الہام سنئے قادیان مین جان محمد کشمیری مرزا کی مسجد کے امام کا پانچ سالہ لڑکا سخت بیمار ہوکر قریب المرگ ہوگیا تہا اُس وقت کی حالت زار دیکہکر بیوقوف سے بیوقوف اُس کو کوئی دم کا مہمان جانتا تہا اس حال پر اختلال مین امام صاحب مرزا کے پاس گئے اور مرزا پہلے اُس لڑکے کو بچشم خود بھی دیکھہ چکا تہا۔ امام صاحب نے کل حال مکرر عرض کرکے کہا کہ آپ مجیب الدعوات ہیں (اس لفظ سے اِس ہندو کی لیاقت علمی ظاہر ہے) دُعا کیجیے مرزا نے فرمایا کہ آپ کے آنے سے اول ہی الہام ہوا کہ اس لڑکے کے لیے قبر کہودو۔ مرزا کے مونہہ سے یہ کلمہ نکلنا ہی تہا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہوگئے۔ واقعی کیوں نہ ہوتے کہ فقط ہی ایک لڑکا تہا وہ بھی پچھلی عمر کا۔ مرزا تو نیم حکیم خطرہ جان ہی تہا مگر خدا بھی جہوٹوں کو جہوٹا کرنے کے لیے عجیب قدرت دکہلاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت

زار زار گہر کو واپس آیا تو اثر الہام برعکس پایا یعنے لڑکے کے آثار و بصحت دیکہے غرض کہ مونہہ منحوس سے یہہ کلمہ نکلنا ہی تہا کہ دمبدم لڑکے کو آرام ہونے لگا جب لوگوں نے مجیب الدعوات صاحب (یہ وہی لفظ ہندو کی لیاقت کا ہے) کی ہنسی اُڑائی تو جواب دیا کہ الہام غلط نہیں ہو سکتا دائم یہہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا - تمام ہوا قصہ پرافترا آریہ کا -

اب دیکہنا چاہئے کہ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہین وہ بہی جہوٹہہ بولتے ہوئے شرماتے ہین مگر اس آریہ مین اس قدر بہی شرم باقی نرہی جس قوم مین اس جنس کے شریف وامین لوگ ہین وہ کیا کچہہ ترقیاں نہین کرینگے - اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کراکر ہمارے روبرو اس بہتان کی تصدیق کرادے تا اصل راوی کو حلف سے پوچہا جائے اور اس بے اصل بہتان کے لئے نہ صرف ہم اُس راوی کو حلف دینگے بلکہ آپ بہی حلف اُٹہائیں گے فریقین کے حلف کا یہہ مضمون ہوگا کہ اگر سچ سچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم و بیش مینے بیان نہیں کیا تو اے خدائے قادر مطلق اور اے پرمیشر سرب شکتی مان ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری بیخکنی کر اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکہنے والوں کو عبرت ہو اور پہر اگر ایک سال تک آسمانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جہوٹہا ہونیکا خود اشتہار دیدین گے کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایسے بہتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چہوڑے گا یہہ تو ہمارے لئے اور ہر ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی خواب یا الہام مشتبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی طور پر کئی معنی کئے جائیں مگر یہہ افترا کہ قطعی طور پر ہمین الہام ہو گیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرگیا اُس کی قبر کہود و یہانتک کہ جان محمد کو یہہ خبر دی کہ اب دین محمد تیرا لڑکا ضرور مرے گا دین محمد کے نام پر الہام ہو چکا قبر کہودنے کا حکم ہوا اور وہ خبر سُنکر روتا روتا گہر تک گیا - یہہ جہوٹہہ کی نجاست کس نے کہائی ہے ایسا ایمان دار ذرہ ہمارے سامنے آوے لیکن اب بہی اگر راقم رسالہ اپنی دروغ منشی کی عادت کو نہین چہوڑے گا اور جلسہ عام میں راوی کو قسم دلانے سے تصفیہ نہین کریگا تو وہی دس لعنتوں کا تمغہ جو پہلے اُسکو ہم دے چکے ہین اب بہی موجود ہے -

۱ ایک لعنت

۲ دو لعنت

۳ تین لعنت ـــــــــــــــ

۴ چار لعنت ـــــــــــــــ

۵ پانچ لعنت ـــــــــــــــ

۶ چھہ لعنت ـــــــــــــــ

۷ سات لعنت ـــــــــــــــ

۸ آٹھہ لعنت ـــــــــــــــ

۹ نو لعنت ـــــــــــــــ

۱۰ دس لعنت ـــــــــــــــ

قولہ - صدہا پنڈتون نے یہہ بات ثابت کی ہے کہ پرماتمانے اوّل اوّل ہی رشیون کو ویداقدس کا اپدیش کیا اُسکے مطابق رشیون نے سب علم و ہنر ظاہر کئے -

اقول مین کہتا ہون کہ کہلی کہلی سچائی کے آگے شکم پرست پنڈتون کے حیلے بہانے کیا پیش جاسکتے ہین ویدون کی شُرتیان خود ثابت کر رہی ہین کہ وہ قدیم نہین ہین دیکہو رگ وید اشٹک اوّل بہلا ادہیائے انوک سکت اشُرتی (۲) ایسا ہو کہ اگنی جسکی پہلا زمانہ قدیم اور زمانہ حال کی رشی کرتے چلے آرہے ہین دیوتاؤن کو اس طرف متوجہ کرے - سو جبکہ وید آپ ہی قایل ہین کہ اُنکے ظہور سے پہلے ایک زمانہ گذر چکا ہے عارف اور الہام یاب بہی گذر چکے ہین تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وید بہت پیچہے ہوے ہین چنانچہ سایناچارج وغیرہ بہاشے کارون نے یہی معنے لکہے ہیں اور پہر اسی رگ وید مین ایسے بادشاہون کا بہی ذکر ہے جو ان ویدون کے وجود سے پہلے گذر چکے ہین اور محققین نے ثابت کر لیا ہے کہ جن رشیون کے نام سکتون پر درج ہین اکثر اُنکے قریب قریب بیاس جی کے زمانہ سے ہوے ہین اور ویدون سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ویدون کے زمانہ مین اصل باشندے اس ملک کے اور تہے جو کسی اور کتاب کو الہامی تسلیم کیے بیٹھے تہے اور ویدون اور ویدون کے دیوتاؤن کو نہین مانتے تہے - اسی جہت سے اکثر باہم لڑائیان ہوتی رہتی تہیں یہہ ہی رائے پروفیسر ولسن صاحب نے جابجا اپنے وید بہاش مین لکہی ہے - افسوس ہندو لوگ اردو اور انگریزی ترجمہ ویدون کو الہام برا جانتے ہین کہ انکی طرف نظر کرنا ہی نہیں چاہتے اور سنسکرت تو ایسی نابود ہے کہ مشکل سے یقین کیا جاتا

ہے کہ لاکھ ہندو ہین سے کوئی ایک ہی ایسا سنسکرت دان ہو کہ ویدون کو صاف طور پر پڑہ سکے پہر اس تعصب اور اس نادانی کی کچہہ نہایت ہے کہ نادیدہ ویدون کی نسبت خواہ نخواہ قدامت کا دعویٰ کئے بیٹھے ہین اور سمیر پربت کیطرح ایک خیالی بزرگی کا تاج اُس کو پہنایا گیا ہے خیال کرنا چاہیئے کہ بُدہ جی کس قدر نامی و مشہور عارف اور پنڈتوں کے سرتاج گذرے ہین جن کی عالی تحقیقاتوں کے آگے دیانندی خیالات ایک تودہ گوبر سے زیادہ وقعت نہیں رکہتے وہ اپنے بدہ شاستر (ادہیای ۲ سوترا) مین فرماتے ہیں کہ وید پرمیشر کا کلام نہیں ہو سکتے - کیونکہ اُنکے زمانہ کی تاریخ جو بیان کی گئی ہے وہ بالکل خلاف واقع اور جہوٹہ ہے اور نیز اُن مین کلام الہی ہونے کا کوئی نشان پایا نہیں جاتا - اور اُنکے مطالب و مضامین خلاف عقل ہین اب دیکہنا چاہیئے کہ بدہ جی جیسے نامی پنڈت سے بڑہکر جن کی بزرگی کے پچاس کروڑ کے نزدیک لوگ قایل ہو رہے ہین اور کونسی شہادت ہے اور اگر ہے تو وہ پیش کرنی چاہیئے - ویدون کو ابتدا سے کسی آریہ دیس کی دانا نے تسلیم نہیں کیا اور ہر چند ظالم برہمنوں نے اس مطلب کے حصول کے لئے ہزارہا خون بہی کئے (جیسا کہ شاستروں سے ظاہر ہے) لیکن اُن نیک خیال ہندوں نے بڑی استقامت سے جانین دین مگر وید کی مشرکانہ تعلیموں کو قبول نکیا - صرف ویدوں کے نہ ماننے کی وجہ سے ہزاروں محققوں اور عارفوں اور دانشمند آریوں کے سر کاٹے گئے اور شریر برہمنوں نے ایسے ایسے نیک دل اور پاک خیال لوگوں کو قتل کیا جن کی اس گروہ مین نظیر ملنا مشکل ہے اگر ویدوں مین کچہہ سچائی ہوتی تو شریف آریہ جو دانشمند اور فلاسفر تہے کیوں ویدوں سے اس قدر بیزار ہو جاتے کہ ایک ایک ہو کر مارے گئے مگر ویدوں کو قبول نہ کیا - اگر ویدوں کی کسی ایک آدہ شُرتی سے یہہ مضمون بہی نکلتا ہو کہ پرانی ہیں تو قابل تسلیم نہین کیونکہ دعویٰ بلا دلیل ہے جسکو دوسری شرتیاں خود رد کرتی ہین

فٹ نوٹ - یورپ کے محققوں نے بڑی چہان بین کے بعد ویدوں کی تالیف کا زمانہ چودہوین صدی قبل از سنہ عیسوی قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا صحیح ہونا بہت پختگی کے ساتہہ ایک مقام سے جسکو مسٹر اڈورڈ کالبرکس صاحب نے بیدوں مین ہی دریافت کیا ہے صحیح ٹہرتا ہے چنانچہ تشریح اُسکی وہ یون لکہتے ہین کہ ہر بید مین علم ہیئت کا ایک ایک رسالہ اس غرض سے لگا ہوا ہے کہ پتری کی ترتیب معلوم ہووے - اور اس سے فرایض منصبی کے اوقات دریافت ہو جایا کرین پس وہ صریح اور قطعی دلیل جس پر اُنہوں نے اپنی مذکورہ بالا رائے قایم کی ہے یہہ ہے کہ جو مقام راس سرطان اور راس جدی کا اس رسالہ مین قرار دیا ہے وہ وہی مقام ہے جو چودہوین صدی قبل از سنہ عیسوی مین ان

اور اگر یہہ کہو کہ منوجی ویدوں کو کسی قدر پُرانا ہی ٹہرلتے ہین تو اس کا جواب یہہ ہے کہ بے دلیل گواہی منو کے ہو یا غیر منو کے وہ قابل اعتبار نہیں اور پہر سمجہنا چاہئے کہ **بدہ جی** کے مقابل پر منوجی کی حیثیت کیا ہے کیا کچہہ بہی شرم نہیں آتی۔

واضح رہے کہ دیانند نے ستیارتہہ پرکاش وغیرہ رسایل مین قدامت ویدوں کیلئے بہت کچہہ ہاتہہ پاؤں مارے آخر ہر طرف سے نومید ہو کر برہمنوں کا روزنامچہ دلیل ٹہرایا مگر یاد رہے کہ یہہ دلیل بالکل ہیچ اور نکمی ہے۔ یہہ نہایت مشہور واقعہ اور سب کا مانا ہوا تسلیم کیا ہوا ہے کہ اصلی روزنامچہ (**تہی پتر**) **راجہ بہوج** کے زمانہ سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تہا یعنے **بدہ** مذہب کے عروج کے زمانہ مین اور یہہ جواب برہمنوں کے ہاتہہ مین ہے یہہ تو ایک جعلی چیز ہے جو سراسر نفرت کے لایق اور ذرہ قابل اعتبار نہین اس مین خلاف عقل اور بیہودہ سوانح تو بہت لکہے مگر سکندر اعظم کا ذکر کہاں ہے جس کا ذکر کرنا روزنامہ کی حیثیت سے بہت ضروری تہا۔ ایسا ہی پورانے سکوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈیڑہ سو سال تک یونانیوں کی بادشاہی ہندوستان مین رہی ہے مگر اس روزنامہ مین اس واقعہ طویلہ کے نسبت جس نے ڈیڑہ صدی ختم کے اشارہ تک بہی پایا نہیں جاتا تو پہر کیا اس بیہودہ اور پُر فریب جعل کا نام روزنامچہ رکہنا چاہئے۔ انگلستانی مورخوں نے بڑی تحقیقات کر کے ثابت کیا ہے کہ ویدوں کا زمانہ چار ہزار برس کے اندر اندر پایا جاتا ہے اور میری دالست مین ویدوں کا زمانہ معلوم کرنے کے لئے خود ویدوں کا ہی غور سے پڑہنا کافی ہے اصل بات یہہ ہے کہ ہندو لوگ تاریخ کے بہت کچے ہین اور جہوٹہہ بولنا اور لاف مارنا اور مبالغہ کرنا شاید ان کے مذہب میں ثواب مین داخل ہے کیونکہ کوئی قول و فعل انکا دروغ گوئی یا بیہودہ مبالغات سے خالی نہین پایا جاتا چنانچہ مہابہارت۔ راماین۔ بہاگوت منوشاستر۔ اور دوسرے پُرانون اور خود ویدوں کے پڑہنے سے یہہ عادت انکی صاف ثابت ہوتی ہے۔

بالآخر اگر ہم اس قدر صاف اور روشن ثبوتوں سے قطع نظر کر کے فرض کے طور پر مان بہی لیں کہ وید کسیقدر پُرانے ہین تو کیا بغیر ثابت ہونے ذاتی خوبیوں کے صرف کسیقدر پُرانا ہونا انکو خدا تعالیٰ کا کلام بنا دے گا ہرگز نہیں۔ ظاہر ہے کہ بزرگی بعقل است نہ بسال حکماء جنہوں سے

بقیہ حاشیہ:۔ دونوں سلسلوں کا تہا پس کچہہ شک نہیں کہ ویدوں کی تالیف اسی زمانہ مین ہوئی تہی دیکہو خود از تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب

علم حیوانات مین تحقیق کی ہے وہ لکھتے ہین کہ سنگ پشت یعنی کچھوے کی عمر بڑی ہوتی ہے
یہان تک کہ بغیر کسی خارجی صدمہ کے شاذونادر مرتا ہے بہت کچھوے ایسے ہون گے کہ جو
ابتدائی زمانہ مین پیدا ہوکر اتبک زندہ موجود ہین۔ پس اگر ویدون کی قدامت بغیر ثبوت اُنکے
اندرونی کمالات کے تسلیم ہی کرلیجائے تو غائیت درجہ ان کا مرتبہ ایک کچھوے کے مانند ہوگا۔ غرض
صرف پیرانہ سالی فضیلت پر ہرگز دلیل نہین ہوسکتی بلکہ بغیر حصول کمالات معنوی کے سن وسال
مین پورا نا ہوجانا اُسی مثل کا مصداق ہوگا کہ **گوسالہ ماپیر شد گاؤ نشد** اور جیسا کہ
ہم بیان کرچکے ہین ویدون کے پورانے ہونے پر کوئی دلیل ہی نہیں ہاں اگر یہہ کہو کہ ویدون کا
پُرعیب ہونا ہی اُن کے پُرانے پر دلیل ہے تو شاید یہہ وجہ قبول ہوسکے کیونکہ پیری وصد عیب
چنین گفتہ اند۔ پہر ہم یہہ بہی کہتے ہین کہ بجز ذاتی کمالات کے جس قدر خارجی بزرگیاں ہین خواہ وہ
کبر سن ہو یا کثرت دولت یا حصول حکومت یا شرف قومیت وغیرہ وغیرہ وہ سب ہیچ ہین اور
صرف اُنہیں کے لحاظ سے بزرگی کا دم مارنا گدہون کا کام ہے نہ انسانون کا۔ مین نے سنا ہے کہ
لارڈ البرا صاحب بہادر کی بیوی جو پہلے زمانہ مین ہندوستان کے **گورنر جنرل** تہے ایک
بزرگ خاندان مین سے تہی جو قدیم ہونیکا دعوی کرتا تہا پہر اس پر دوسری بزرگی اس **لیڈی** صاحب
کو یہہ حاصل ہوئی جو **لاٹ** صاحب کی جورو بنی۔ اب اسکے ذاتی کمالات کا بہی حال سُنئے۔ کہتے
ہین کہ یہہ عورت اتبک زندہ ہے اور اگرچہ جائز طور پر نو **خصم** بہی کرچکی ہے مگر آشناؤن کی کچھہ گنتی
نہیں اور اکثر آشناؤن کے ساتہہ بہاگتی بہی رہی ہے پہر آخر عبدل نامی مسلمان قوم شُترِبان
سے نکاح کیا اور اُسکے تلے بہی نہ ٹہرین اب فرمائیے **حضرت** کہ اس عورت کے دونون بزرگیان
اس ذاتی بےشرمی کے ساتہہ کچھہ مقابلہ کرسکتی ہین سو آپ کا وید پُرانا ہے سہی فرض کرو کہ بابا آدم سے
پہلے کا ہے لیکن ہم مکرر عرض کرتے ہین کہ صرف قدامت کی وجہ سے بزرگ نہیں ٹہرسکتا مگر شاید
جاہلون کی نظر مین۔ ہان اگر وید کی بزرگی ثابت کرنی ہے اور ربانی کلام ہونیکا ثبوت اُسمین دکہلانا
ہے تو اُسکی ایسی ذاتی خوبیاں اور اندرونی خاصیتین اور برکتیں دکہلاؤ جنکی وجہ سے وہ ایسا بےنظیر
ہو جیسا کہ خداتعالیٰ بےنظیر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جو چیز خداتعالیٰ سے صادر ہے اُسکی مثل بنانے
پر کوئی بشر قادر نہیں ہوسکتا یہان تک کہ ایک مکہی کے بنانے سے بہی تمام مخلوق عاجز ہے دوسری

ہمین یہہ بہی صریح نظر آتا ہے کہ خدا تعالی نے صرف اپنے قول مین نہیں بلکہ اپنے فعل مین بہی اپنی ارادوں کو ظاہر کیا ہے سو قول اور فعل کا تطابق بہی ضروری ہے۔ تیسرے ہم یہہ بہی وجدان کے طور پہ پاتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنی پاک اور کامل صفتوں کیطرف ہمین بہی ایک روحانی میلان بخشا ہے یا یون کہو کہ باطنی طور پر ایک ایسی قوت حاسّہ ہمین عطا کی گئی ہے جس سے ہم فی الفور معلوم کر جاتے ہیں کہ کونسی صفات خدا کی شان کے لائق ہین اور کون کونسی صفتین منافی الشان الوہیت ہیں سو ربانی کلام کی شناخت کرنے کے لئے یہی تین علامتین ہین مگر کیا یہہ علامتین ویدون مین پائی جاتی ہین ہرگز نہیں۔ پنڈت دیانند جنہوں نے **نرکت اور نگہنٹو** کی معتبر کتب کا چہان بین کیا ہے اُن کو وید کا یہہ خلاصہ ہاتہ لگا کہ جس چیز کو پرمیشر کہا جاتا ہے وہ کروڑہا قدیم اور انادی اور غیر مخلوق وجودون مین سے ایک وجود ہے جو وجوب ہستی مین انکے مساوی اور قدیم ہونے مین اُن کے برابر اور باعتبار وجودی انتشار کے ان سے نہایت کم ہے اب ہم دیانند کو آفرین نہ کہین تو اور کیا کہین جس نے **ویدک توحید** ایسی ثابت کی کہ پورانے مشرکون کے بہی کان کاٹے۔ کیونکہ گو قدیم مشرک ویدون کے ماننے والے ابتک یہہ تو مانتے آئے ہتے کہ ہمارے ویدون مین سورج چاند اگنی اور بشن وغیرہ کے ضرور پوجا لکہی ہے اور اُن سے مرادین مانگنے کا حکم ہے۔ مگر یہ پاک مسئلہ ویدون کا ابہی تک اُنکو بہی نہ سوجہا تہا کہ ذرہ ذرہ اپنی ہستی مین خدا سے بے نیاز اور قدامت مین اُس سے برابر اور باعتبار وجودی انتشار کے اُس سے بڑہ کر ہے یہہ ویدک گیان دیانند ہی کے حصہ مین تہا دیکہو اب اس وید کے اصول مین کس قدر خرابیاں ہین اوّل تو جب پرمیشر ہر یک چیز کا سہارا اور ہر یک ظہور کا منظہر اصلی نہوا تو پہر کا ہے کا پرمیشر ہوا صرف کروڑہا قدیم وجودون مین سے وہ بہی ایک وجود ٹہرا جو ان قدیمی باشندون مین سے صرف ایک باشندہ ہے۔ دوسری بڑی بہاری یہہ خرابی کہ وجودی انتشار کے لحاظ سے وہ بیشمار روحوں کے مقابل پر ایک ذرہ کی طرح ٹہرا کیونکہ بلاشبہ دو قدیم الوجود کا **وجودی انتشار** ایک قدیم سے بہت زیادہ ہوتا ہے پس جبکہ کروڑہا روحین جن کا شمار اُسی خالق کو معلوم ہے وید کے رو سے قدیم اور واجب الوجود ٹہرین تو پرمیشر بیچارہ کا وجود اُن بیشمار قدیم وجودون کے آگے گیا ہستی اور حقیقت رکہتا ہے بلاشبہ بہت سے قدیم وجودون کا **وجودی انتشار**

ایک وجود سے اِس قدر زیادہ ہوگا کہ اُس کو کچھ بھی اُنسے نسبت نہین ہوگی۔ تیسری بڑی شنیع
خرابی یہہ ہے کہ جب پرمیشر کی روح اور دوسری تمام روحین قدامت اور واجب الوجود ہونے مین
ایک ہی خصلت اور سیرت اور خاصیت رکھتے ہین تو وہ خواہ نخواہ متحد الحقیقت ہی ہون گے* لیکن
ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۶۳ مین پنڈت دیانند اقرار کر چکے ہین کہ روح ایک دقیق
جسم ہے جو بدن سے نکلنے کے بعد شبنم کی طرح زمین پر گرتی ہے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کسی گھاس
پات وغیرہ پر پھیل جاتی ہے۔ اب ہمارا اعتراض یہہ ہے کہ اگر روح جسم و جسمانی چیز ہے تو اُس سے لازم
آگیا کہ بموجب ہدایت وید پرمیشر بھی ضرور جسم و جسمانی ہوگا اور وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر
گرنے اور کہائے جانیکے قابل ہے۔ شاید اسی خاصیت کے رو سے اندر پرمیشر کی رُوح زمین
پر گر کر کوسیکا رشی کے جورو کے پیٹ مین جا ٹہری تہی جسکی نسبت رگوید اشٹک اول مین صاف
صاف یہی بیان درج ہے۔ اب اے آریو! **مبارک باد** کہ تمہارے پرمیشر کی ساری حقیقت
کہل گئی اور خود دیانند کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ تمہارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں
کی طرح زمین پر گرتا اور ترکاریوں کیطرح کہایا جاتا ہے تبہی تو وہ کبہی رامچند بنا اور کبہی کرشن اور کبہی
مچھ اور ایک مرتبہ تو **خوک** یعنی **سوءر** بنکر اور جوکوں کی موافق غذائین لطیف کہا کر اپنے
درشن کرنیوالوں کو خوش کر دیا۔ تعجب کہ جنکے پرمیشر کا یہہ حال ہو وُہ قرآن شریف پر اعتراض کرین
کہ اُسمین ایسی کوئی آیت نہین کہ خدا تعالیٰ کو جسم و جسمانی ہونے سے پاک قرار دیتی ہو حالانکہ قرآن شریف

*فٹ نوٹ:۔ ویدوں مین اس بات کا بہت تذکرہ ہے کہ پرمیشر کی روح اور دوسری چیزوں کی روح متحد الحقیقت
ہین چنانچہ **یجروید** مین ایک شرتی یہہ ہے منش کے آتما (روح) کہتی ہے کہ وہ پرمیشر جو
موبرج مین ہے مین ہی ہوں۔ دیکھو یجروید ادھیائے چالیسواں منتر سترہ۔ پھر رگ وید بہاگ ۲۔ سکت ۹۰۔
منڈل ۱ منتر اول مین لکھا ہے کہ پرمیشر کے ہزار آنکھین اور ہزار سر اور ہزار پاؤں ہیں۔ دوسرے منتر مین
ہے کہ سب روحین اُسیکی روح ہین اور جو کچھ ہے وُہی ہے اور تہا بہی وُہی۔ اور منتر چہارم مین ہے
کہ زمین کی تمام مخلوقات اُسکا چوتہا حصہ ہے۔ اور تین حصے آسمان پر ہین۔ یہہ وہ شرتیاں ہین جن سے
ویدانت کے مسائل نکالے گئے ہین۔ اب پنڈت دیانند کے چیلے خواہ ان شرتیوں کے معنی کسی طور پر کرین
مگر بہر حال یہہ تو خود دیانند کے اقرار سے اور نیز ان شرتیوں سے ثابت ہے کہ پرمیشر کی روح اور دوسری چیزین
متحد الحقیقت ہین پس جبکہ دوسری روحین وید کے رو سے ایک جسم دقیق ہین تو ایسا ہی پرمیشر کی روح
بہی ایک جسم دقیق ٹہری۔ منہ

کی پہلی آیت ہی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جسم اور جسمانی ہونے سے پاک ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **الحمد للہ رب العلمین** یعنے خدا ہی کو سب تعریف اور حمد اور مدح ہے وہ کیسا ہے باتمام عالموں کا ربّ ہے جسکی ربوبیت ہر یک عالم کے شامل حال ہے - اب ظاہر ہے کہ عالم اُن چیزوں کا نام ہے جو معلوم الحدود ہونیکی وجہ سے ایک صانع محدّد پر دلالت کرین اور لفظ عالم کا اسی معلوم الحدود ہونے سے مشتق کیا گیا ہے - اور جو چیز معلوم الحدود ہے وہ یا تو جسم اور جسمانی ہوگی اور یا روحانی طور پر کسی حد تک اپنی طاقت رکھتی ہوگی جیسی انسان کی روح گھوڑے کی روح گدہے کی روح وغیرہ وغیرہ حدود مقررہ تک طاقتیں رکھتی ہیں پس یہہ سب عالم مین داخل ہین اور وہ جو ان سب کا پیدا کنندہ اور ان سے برتر ہے وہ خدا ہے اب غور سے دیکھنا چاہئے - کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت مین نہ صرف یہہ ظاہر کیا کہ وہ جسم اور جسمانی ہونے سے برتر ہے بلکہ یہہ بھی ثابت کر دیا کہ یہہ تمام چیزین معلوم الحدود ہونیکی وجہ سے ایک خالق کو چاہتی ہین جو حدود اور قیود سے پاک ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ آریونکی عقل کو کس قدر تعصب نے مار لیا ہے کہ جو مضمون قرآن شریف کی پہلی آیت سے ہی نکلتا ہے اس پر بھی نظر نہیں کی اور علمیت کا یہہ حال کہ یہہ بھی خبر نہیں کہ عالم کسے کہتے ہین حالانکہ **عالم** ایک ایسا لفظ ہے جو ہر یک فلسفی اور حکیم اِسکے یہی معنی لیتا ہے اور قرآن شریف کی عام اصطلاح مین اوّل سے اخیر تک یہی معنی اس کے لئے گئے اور دنیا کی تمام پابند الہامی کتابوں کے بجز نرے اندہوں کے یہی معنے لیتے ہین - سو اس فاش غلطی سے آریوں کے دماغی روشنی کی حقیقت کُھل گئی اب ایک چلّو پانی مین ڈوب مرین کہ ایسی فاش غلطی کہائی ہم انشاء اللہ رسالہ **قرآنی طاقتون کے جلوہ گاہ** مین یہہ ثابت کر کے دکہلائیں گے کہ وید تو خود دشمن صفات الٰہی ہین اور کوئی دوسری کتاب بھی ایسی نہیں جو صفات الٰہی کے پاک بیان مین قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے ہان **بائبل** مین کچھہ صداقتین تہین مگر عیسائیوں اور یہودیوں کی خائنانہ دست اندازیوں نے اُن کے خوبصورت چہرہ کو خراب کر دیا - اب قرآن شریف کی تو یہہ مثال ہے کہ جیسی ایک نہایت عالیشان عمارت ہو جسمیں ہر یک ضروری مکان قرینہ سے بنا ہوا ہے نشست گاہ الگ ہے باورچی خانہ الگ - خواب گاہ الگ غسلخانہ الگ - اسباب خانہ الگ - اور گرد نہایت خوشنما باغ اور نہرین جاری اور دیانت دار خادم

اور محافظ جابجا موجود۔ لیکن بائیبل کی یہہ مثال ہے کہ اگرچہ ابتدائی زمانہ مین کسی قدر اپنے اندازہ
پر اسکی بہی عمارت عمدہ تہی ضرورت کے مکان اور کوٹہریاں اور نشست گاہ وغیرہ بنی ہوئی تہیں
ایک باغیچہ بہی اردگرد تہا اِتنے مین ایک ایسا زلزلہ آیا کہ مکان بیٹہہ گیا۔ درخت اُکہڑ گئے
نہروں اور صاف پانی کا نشان نرہا۔ اور امتداد زمانہ سے بہت سا کیچڑ اور گندگی اینٹوں پر پڑ گئی
اور اینٹیں کہین کی کہیں سرک گئیں۔ وہ قرینہ کی عمارت اور اپنے اپنے موقعہ پر موزوں اور پاکیزہ
مکان جو تہے وہ سب نابود ہوگئے۔ ہاں کچھہ اینٹیں رہگئیں جن کو چوروں نے اپنی مرضی کے موافق
جس جگہہ چاہا رکہا۔ درختوں کا بہی یہی حال ہوا کیونکہ وہ گرجانے سے بجز جلانے کے اور کسی لائق نرہے
اب بیابان سنسان پڑی ہے بجز نالایق چوہوں کے اور کوئی سچا خادم بہی نہیں اور خود مسمار
شدہ گہر اور گرے ہوئے باغ مین سچے خادم کا کیا کام۔

خیر عیسائیوں کی خرابیوں کا تو اس جگہہ ذکر کرنا موقعہ نہیں صرف آریوں کے تعصبات کو دکہلانا
منظور ہے۔ مین نے آجتک کسی کی جہالت پر ایسا تعجب نہیں کیا اور نہ کسی تعصب سے مین ایسا حیرت زدہ
ہوا جیسا ان سوجہاکہے آریوں کے قول سے کہ قرآن شریف خدا تعالی کو جسم اور جسمانی تبلاتا ہے
اور نیز یہ کی آیت کوئی نہیں کیسے اندہے ہین کیا وہ جو اپنے کلام کے شروع مین ہی اپنی ذات کو
عالمین سے برتر اور اُنکا رب تبلاتا ہے وہ اس بات کا قائل ہوسکتا ہے کہ مین عالمین مین داخل
اور جسم اور جسمانی ہوں۔ پہر مین کہتا ہوں کہ کیا جسکی تعلیم اسقدر عالی ہے کہ **اینما تولوا فثم
وجہ اللہ**۔ فرماتا ہے کہ جدہر موںہہ پہیرو اُدہر ہی خدا ہے۔ کیا وہ جو کہتا ہے۔ کہ **اللہ نور
السموات والارض** نمبر ۸ کہ اُس کا نور قدرت ساری زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ
کے اندر چمک رہا ہے۔ کیا وہ جو فرما رہا ہے کہ **اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم**
الجزو نمبر ۳۔ کہ وہی معبود برحق ہر یک چیز کی جان اور ہر یک وجود کا سہارا ہے۔ کیا وہ جو تبلا رہا
ہے کہ **لیس کمثلہ شیء** الجزو نمبر ۲۵ **لا یدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار**۔ کہ اُس کی مانند کوئی بہی چیز نہیں بصارتیں
اور بصیرتیں اُسکی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتین اور وہ اُسکو ہر یک نظر اور فکر کی حدود معلوم ہین۔ کیا
جس نے یہہ کہا کہ **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** الجزو ۲۶۔ کہ

ہین انسان سے ایسا نزدیک ہوں کہ ایسی اسکی رگ جان بھی نہیں۔کیا جس نے یہہ فرمایا کہ
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا الجزو نمبر ۵ کہ خداوہ ہے جو ہر ایک چیز پر احاطہ
کر رہا ہے۔کیا ایسی پاک اور کامل کے نسبت کوئی عقلمند شبہ کرسکتا ہے کہ اُس نے خدا کو جسم اور جسمانی
ٹھہرا کر بزمرہ عالمین داخل کر دیا ہے۔مگر جو کچھ ویدوں پر دار د ہوتا ہے مین نہیں جانتا کہ آریہ لوگ اسکا
کیا جواب دیسکتے ہین۔ابہی ہم ذکر کر چکے ہین کہ ویدوں کی رو سے خداتعالیٰ ایک باریک جسم ہے
جو شبنم کی طرح زمین پر گرنے کے قابل ہے اور انشاءاللہ رگوید کی اور کئی شرتیاں بہی بطور نمونہ لکہی
جاینگی اور چونکہ خداوند کریم نے لاکہوں دلوں مین ہماری نسبت اخلاص اور محبت کو ڈالدیا ہے یہانتک
کہ امریکہ اور یوروپ کے ملکوں مین بہی بہت سی شہرت دیکر کئی نیک خیال اور بہت عمدہ سنسکرت
دان لوگوں کو اس طرف رجوع دیدیا ہے اسلیئے ہمارا یہہ بہی ارادہ ہے کہ اگرچہ کچہہ بہی ضرورت نہین
مگر ان دوستوں کی امداد سے اس **کاگ بہاشا** یعنے سنسکرت کی اصل شرتیاں اور نیز
انگریزی عبارت بہی جو ویدوں کا ترجمہ ہے کبہی کبہی رسالہ مین درج ہوا کرے کیونکہ بہت سی قابل
آدمی اس خدمت کے لیئے بہی موجود ہین اگرچہ ہم ایسا کرنیکہ مستعد ہین اور توفیق الٰہی نے سارا
سامان اُس کا مہیا کر دیا ہے مگر پہر بہی آریوں پر ہرگز امید نہیں کہ وہ اپنے بدنام کنندہ تعصّب
کا موںہہ کالا کرکے انصاف کی طرف قدم اُٹہاوین کیونکہ صریح دیکہا جاتا ہے کہ جن انگریزوں نے سنسکرت
مین بڑے بڑے کمالات پیدا کیئے اور جن لایق برہموں نے اس گم گشتہ زبان مین بڑی بڑی
لیاقتیں پیدا کین یہانتک کہ ویدوں کے بہاشی بنائے اُن فاضل لوگوں کی رائے کو بہی ان حضرات
نے قبول نہیں کیا۔آپکے تو انہین وید کا لکہی برابر بہی علم نہین صرف دیا نندی خیالات پر گذارہ ہے
گردو ممبروں کے سامنے باتین بناتے ہین۔ہر ایک عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ کسی مذہب پر اعتراض کرنیکے
لیئے انکے مسلمہ اصولوں کو معلوم کرلینا کافی ہے کیونکہ درحقیقت اصول ہی مرکز دائرہ مذہب ہوتے
ہین اور انہیں پر بحث ہوتی ہے۔اگر مسلمانوں کو بغیر سنسکرت پڑہنے کے ہندوؤں کے ساتہہ
بحث جائز نہیں تو پہر ہندوؤں کو بغیر عربی پڑہنے کے مسلمانوں پر کوئی اعتراض کرنا کب جائز ہے
اندرمن کون سی عربی پڑہا ہوا ہے یکہرام کو کیا ایک آیت پڑہنے کی تمیز ہے اور پہر یہہ دونوں نرے
کودن اور عربی سے سراسر جاہل کیا استحقاق رکہتے ہین کہ قرآنی تعلیم اور عقاید کا نکتہ چینی کیطور پر نام

بہی لین - انہیں تو اپنے سنسکرت کی بہی خبر نہیں چہ جائیکہ عربی کے دو لفظ بہی جوڑ سکین یا صحیح پڑہ سکین اور دیانند تو اردو پڑہنے سے بہی بے نصیب تہا تو پہر کیوں اُسنے مسلمانوں کے ساتہہ بحثیں کین اور بہت کچہہ وید بہاش اور ستیارتہہ پرکاش مین اپنے بدبودار جہالت کا گند چہوڑ گیا - سو مسلمان اس طریق پر ہرگز اعتراض نہیں کرین گے کہ کسی کو عربی نہین آتی بلکہ وہ دیکہین گے کہ جس بات پر اعتراض کیا گیا ہے وہ درحقیقت ہمارا اصول ہے یا نہیں پہر جیسی صورت ہو ویسا عمل کرین گے -

پارلیمنٹ لنڈن مین صدہا اپیل ہندوستانی عدالتوں کے انگریزی مین پیش ہوتے ہین مگر حکام مجوزہ پر ہرگز یہہ اعتراض نہیں ہوتا کہ تمہیں تو اردو کی ہی خبر نہیں تم فیصلہ کیا کر دگے کیونکہ جب بیانات فریقین اور گواہوں کی شہادت یا تحریری ثبوت اور ماتحت حکام کی رائیں صحیح طور پر انگریزی مین ترجمہ ہو چکین پہر اردو کی کیا حاجت رہی - سوہم کہتے ہین کہ اگر ایسا ہی سود ائیوں کی طرح آریوں کے دل مین وہم بیٹہا ہوا ہے تو کیوں وہ بہ ثبت مواہیر اپنا نیا عقائد نامہ چہپوا نہیں دیتے جسمین بہ تفصیل لکہا جائے کہ ہم پہلے عقائد مشتہرہ سے دست بردار ہین اور اب نئے عقیدے ہماری یہہ ہین - پہر دیکہین کہ ان عقیدوں کی بہی کیسی خبر لیجاتی ہے -

مین قطعاً و یقیناً کہتا ہوں کہ عام ہندؤں کا وید وید کرنا اسی زمانہ تک ہے کہ جبتک اُنہیں ویدوں کے مضامین کی خبر نہیں کیا خوب ہو کہ گورنمنٹ انگریزی عامہ خلائق کا دہوکا دور کرنے کے لئے ویدوں کا تحت اللفظ اردو ترجمہ ایک ایسی منتخب سوسائٹی سے کرادے جسمین آریوں کے لائق ممبر بہی شامل ہوں اور چند فاضل برہمو اور انگریز بہی اُس کمیٹی مین داخل ہوں اور پہر وہ ترجمہ عام طور پر ہندؤں وغیرہ مین تقسیم کیا جائے - ہندؤں کو ویدوں سے یہانتک بیخبری ہے کہ گائے بیل کا نہ مارنا ہی ایک مذہبی عقیدہ سمجہا گیا ہے اور کہانا تو درکنار اُس گوشت کا دیکہنا بہی پسند نہیں کرتے حالانکہ منو شاستر جس پر پنڈت دیانند بہت سا اپنی باتوں کا مدار رکہتے ہین بآواز بلند کہہ رہا ہے کہ بیل کا گوشت کہانا نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کی بات ہے اور رگ وید اُشتک اوّل مین لکہا ہے کہ جس کہال سے ہوم کے اعمال ادا ہوتے ہین وہ ضرور گائے کی کہال چاہئے مگر اب گائے کے ذبح کرنے سے بڑہکر ہندؤں کے نزدیک اور کوئی

گنہ کبیرہ نہیں اگرچہ ابھی تک پہاڑی راجے اپنے مقرری دنوں مین بہینسوں کو تلوار سے کاٹتے ہین اور جو الامکھی اور دوسری کئی جگہوں پر دیویوں کے خوش کرنیکے لئے یہہ کام ہوتے رہتے ہین مگر کبھی تعصب کے پردوں سے اس طرف خیال نہیں آتا کہ یہہ اُسی ویدک حکم کے آثار باقیہ ہین **یجروید** ادہیای چوبیس منتر ۲۷ مین صاف لکھا ہے کہ پراستی کے لئے گائے کی قربانی کیجائے اور **رگوید** اشتکا ۲-ادہیا ۳- سوکت ۶ مین اِس گوشت کے کہانیکی صریح اجازت ہے بلکہ **رگوید** منڈل ۶ سوکت ۱۶ مین بڑی محبت سے لکھا ہے کہ گائے کا گوشت سب سے عمدہ خوراک ہے - پہر رگوید اشتک چار ادہیا ایک مین تذکرہ کے طور پر بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ تین سو **بھینسوں** کی سوختنی قربانی ہوئی اور حال مین جو ایک پنڈت صاحب کی طرف سے ایک کتاب کلکتہ مین چہپی ہے جسکی کاپیاں جابجا مشتہر ہوئی ہین وہ نہ صرف جائز بلکہ بڑے زور سے یہہ دعوی کرتے ہین کہ پہلے زمانہ مین گائے کا گوشت بڑے شوق سے کہایا جاتا تہا اور عمدہ عمدہ چربی دار ٹکڑے برہمنوں کے نذر ہوتے تہے اور رگوید اشٹک اول کے ایک شرتی کی شرح میں **پروفیسر ولسن صاحب** لکھتے ہین کہ ایک بڑی محکم گواہی وید کی اسبات پر ہے کہ وید کے زمانہ مین عام طور پر گائے کا گوشت کہایا جاتا تہا اور جابجا ہندوں کے دوکانوں مین بکتا تہا -

اب انصاف کرنیکی جگہہ ہے کہ جس گائے کے کہانے کے لئے یہہ تاکیدین ہین اب اُسکو حرام سمجھا جاتا ہے - کیا اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آریوں کو وید کی کچہہ بہی پروا نہین وہ صرف کہانے کے دانت رکہتے ہین نہ کہانے کے - پہر سوچنا چاہئے کہ وید کی مشرکانہ تعلیم کیسی سارے جہاں مین مشہور ہو رہی ہے چودہ کروڑ ہندو اُسمین گرفتار رہین - جگناتہ اور گنگا کی طرف کیسی نعرے مارتے ہوئے ایک خلقت چلی جاتی ہے لیکن دیانند کو اسلامی توحید کا زور و شور دیکھکر اب فکر پڑی کہ وید ہاتہہ سے جاتا ہے اُس کے لئے کچہہ تدبیر کرنی چاہئے - مگر درحقیقت اُس نے ویدوں کا کچھ ہنر نہین دکہلایا بلکہ کئی اور گند اُسکے کہول گیا - انگلنڈ - امریکہ جرمن فرانس مین ویدوں کا ترجمہ ہزاروں بلکہ لاکہوں کی نظر سے گذرا ہے مگر کسی کی بلا کو بہی خبر نہین کہ وید مین توحید بہی ہے - اُنہیں انگریزوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا تو قرآنی توحید نے یورپ کے ملکوں مین ہل چل ڈالدی یہانتک کہ **لایل صاحب** اور **جون ڈیون پورٹ** وغیرہ نامی انگریزوں نے جن کی

کتابین حمایت اسلام وغیرہ چھپ کر ہندوستان بین بہی آگئی ہین قرآنی عظمتوں اور اسکی پاک توحید پر ایسی شہادتیں دین کہ باوجود بہت سے موانع تعصب کے انہیں کہنا پڑا کہ فرقان مضامین توحید بین اور عیوب سے منزہ ہونے بین ایک بے مثل کتاب ہے جس کے عقائد بالکل عقل کے مطابق اور ایک حسلیم کا مذہب ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک فاضل انگریز بلنٹ نام جنہوں نے حال بین اسلام کے متعلق ایک کتاب لکہی ہے وہ اس بات کے قایل ہین کہ توحید کو دنیا بین دوبارہ قائم کرنے والے پیغمبر اسلام ہین اُنہوں نے وحدانیت آلہی کو اُس اعلےٰ درجہ پر پہیلایا ہے کہ عرب کے ریگستان بین اب تک توحید کی خوشبو آتی ہے۔

اب بتلانا چاہئے کہ وید کی توحید کی نسبت کس ثالث نے گواہی دی دونو ترجمے قرآن اور وید کے انگلنڈ اور فرانس وغیرہ بین گئے آخر اُن ثالثوں کی یہی رائے ہوئی کہ قرآن بین توحید اور وید بین شرک بہرا ہوا ہے۔

اب ہم اپنے پہلی تقریر کی طرف رجوع کر کے کہتے ہین کہ ہندوں کے لئے یہہ نہایت دل توڑنے والا واقعہ اور سخت صدمہ اُٹہانے کی جگہہ ہے کہ وہ حقیقی علامتین ربانی کتاب کی جن کا ہی ہم ذکر کر آئے ہین وید بین پائی نہیں جاتیں۔

(۱) وید بین خدا تعالیٰ کی خوبیاں نہین بلکہ اُس کے نقص اور عیب بیان کئے ہین کہ وہ ایک ذرّہ کے پیدا کرنے پر بہی قادر نہیں کیونکہ اصل الاصول وید کا وجوب تناسخ ہے اور مسئلہ دائمی تناسخ کے وجوب کا تبہی قایم رہ سکتا ہے کہ جب ہر یک چیز کو پرمیشر کی طرح غیر مخلوق سمجہا جائے اور نیز یہہ بہی تسلیم کیا جائے کہ جاودانی مکتی پانے کا راہ مسدود ہے سو کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت نہ رکہنا اور ہمیشہ کی مکتی دینے پر بہی قادر نہونا یہہ صریح اُس ذات کا نقص اور عیب ہے

(۲) وید بین روحانی برکتیں اور پاک خاصیتین بہی نہیں کیونکہ آریہ لوگ بلکہ تمام ہندو خود تسلیم کرتے ہین کہ بجز وید کے رشیوں کے دوسروں پر حقیقی عرفان کا دروازہ بند ہے حقیقی عرفان باتفاق جمیع عارفین اُس معرفت تامہ کا نام ہے جو قال کو حال کے آئینہ بین دکہلادے اور علم الیقین کو حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچا دے یعنی جس گیان کو بچوں کیطرح کتاب بین پڑہا گیا ہے وہ خود اپنے نفس پر وارد بہی ہو جائے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کامل مرید وہ ہے کہ ہو بہو اپنے

مرشد کا روپ بنجائے اور جو کچھ اصلی اور تفصیلی طور پر مرشد پر فیض ہوا تھا اس پر ظلی اور اجمالی طور پر وہی فیض ہو جائے۔ غرض تمام نقوش روحانی مین مرشد کا ایک نمونہ ٹھہر جائے یہی علت غائی کتاب الہی اور رسول کی ہے تا ایک چراغ سے ہزارون چراغ روشن ہو جائیں لیکن اس عرفان سے وید ہندؤں کو جواب دے رہا ہے۔ ویدوں کے رُو سے یہہ بات غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص وید کی پیروی کر کے وہ سچا گیان اور عرفان پا سکے جو بقول اُنکے رشیوں کو حاصل ہوا تھا یعنے محض قیل و قال سے ترقی کر کے براہ راست خدا تعالی سے مکالمہ و مخاطبہ نصیب ہو جائے۔ حالانکہ وید ہی اس بات کے قایل ہین کہ بجز سچے گیان کے مکتی نہین ہو سکتی۔ پس اس سے ثابت ہے کہ خود وید کے اقرار سے بجز چار رشیوں کے اور کسی ہندو کو مکتی نصیب ہی نہیں۔

غرض ویدوں مین کتاب الہی ہونے کی یہہ علامت پائی نہیں جاتی کہ حقیقی عرفان کا دروازہ نہ صرف چار مجہول الاسم مخص پر بلکہ تمام دنیا پر کھولتے ہوں جبکہ جس مطلب کے لئے کتاب الہی آیا کرتی ہے وہ مطلب ہی ویدوں سے حاصل نہین ہو سکتا اور گنہ سے پاک ہونا صرف ہزاروں جونوں کی سزا پر موقوف ہے تو وید کس مرض کی دوا ہین۔

(۳) ایسا ہی ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالی کے فعل سے ویدوں کے ہدایت کچھہ مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ زمین و آسمان پر نظر ڈالنے سے صریح ہمین نظر آتا ہے کہ خداوند تعالی نہائیت ہی کریم ہے اور سچ جیسا کہ اُسنے فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اُس کی نعمتین شمار سے خارج ہین مگر ویدوں کی یہہ تعلیم ہے کہ ایک ذرہ بطور عطیہ محض کے عطا نہیں ہوا بلکہ جو کچھہ انسانوں کو اِنکے آرام کی چیزین دیگئی ہین وہ اُنہیں کے گذشتہ کرموں کا پھل ہے اور اُن چیزوں کو ظہور مین لانے والی اصل مین اُنہیں کے اعمال ہین گویا زمین آسمان چاند سورج ستارے عناصر نباتات جمادات وغیرہ جنہین انسانی وجود کے لئے فوائد بھرے ہوئے ہین وہ آریوں کے کسی پہلے نیک کرم سے وجود پذیر ہوئے ہین اور اگر آریوں کے اعمال صالحہ نہوتے تو نہ زمین ہوتی نہ آسمان ہوتا نہ چاند نہ سورج نہ ستارے نہ نباتات نہ جمادات غرض کچھہ بھی نہ ہوتا۔ اب اے ناظرین تبلادین کہ کیا اس سے بیہودہ تر دنیا مین کوئی اور مذہب بھی ہوگا اور نیز ایک

طرف تو یہ لوگ گائے بیل گھوڑے وغیرہ حیوانوں کی نسبت یہہ کہتے ہین کہ کسی سابق بدعملی سے یہ پیدا ہوئے ہیں اور ایک طرف یہہ بہی کہتے ہین کہ ہمارے نیک عملوں نے اِن گائے بیل وغیرہ بنایا ہے کیونکہ یہ ہمارے آرام پانے کی چیزین ہین سو دیکہنا چاہئے کہ اِن کے خیالات مین کس قدر تناقض ہے ایک بات دوسری بات کو رد کرتی ہے پہر سوچنا چاہئے کہ کیا یہہ بات قرین قیاس ہے کہ سورج وچاند و زمین وغیرہ انسان کی پیدایش کے بعد اور اُسکے نیک عملوں سے پیچہے پیدا ہوئے ہین اور کیا یہہ درست ہوسکتا ہے کہ جس قدر یہہ نعمتیں ہین ایک نالائق انسان اُسی قدر عمل بہی کرتا ہے اور جیسے دام دیتا ہے اُسی قدر وہان سے جنس بہی ملتی ہے آجکل اگر ایک چوہڑی یا ساہنسی کو بہی یہہ صاف صاف باتیں سمجہائی جائیں تو اُس کو سمجہنے مین ذرہ بہی دقت ہو مگر یہہ لوگ اب تک نہین سمجہتے اور بڑے حیلے سے ابہی تک موہنہ پر یہی بات ہے کہ اور سب کتابین ملمع اور کہوٹیں ہیں اور وید کہرا سونا ہے ۔ سوائے منصفین ہمنے یہہ وید کا سونا آپ لوگوں کے آگے رکھ دیا ہے اب آپ لوگ خود سوچ لین کہ کہانتک اس سونے مین خالصیت بہری ہوئی ہے ۔

(۱۴) ایسا ہی ہم دیکہتے ہین کہ ہماری کانشنس اور نور قلب سے جو ہم کو عطا کیا گیا ہے وید کی تعلیمین مطابقت نہیں رکہتی ہین ہمارا کانشنس ہرگز ان باتوں کو قبول نہیں کرتا کہ جس پر ہماری ساری زندگی کا سہارا ہے اور جو ہماری ہر ایک تربیت کا سرچشمہ ہے وہ ایسا کمزور ہو کہ نہ نواز خود پیدا کرسکے نہ کوئی رحمت پہنچا سکے نہ ہمیشہ کے لئے نجات دے سکے نہ توبہ و استغفار سے ہمارا گنہ معاف کرسکے نہ ہماری کوششوں سے ہمیں حقیقی عرفان تک پہنچا سکے غرض کچہہ بہی نہ کرسکے تو پہر ایسے کا ہونا کیا اور نہ ہونا کیا اگر یہی پرمیشر ہے تو حقیقت عالم بالا معلوم شد ۔ ویدون کی تعلیم پرستش اِس سے بہی عمدہ تر ہے کسی قوم کو منصف مقرر کرکے دیکہہ لو کوئی شخص اس بات کا قایل نہین ہوگا کہ وید مشرکانہ تعلیم سے خالی ہین ہمنے ویدوں پر بہت غور کی اور جہانتک طاقت بشری ہے اُن کے معلوم کرنے کے لئے زور لگایا آخر ہمپر صاف کہل گیا کہ چاروں وید پُرانے مخلوق پرستوں کے خیالات کا مجموعہ ہین اور اُس زمانہ کی بناوٹ ہین کہ جبکہ سچے قادر تک لوگوں کو رسائی نہیں ہوئی تہی ۔ پس وہ لوگ جو علم الہیات مین

پست نگاہ رکھتے تھے انہوں نے زمانہ کا الٹ پھیر اور حوادث ارضی و سماوی مین اجرام سماوی و عناصر کا بہت کچھہ دخل دیکھہ کر ہی اپنے دلوں مین سمجھہ لیا کہ اگر کوئی رب العالمین و مُدبّر عالم ہے تو یہی چیزین ہین انکے سوا اگر کچھہ ہے بہی تو وہ دخل در عالم سے معطل و بیکار ہے سو درحقیقت نفی صفات الہی کرنا اور خدا تعالی کو قادرانہ تصرف سے معطل سمجہنا یہی اصل موجب دیوتا پرستی اور تناسخ کا ہے ۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالی اپنے مُدبّرانہ کاموں سے معطل خیال کیا گیا تو حاجت براری کے لئے دیوتے گھڑے گئے اور تقدیری تغیرات اور انقلابات کو گذشتہ عملوں کا نتیجہ ٹھہرایا گیا سو اس ایک ہی خیال سے یہہ دونوں خرابیاں پیدا ہوگئیں یعنے اواگون اور دیوتا پرستی آریہ سماج والے جنہوں نے ویدوں کی اصلاح کی اپنے ذمہ سرپرستی لی ہے بڑی جانکاہی سے پردہ پوشی کرنا چاہتے ہین اور خواہ نخواہ کوشش کر رہے ہین کہ ویدون کو مشرکانہ تعلیم سے پاک ٹھہرائیں مگر اُنکے حق مین کیا خوب ہوتا کہ چاروں وید بردۂ زمین سے ایسے نیست و نابود ہو جاتے کہ کوئی مخالف اُنکی اندرونی الائش دیکھنے کا موقعہ نہ پاسکتا ۔

رہے وید کے علوم و فنون تو اُن کی نسبت تو ہم کچھہ بیان کر چکے ہین اور کچھہ اور بہی بیان ہوگا بالآخر یہہ بہی ظاہر کرنا قرین مصلحت ہے کہ ہمنے اس آریہ راقم رسالہ کی نسبت قادیاں کے ہندوں سے سنا ہے کہ اُس کی زبان پر سرستی چڑہی ہوئی ہے سو اب ہم معلوم کرنا چاہتے ہین کہ آیا اُس سرستی کے اُتارنے کے لئے اسی قدر ہماری تحریر کافی ہے یا کسی اور تدارک کی بہی ضرورت ہے ۔

ہندؤں کے ویدوں کی کچھہ ماہیت اور انکی تعلیم کا کسی قدر نمونہ

پروفیسر ولسن صاحب اپنی ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں لکھتے ہین کہ رگوید کے ایک سو اکتیس منتروں مین سے جو اوّل اشتکا میں ہین سینتیس صرف اگنی کی ہی تعریف میں ہین یا اگنی کے ساتھہ اور دیوتاؤں کی مہما اُن مین درج ہے ۔ اور پنتالیس منترون مین اندر کی مہما برن ہے اور منجملہ باقی منترو ں کے باراں منتر مروت یعنے ہوا کے دیوتاؤں کی تعریف میں ہین جو کہ اندر کے ہمراہی ہیں اور گیارہ

اسولوں کی تعریف مین ہین جو کہ سورج کے پوترہیں۔ چار منتر صبح کے دیوتا کی تعریف مین ہین اور چار دسو بدیوا کی تعریف مین جنکو سرب ہو دیوتا بھی کہتے ہیں اور باقی منتروں مین ادنی دیوتاؤں کی مہابرنن ہے اس بیان سے صاف ہویدا ہے کہ اس زمانہ مین عناصر کی پرستش ہوتی تھی تمت کلامہ

یہہ پروفیسر ولسن صاحب مترجم وید کی رائے ہے جس کو اُنہوں نے اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ مین لکھا ہے۔ اب ہم بطور نمونہ وہ چند شرتیاں رگوید کی اسجگہ تحریر کرتے ہین جنکی صحت کو ہمنے نہ صرف ایک کتاب سے بلکہ کئی وسائل سے اور کامل واقف کاروں کی شہادت سے بہ پایۂ ثبوت پہنچا لیا ہے پس اب آریوں کے لئے ہرگز یہہ جائز نہیں ہوگا کہ صرف گردن ہلاکر اُن شرتیوں سے انکار کردین بلکہ انکار کی حالت مین اُن پر واجب ہوگا کہ اگر یہہ ترجمہ صحیح نہیں ہے تو جس ترجمہ کو وہ صحیح سمجھتے ہین وہ تحت اللفظ مع اپنی شرح کے شائع کرادین تا برہموسماج کے فاضل پنڈت جو سنسکرت پستکوں سے بخوبی واقف ہین ثالث کی طرح درمیان مین آکر فیصلہ کردین اور اگر اب بھی آریہ صاحبان چُپکے رہے تو پھر اُن پر ڈگری ہے اور وہ شرتیاں یہ ہین

رگوید سنتھا اشٹک اول

پہلا ادہیائی انوک۔ ا

سکت ۔ ا

(۱) مین اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا کر دکارکن اور دیوتاؤں کو نذرین پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔

شرح۔ شارح لکھتا ہے کہ جس لفظ سے ثروت والا ترجمہ کیا گیا ہے وہ لفظ سنسکرت کی اصل عبارت مین رتنا دہاتما ہے جسکے معنے ہین جواہر رکھنے والا مگر رتن دولت کو بھی کہتے ہین۔ اس شرتی مین شاعرانہ تناسب کا بیان ہے یعنے آگ کو اول ایک ایسا دیوتا مقرر کیا گیا جس کو سب دیوتاؤں سے پہلے نذرین دینی پڑتی ہین یعنے ہوم کا گھی وغیرہ پہلے پہل

آگ ہی پر ڈالا جاتا ہے سو اِس لحاظ سے وہ پہلا دیوتا ہے جس کی ویدوں میں سب سے پہلے تعریف ہوتی ہے بلکہ رگوید کی عبارت شروع ہی اگنی کی ہی تعریف سے ہوتی ہے - اور جو نذرین دوسرے دیوتاؤں کو یہہ اگنی دیوتا پہنچاتا ہے وہ کیا شے ہے؟ وہ اُن بخارات سے مراد ہے جو کہی وغیرہ کو آگ پر ڈالنے سے آگ مین سے اُٹھتے ہین اور ہوا مین جا ملتے ہین جو وایو دیوتا ہے اور پہر اندر دیوتا یعنے کرۂ زمہریر تک اُسکا اثر پہنچتا ہے اور پہر دہرتی دیوتا پر اُس کا اثر پڑتا ہے یہ تو اس شرتی کا مضمون ہے اور لفظی صنعت اس مین یہہ ہے کہ آگ کو جسکا رنگ تاباں و درخشاں ہے رتنا دہاتما یعنے جواہردار قرار دیدیا ہے کیونکہ آگ کی چمک کو جواہرات کی چمک سے ایک مناسبت ہے گویا اگنی ایک جوہردار اور دولتمند دیوتا ہے جسکے پاس اسقدر جواہر ہین جو دوسرے دیوتاؤں کو نذرین دیتا ہے -

اب مین کہتا ہوں کہ یہہ تناسب شاعرانہ تو سب ہوئے مگر کیا اس شرتی مین پرمیشر کا کہین ذکر بھی ہے اے آریو کچھہ انصاف کرو ایماناً اپنی کانشنس سے ہی پوچھکر دیکھو کہ بجز اس باقرینہ معنوں کے کوئی اور بھی اسکے معنے بن سکتے ہین ہرگز نہین بن سکتے کیونکہ اگر اگنی سے پرمیشر مراد ہے تو پہر وہ دوسرے دیوتے کونسے ہیں جن کو پرمیشر نذرین پہنچاتا ہے اور نیز اس صورت مین شعر کا بھی ستیاناس ہو جائیگا کیونکہ اس نازک خیال شاعر نے آگ کو باعتبار چمکتے ہوئے رنگ کے ایک جواہردار سے تشبیہہ دی ہے جیسا کہ آگ کو جواہر تاباں سے اور شاعر بھی تشبیہہ دیتے آئے ہین شیخ سعدی مرحوم نے بھی ایک شعر مین آتش کو جواہرات سے تشبیہہ دیدی ہے پس اگر ہم اگنی سے مراد آگ نہ لین بلکہ پرمیشور مراد لین تو اس ساری لطافت کی مٹی پلید ہوگی - لیکن ہم کسی طرح اگنی سے مراد پرمیشور نہیں لے سکتے کیونکہ اس سے آگے آنیوالی شرتیوں سے اور بھی ویدوں کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے دیکھو اسی اگنی کی دوسری تعریف اسی اشتک انوکا ہ سکت (۱) صفحہ ۵۷ مین یہہ شرتی ہے اے اگنی جو کہ دو لکڑیون کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اس پاک کٹی ہوئی کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُنکا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے - اب آریوں کو سوچنا چاہیئے کہ کیا پرمیشور دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوتا ہے

کیا اِس سے کہلا کہلا کوئی اور نشان بہی ہوگا کہ شاعر نے لکڑیوں کا بہی ذکر کر دیا جو آگ کے بہڑکنے کا موجب ہے۔ پہر اگر اس شرتی پر بہی اعتبار نہو تو ایک اور شرتی ذیل مین لکہی جاتی ہے اُسکو پڑہو اور کچہہ انصاف کرو اور وہ یہہ ہے۔ **اے اگنی نیک کامون کو ترقی دینے والی جن دیوتاؤں کی ہم پوجا کرتے ہین اُن کو مع اُن کی استریون کے شریک کر لے روشن زبان والی اُنکیں سوم کا رس پینے کو دے**

دیکہو اشتک اوّل انو کا ۴ سکت ۳۔

دیکہو اس جگہہ بہی شاعر نے باعتبار چمک کے اگنی کو روشن زبان کہا اور اس کا کام یہہ بتلایا کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اور نیز انکی عورتوں کو سوم کا رس پلاتی ہے پس آگ کو اُسکی بخار انگیزی کی وجہ سے دیوتاؤں کے ساقی خیال کیا گیا اب سوچو کیا یہہ پرمیشور ہونے کے لچہن ہین پہر اگر یہہ شرتی بہی دل کا دہڑکا دور نہ کر سکے تو لیجیے ایک اور شرتی آپکی نذر ہے۔

اے اگنی دیوتا اپنی چالاک اور طاقتور گہوڑیاں جن کو نام روہت نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُن کے وسیلہ یہان دیوتاؤں کو لا۔ دیکہو وہی اشتک انو کا ۴ سکت ۳۔

اس شرتی مین شاعر نے آگ کے تیز شعلوں کو گہوڑیوں کی شکل پر تصور کر لیا ہے اور آگ کی صورت مجموعی کو جو افروختہ ہو رہی ہے ایک رتہہ قرار دے لیا ہے اور مدعا اُس کا یہہ ہے کہ اِس آگ سے بخار اُٹہیں گے اور ہوا وغیرہ مین پہنچین گے جیسا کہ وہ ایک دوسری شرتی مین لکہتا ہے جس کا بہی انو کا اور بہی سکت ہے۔ **اے اگنی تو اندر وایو برسپتی متر** پشان بہاگا ادتیا دن اور مروت کے گروہ کو نذر پیش کر۔ اندر کرہ زمہریر کا نام وایو ہوا کا نام اور باقی چاروں برسات کے مہینوں کے نام ہین اور مروت مہینہ کی ہوائیں ہین شاعر نے ان سب کو دیوتا مقرر کر دیا ہے اُس کا مطلب یہہ ہے کہ اوّل حرارت سے ہی بخارات اُٹہتے ہین تو گویا اگنی بخارات کو اُٹہا کر پہر اُنہیں اندر وغیرہ کو وہ نذر پیش کرتی ہے تمام ویدمین یہی جہگڑا بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ پہلے پہل بخارات ہوا مین ملکر اندر کے پیٹ مین پڑتے ہین جیسا کہ اسی اشتک انو کا ۴ سکت ایک مین لکہا ہے۔ **اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے**

پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر رہتا ہے۔ انہیں کھانوں سے اندر کا پیٹ بھرتا ہے اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اے خوبصورت زنخداں والے اندر ان تعریفوں سے خوش ہو۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آندر کا ساقی اگنی ہی ہے اب ان تمام وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اگنی سے مراد آگ ہی ہے اور لفظ اگنی کے عام اور لغوی معنے آتش کے ہیں تمام مسلسل بیان رگوید کا اسی پر شہادت دے رہا ہے اور وید کے پہلے بھاشیکاروں نے بھی یہی معنے لکھے ہیں اور تناسبات شاعرانہ منتروں کے بھی اسی کو چاہتے ہیں اور جن صفتوں سے اگنی کو منسوب کیا گیا ہے وہ بھی آگ کی ہی صفتیں ہیں نہ پرمیشر کی اور یہ خیال اکثر ہندوؤں کا قدیم سے چلا آیا ہے اور اب بھی ہے اور اسی بنا پر جوالا مکھی کی آگ کروڑوں ہندوؤں کی نظر میں ایک بڑی بھاری دیوی ہے چنانچہ ہم نے بہت سے ہندوؤں کو کہتے سنا کہ اس کل جگ کے زمانہ میں کسی چیز میں ست باقی نہیں رہا مگر ایک جوالا مکھی میں۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ بہت سے ہندو آگ کو بھی پرمیشر سمجھتے ہیں اور ہندوؤں میں آتش پرستوں کے فرقے جنہیں ساگنک کہتے ہیں اسی بنا پر جاری ہوئے ہیں۔ پنڈت دیانند بھی اپنے وید بھاش میں جو اُنہوں نے ۱۸۷۷ء میں بنارس کی نیر اس کمپنی کے چھاپہ خانہ میں چھپوا کر مشتہر کیا تھا کئی مقام میں قبول کرتے ہیں کہ اگنی سے مراد آگ ہی ہے گو اُسکے دوسرے معنے پرمیشور بھی بتاتے ہیں اس لئے پرمیشر کے دو معنے اُنہیں کرنے پڑے اور بہت ٹکریں ماریں مگر اس بات میں کامیاب نہ ہوسکے ان کے لئے بہتر ہوتا کہ وہ سیدھے سیدھے الفاظ کو ناحق کی تکلیف سے بیاکرن کے ایک بے ضابطہ شکنجہ پر نہ چڑھاتے اور نہ اپنی طرف سے ایک بے سند لغات تراشی کرتے بلکہ ہمہ اوست ہونے کا دعوی کر کے ویدانتیوں کی طرح آگ اور ہوا اور پانی اور خاک وغیرہ کو خدا کہدیتے اس صورت میں شائد ویدوں کی کچھ پردہ پوشی ہوسکتی بہرحال ہم آریوں کے لائق ممبروں سے خواستگار ہیں کہ وہ ان منتروں کے اپنے طور پر تاویل کر کے ہمارے بیان کے مقابل شائع کریں اور پھر کسی ثالث کو دکھلادیں اور دیانندی دھوکوں پر مغرور نہ رہیں۔ اگرچہ انکے اس وہم کا بڑا مشکل علاج ہے کہ دیانند ویدوانی میں بڑا عالم فاضل تھا۔ مگر تین باتوں کے سوچنے سے بہت

مشکل اُن کی آسان ہو سکتی ہے۔

اوّل یہہ کہ جن دوسرے قدیم پنڈتوں سے دیانند نے اختلاف کیا ہے درحقیقت کثرتِ رائے اُنہیں کی جانب ہے وہی ہین جو صدہا بلکہ ہزارہا برسوں سے ویدوں کے دیوتا پرستی کو شایع کرتے آئے ہین۔

دوم یہہ کہ عملی طور پر جس چیز نے نہایت متشرع اور پرہیزگار ہندؤں مین رواج پایا ہے وہ مخلوق پرستی کے عقائد ہین جو لیکے ایسے مقامات ہین جو متبرک اور چشمۂ ہدائیت خیال کئے جاتے ہین ایسے وقتوں سے استحکام پذیر ہین جن کا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مثلاً **شہر بنارس** جو ہندؤنکا ایک دارالعلم سمجھا گیا ہے جس مین برہمن اور پنڈت ہر ملک سے آکر دس دس باراں باراں سال تک زیر تعلیم رہتے ہین یہہ شہر شرک سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ شاید کوئی دوسری اسکی نظیر نہ ہو اس شہر مین پنڈتوں کے لئے شمار دیوتاؤں کے بے شمار مندر ہین جن مین سے بعض کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نہائیت ہی پُرانے اور رشیوں کے وقت کے ہین۔ یہہ شہر گنگا کے مشرقی کنارہ پر طولاً ڈھائی میل اور عموماً ایک میل تک عرض مین آباد ہے شائد اس نظر سے کہ گنگا بھی ایک بڑی **دیوی** ہے اُسکے کنارہ پر یہہ آباد کیا گیا ہے اگرچہ ظاہری خوبی اس شہر مین کچھہ ایسی نہیں مگر پھر بھی یہہ خوبی سمجھی گئی ہے کہ مخلوق پرستی اس پر ختم ہے اکثر ہندو **بوڑھے** ہو کر اس شہر کیطرف ہجرت کر جاتے ہین کیونکہ اُنکے خیال مین اسمین مرنا سُرگ مین پہنچا دیتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ وہی شہر ہے جس مین ہزاروں پنڈت ابتدا سے ہوتے چلے آئے ہین اور اب بھی ہین گویا یہ شہر ایک **وید مجسّم** ہے لیکن ہر کوچہ و گلی مین اُس **میل کچیل** کی طرح جو اس شہر کی گلیوں مین پائی جاتی ہے جابجا دیویوں اور دیوتاؤں کی مورتیں پرستش کے لئے نصب کی ہوئی نظر آتی ہین پس جب ویدنے اسی شہر پر جو آریہ علماء کا ایک معدن شمار کیا جاتا ہے یہہ اثر ڈالا نہ آج سے بلکہ ہزارہا سال سے تو اور اور جگہوں پر وہ کونسا نیک اثر ڈالیگا۔

سوم یہہ اگر ویدوں کا تحت اللفظ ترجمہ کر کے (خواہ بڑے بڑے متعصب آریہ اپنے ہاتھہ سے کرین) کسی اور ملک مین بھیجا جائے مثلاً انگلستان مین یا امریکہ مین یا روس مین تو کوئی شخص اُن منتروں مین توحید نہیں سمجھہ سکتا چنانچہ اس کا تجربہ بھی ہو چکا۔ اب اگر فرض کے طور پر تسلیم بھی کرلین کہ ویدوں مین گو بظاہر مشرکانہ تعلیم ہے مگر درپردہ اُسکے اندر توحید چھپی ہوئی ہے

تو ایسی **چیستوں اور پہیلیوں** سے خلق اللہ کو کیا فائدہ ہوگا اور پنڈتوں کے ہزاروں طرح کے موجودہ شرکوں پر کونسا نیک اثر پڑیگا کیا ایسا کمزور اور ناتوان بیان اُس سخت طوفان کو فرو کرسکتا ہے جو خود ہندوؤں کے بڑے بڑے **اچارج** اِس کا موجب ہو رہے ہین اور بڑے زور سے ادعا کرتے ہین کہ وہی مسایل صحیح ہین جو ہمنے سمجھے ہین اور وہی وید کے موافق ہین۔ اگر کوئی پاک خیال پنڈت ہونرا **بنارسی ٹھگ** نہ ہو تو وہ شہادت دیسکتا ہے کہ اب وید آپ اصلاح پانے کے لائق ہین نہ یہہ کہ حالت موجودہ کی اصلاح کرسکتے ہیں

چہارم عقل خداداد کو دخل دینے کے وقت معلوم ہوگا کہ جن قرائن اور علامات اور صریح بیان سے ویدوں مین تعلیم مخلوق پرستی کی ثابت ہوتی ہے وہ سب دلائل قطعی اور یقینی ہین چنانچہ جابجا ہر یک منتر مین پنڈت دیانند نے بہی اپنے وید بہاش مین مان لیا ہے کہ حقیقت مین اگنی سے مراد آگ اور وایو سے مراد ہوا ہے مگر اسکے دوسرے معنے بہی ہیں چنانچہ رگوید اشٹک اول کے دوسرے سکت کی پہلی تین منتر مین جو وایو کے عبادتن میں ہین اُن مین بہی پنڈت دیانند نے اپنے وید بہاش مین قبول کرلیا ہے کہ اگنی اور وایو حقیقت مین آگ اور ہوا کے نام ہین مگر یہہ پرمیشور کے نام بھی ہین اب دیکہنا چاہئے کہ جن باتون کا تمام دوسرے پنڈت دعوی کرتے ہین اُن کو آپ بہی اقرار ہے۔ لیکن جو نیا خیال اُنہوں نے ظاہر کیا ہے دوسرے پنڈت اُس سے سراسر منکر ہین اور دیانند نے کوئی ایسے وجوہات بہی پیش نہیں کئے جو ایک ذرہ اطمینان کے لایق ہوں ہمنے اُسکے وید بہاش کو غور سے سُنا ہے اور اُن فاضل برہموں کی تحریرین بہی دیکہی ہین جو دیانندی خیالات کے استیصال کے لئے متوجہ ہین ہم بخدا سچ سچ کہتے ہین کہ اُسکے ہر یک فقرہ سے ہم کو ایک تحکم کی بدبو آتی ہے جو ایک موٹی سمجہہ اور نالیاقتی سے ملا ہوا اور ایک دہقانی اور گنواری تقریر مین بیان کیا گیا ہے اور مین اُن خوش عقیدوں کو جنہوں نے اپنی فطرتی عقل کو بیکار چہوڑ کر اپنا دہرم اور ایمان دیانند کے حوالے کردیا ہے اس روحانی موت مین اُن لوگوں کی موت سے مشابہ پاتا ہوں جو اپنی سادہ لوحی سے اپنے تئیں **جگن ناتھ کی رتھ** کے پہیوں کے نیچے ڈال دیتے ہین جو اُن کو بالکل کچل دیتے ہین مگر اُن کا تو جسم کچلا جاتا ہے مگر دیانندی وجود کی رتھ نے ہندوؤں کی سمجہہ اور عقل کو کچلا ہے اور جیسے کسبیاں† جگن ناتھ کی مورت کے سامنے ناچتے ہوئے بیحیائی

فٹ نوٹ † ضلع بنگالہ مین جگن ناتھ ایک شہر ہے اور وہان ایک مشہور مندر ہے جسین جگناتھ

سے حرکتیں کرتی ہین اور مختلف اوضاع کے ساتھ جو سراسر بے شرمی اور بے غیرتی سے صادر ہوتی ہین اُس بیجان اور بے زبان مورت کو خوش کرنا چاہتی ہین ایسا ہی آریوں کے چھٹے ہوئے اوباش خدا تعالی کے پاک نبیوں کو گالیاں دیکر دیانند کی روح کو اپنی دانست مین خوش کر رہے ہین اگرچہ انہین معلوم نہیں کہ وہ کہاں پڑا ہے اور کس حالت مین ہے جس قدر آریوں نے ہمین گندی گالیان نکالین اور پُر دشنام خط لکھے اور **قتل** کردینے کی ہمین دہمکیاں دین اس کا تو ہمین افسوس نہین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ اُن کا مادہ ہی ایسا ہے لیکن خدا تعالی کے پاک نبیوں کو گالیاں دینا اور دل دکھانے والی توہین کرنا یہہ طریقہ اُنہوں نے اچھا نہیں پکڑا ہمارے پاس جس قدر اُن لوگوں کے گمنام خط موجود ہین - اور جو کچھ لیکھرام پشاوری کی دستخطی تحریرین ایک پُہنچی ہین جن کو ہمنے بحفاظت لکھا ہوا ہی اس سے ایک عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہی کہ دیانندی مذہب نے انکے دلوں پر کس قسم کا اثر کیا ہے -

اب ہم اپنے پہلے مطلب کی طرف رجوع کرکے بدعوی کہتے ہین کہ ہندوں کے وید ہرگز شرک سے خالی نہیں ہین اور جس قدر ہمنے بطور نمونہ ویدوں کے منتر لکھے ہین اسی قدر سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ ویدوں مین بجائے توحید کے کیا بھرا ہوا ہے لیکن افسوس کہ پھر بھی غبی اور بدفہم آریہ دیانندی پیچ سے نکلنا نہیں چاہتے اور عقل اور انصاف دونوں کو چھوڑکر سراسر تحکم کی راہ سے یہہ دعوی کرتے ہین کہ ضرور دیانند کی رائے صائب ہے، اس دعوی مین چاروں طرف سے سخت ندامتین بھی اُنہیں اُٹھانی پڑتی ہین مگر کچھ ایسے حیا شرم سے دور جا پڑے ہین کہ کچھ بھی اُن ندامتوں سے دردمند نہیں ہوتے ہمین یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک آریہ نے ہمارے روبرو ذکر کیا ہے کہ سوامی جی دیانند نے اپنے وید بہاش مین ثابت کرکے دکھلادیا ہے کہ اگنی و وایو وغیرہ پرمیشور کے نام ہین ہمنے کہا کہ تمہارے سوامی جی تو خود قبول کرتے ہین کہ اگنی و وایو سے مراد اُن منتروں مین آگ اور ہوا ہی ہے دیکھو اُنکا وید بہاش متعلق

حاشیہ: کی مورت نصب کی ہوئی ہے - مذہبی میلوں کی تقریب پر یہہ مورت ایک رتھ مین رکھی جاتی ہے جو شاید پندرہ سولہ پہیوں کا ہوتا ہے اور پھر اُس مورت کو نہایت مکلّف پوشاک پہناکر ایک مندر سے دوسرے مندر کو لیجاتے ہین بڑے بڑے پنڈت اور سادہو اُن میلوں مین جمع ہوتے ہیں جنکے لئے بقول ڈاکٹر بربنی آر اور صدہا زانیہ عورتوں نے اپنا وجود وقف کیا ہوا ہوتا ہے باایں ہمہ وہ سب پنڈت اور سادہو خوش اعتقاد ایسے ہین کہ اُس رتھ کے پہیوں کے نیچے مرنے کو تیار رہتے ہین اور جو شخص اپنے تئیں رتھ کے پہیوں کے نیچے ڈالدے اور اُن سے کچل جاکر اپنی جان گنوادے ایسے شخص کو ہندؤں مین نہایت ہی مہاتما اور مقدس سمجھا جاتا ہے - منہ

اشٹک اوّل رگوید سکت ۱۴۵ کھینچ تان کر اگنی اور وایو وغیرہ کا نام پرمیشور ہی رکھتے ہیں مگر اسپر اُنکے پاس کوئی دلیل نہیں اور جو ہمارے پاس دلائل اس بات کے ہیں کہ ضرور اگنی وایو وغیرہ سے مراد آگ اور ہوا وغیرہ عناصر یا اجرام سماوی ہیں اُن کو نہ سوامی اور نہ اُن کا کوئی حامی توڑ سکتا ہے۔ تب اُس آریہ نے پوچھا کہ بھلا آپ بتلائیں کہ وہ دلائل کونسے ہیں چنانچہ وہی قطعی اور یقینی جو جو رگوید کی شرتیوں کی تشریح میں ابھی ہم لکھ چکے ہیں وہ سب اُس ہندو کو سنائے گئے۔ تب کچھ چپ رہ کر اور سوچ سوچ کر بولا۔ کیا سوامی جی نے اِس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس پر وید بھاش ان منتروں کا پیش کیا گیا کہ اگر کچھ جواب لکھا ہے تو تم ہی سنا دو پھر کیا تھا ایسا چپ ہوا کہ بے شرمی کے سارے حیلے دب رہے۔ اتفاقاً اردو رگوید کے کھولنے سے اس منتر پر جو اشٹک اول انو کا۔ ۱۔ سکت ۲ میں ہی نظر جا پڑی اے عقیل منترا ودرونا (یہہ دونوں سورج کے نام ہیں) ہمارے یگ کو کامیاب کرو تم بہت آدمیوں سکے فایدہ کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ بہتوں کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ تب اِس آریہ کو یہہ شرتی ہی دکھلائی گئی کہ دیکھو اس میں سورج کا مخلوق ہونا قبول کرکے پھر اُس سے دعا بھی مانگ لی ہے بلکہ اُسپر آسرا بھی کیا ہے پس اس شرتی کا دکھلانا اُس آریہ کے حق میں ایسا ہوا کہ جیسے کوئی مرے ہوئے سانپ کو ایک اور سونٹا مار دیتا ہے۔ یہہ تمام ذلتیں آریوں کو پہنچتی ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اِن رسوائیوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور نہ تو اپنے خیالات کی تائید میں اور نہ عمدہ دلائل کی رد میں جو تقریری یا تحریری طور پر اُن کو دکھلائے جاتے ہیں کسی قسم کا ثبوت عقلی یا نقلی دیسکتے ہیں ہاں گالیاں اور دشنام وہی کا گند اُنکے دلوں میں بہت ہے پس جو کچھ اُن کی تھیلی میں ہے وُہی ہر یک "سائل کو پُن دان کی طرح دیتے ہیں اور ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ سچ ہے معقول بات کا معقول جواب دینا اُن لوگوں کا کام نہیں جن کا پرمیشر ہی تمام روحوں اور ذرہ ذرہ عالم پر محض تحکم کے رو سے قبضہ رکھتا ہے نہ کسی معقول استحقاق سکے جو دلیل کے ساتھ قابل تسلیم ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ جسقدر علم کا زور اور بیان کی طاقت اور معلومات کی وسعت قدیم زمانہ کے آریوں میں پائی جاتی ہے اور جس دانشمندی سے اُنہوں نے ویدانت کے مسائل کو نکالکر

ویدوں کی مشرکانہ تعلیم پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ہمہ اوست کی چادر کو پھیلا کر اگنی وایو اندر سورج چاند وغیرہ کو ایک سہل طریق سے اُس چادر کے نیچے لے لیا ہے یہہ طریق تکلفات سے خالی اور بہت کچھ ویدوں کی حمایت کرنے والا ہے کیونکہ بامذاق آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ہے جو سب تعینات مین کام کر رہی ہے لیکن اور بھی زیادہ تر غور کرنے سے ثابت ہوگا کہ موجودہ ویدوں کی تعلیم ہمہ اوست کے مسائل سے بھی تطبیق نہیں کہا سکتی۔ کیونکہ بعض مواقع مین خالق کے ایک الگ وجود کو بھی مان لیا ہے اور ٹھیک ٹھیک مخلوق پرستوں کی طرح آتش و آب وغیرہ کو الگ کا الگ دیوتا قائم کرکے اُس سے مُرادین مانگی ہیں اور دیوتاؤں کی بہت سی تعریف کی ہے کوئی چھوٹا کوئی بڑا کوئی بوڑھا کوئی جوان اور ہر جگہ مخلوق کے خواص کھلے کھلے بیان کردیے ہین اور پاک دلوں کو نفرت دلانیوالی تعریفیں اُن دیوتاؤں کی کی ہین اور صاف صاف اپنے بیان کو اُس حد تک پہنچا دیا ہے جس سے بہ بداہت سمجھہ مین آجاتا ہے کہ یہہ بیان کنندہ اپنا مذہب مخلوق پرستی رکھتا ہے نہ اور کچھ۔

اور سب سے بڑھ کر خرابی یہہ ہے کہ کئی مقامات مین وید تناسخ یعنے اواگون کا قائل ہے چنانچہ رگوید کے پہلے ہی اشٹک مین کتنے منتر ایسے ہین کہ ایک صاف بیان سے اواگون کے مسئلہ کی تعلیم کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ اواگون کے ماننے سے ویدانت کا مسئلہ قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ ویدانت والی ہر یک روح کو مخلوق سمجھتے ہیں اور اس بات کے قائل ہین کہ پرمیشر نے اپنے اختیار سے انسانی روح کو کسی حد تک طاقتین بخشی ہین اور آپ ہی ہر مخلوق کی حدبندی کی ہے۔ سو یہہ بیان اواگون کے مسئلہ کو باطل کرنے والا ہے کیونکہ مسئلہ تناسخ کے رو سے ہر یک مرد اور عورت اور انسان اور حیوان کی حدبندی اعمال سابقہ کی وجہ سے ہے اور سلسلہ اعمال سابقہ کا تبھی قائم اور محفوظ رہ سکتا ہے کہ جب ارواح کو غیر مخلوق قرار دین ورنہ نہین جیسا کہ ہر یک عقل سلیم سمجھہ سکتی ہے سو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ویدوں کے رو سے تمام ارواح اور ذرہ ذرہ عالم کا غیر مخلوق ہی ہے اور جب ہر یک چیز ویدوں کے رو سے غیر مخلوق ہوئی تو وہی آفتین وہی قباحتیں وہی خرابیاں پیش آئینگی جن کا کسی قدر ہم ذکر کرچکے ہین اور جیسا کہ ہمنے اپنے رسالہ سرمہ چشم آریہ مین لکھا ہے یہہ امر بہ تمام تنبیہاً لکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ کی سچی توحید ہرگز تناسخ کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتی

جب تک آریہ لوگ تناسخ سے دست بردار نہ ہولیں تب تک خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال پر ہرگز اُنہیں نظر نہیں پڑے گی منوجی کا مقدّس پستک جسکو ایک طرف ہم ویدوں کا بہاش کہہ سکتے ہیں اور دوسری طرف آریوں کے سوشیل لائف کی تواریخ متصور ہوسکتا ہے جس پر پنڈت دیانند نے بھی بہت کچھ مدار رکھا ہے اور آریہ سماج کی عمارت کا ایک ستون قرار دیدیا ہے اُسمین علاوہ علم عقائد کے حق العباد کی مسائل بھی ویدکے روسے ایسے عجیب عجیب بیان ہوئے ہین کہ بس پڑہنے والا دریائے حیرت مین ڈوب جاتا ہے اور بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ ویدوں کو علاوہ کمالات توحید کے حق العباد بیان کرنے کا بھی خوب منصفانہ طریق یاد ہے۔

چنانچہ منوجی ویدوں کے رو سے فرماتے ہین کہ اگر رزیل کی دختر سے کوئی شریف برہمن وغیرہ زنا کر بیٹھے تو کوئی دوش کی بات نہیں کسی قسم کا مواخذہ نہیں لیکن اگر کمینی ذات کا کسی شریف زادی سے ایسی حرکت کرے تو جان سے مار دیا جائے یا وہ خون بہا ادا کرے جو لڑکی کے والدین مقرر کرین دیکھو منوسنتہا ادہیا ۸ شلوک ۳۶۵- پھر شلوک ۳۸۰ مین لکھا ہے کہ برہمن خواہ کتنے ہی بڑے جرم کا مرتکب ہو ہرگز قتل نہونا چاہئے برہمن کے قتل کے برابر کوئی گناہ نہین - برہمن نیچ ذات کی لڑکی کو اپنی زوجیت مین لا سکتا ہے اور اگر کسی نیچ ذات کے پاس سونا چاندی یا خوبصورت ہو تو برہمن اُنہین اپنے تصرف مین لا سکتا ہے - لیکن اگر کوئی نیچ ایسا فعل کرے تو جلتے ہوئے لوہے کی چادر پر جلا کر مارا جائے۔

ایسا ہی اگر برہمن کسی شودر کو وید پڑہتا ہوا سن پائے تو اُسکے کانوں مین پگھلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم ڈالی جائے اگر وہ اُسکی عبارت کو پڑہے تو اُسکی زبان کاٹ ڈالنی چاہئے اگر وہ اُسکو حفظ کرے تو اُسکی سزا یہ ہے کہ اُس کا جسم چاک کرکے اُس کا دل نکالا جائے برہمن سب کا سرتاج ہے اگر کسی برہمن کا سرمایہ ویدوں کی تعلیم حاصل کرنے کے اندر ختم ہو جائے تو اُس کو اختیار ہے کہ اپنی حاجت کی چیزین کسی ویش یا شودر کے گھر سے خود چرالے یا چوری کروالے بادشاہ کو ایسے مظلوم کی فریاد کو نہ پہنچنا چاہئے - شودر کی ہستی اسی مین ہے کہ برہمن کی خدمت کیا کرے اور سب کام بے فائدہ ہین نیچ ذات کو روپیہ جمع کرنے کی اجازت نہیں مبادا وہ مالدار ہو کر اونچی ذات

کے لوگوں پر ظلم کرے (دیکھو منو سنتا ادھیا ۹ شلوک ۲۲)

اب اگر کسی آریہ کو خیال ہو کہ منوجی نے ویدوں کے برخلاف لکھا ہے تو اول تو ایسا خیال خلاف قیاس ہے جس سے منوجی پر نہ صرف یہہ الزام آتا ہے کہ انہوں نے دروغ گوئی کی بلکہ یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ویدوں کے نہائت سخت دشمن اور اپنی ذات مین بدی اور شرک کی طرف مائل تہے پہر ہم یہہ بہی کہتے ہین کہ منوجی کی تکذیب کچہہ آسان بات نہین بلکہ اُس صورت مین ہوسکتی ہے کہ جب بہت سے بہاشی کار پہلے زمانہ کی گواہی دین کہ ویدوں کا ان مضامین سے درحقیقت دامن پاک ہے اور یہہ سب منوجی کے نفس امارہ کی بناوٹ ہے مگر ایسی گواہی تب لائق پذیرائی ہوسکتی ہے کہ برخلاف ان تمام مضامین کے ویدوں کی شرتیاں پیش کیجائیں جو صاف صاف ان باتوں کا رد کرتے ہوں۔ **مگر کیا کسی آریہ کو جرات ہے کہ ایسا کام کر دکہاوے** پس جب تک ایسی مجموعی گواہی اور ایسے منتر ویدوں کے پیش نہ ہوں تب تک منوجی پر فرد قرار داد جرم قائم نہیں ہوسکتے بلکہ یہی سمجہا جائیگا کہ یہ سب ویدہی کی کرتوت ہے۔

لیکہرام پشاوری کے علم اور عقل کا نمونہ

یہہ وہی لیکہرام آریہ ہے جس نے ہماری نسبت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت حضرت مسیح کی نسبت بہتان لگانا۔ گندی گالیاں دینا
گندی اشتہار چہپانا اصل توہین کو اعتراض کے صورت مین
پیش کرنا اپنا دستور مقرر کر رکہا ہے

ہماری کتاب **براہین احمدیہ** کے رد مین اسی ہندو نے جس کا نام عنوان مین درج ہے چند اوراق چہپوائے ہین اور جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے بہت کچہہ افترا اور بیجا توہین اور ایک بیہودہ بیہودگی کے ساتہہ قرآن شریف پر اعتراض کئے ہین۔ یہہ کتاب جس کا نام تکذیب براہین احمدیہ رکہا ہے اس شخص کی لیاقت علمی و انداز عقلی کا ایک آئینہ ہے۔ ہمین ہرگز امید نہیں کہ کوئی تمیز دار ہندو اس کتاب کو پڑہکر پہر یہہ رائے ظاہر کرسکے کہ اسکے مولف کو عقل اور فہم اور علم دین سے کچہہ

حصہ ہے یا تہذیب اور شرافت سے اُس کی فطرت کو کچھ تعلق ہے۔ اس کتاب کی حقیقت سے ہمین بخوبی واقفیت ہے اور ہمین اس وقت اُن ہندوں کی عقل پر نہایت افسوس ہے جنھوں نے ایک ایسے جاہل لایعقل کے بیہ کردہ کا غذات کو قیمتاً خریدنا چاہا ہے۔ ہم عنقریب گند اور افترا اس جہل مجسم کا اپنی مبسوت کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم مین ظاہر کرینگے۔ اور نہایت صاف طور پر دکھلا دینگے کہ آریوں کے لئے ایسے شخص کی رہنمائی اور اُس کی یہہ کتاب قابل شرم ہے یا نہین۔

اگر ہم چاہتے تو رد اس کتاب کا جو رسالہ کے طور پر ہمارے پاس تیار پڑا ہے اس کتاب کے شایع ہونے سے پہلے شائع کر دیتے۔ لیکن ہم پہلے آریوں کی عقل کو آزمانا چاہتے ہین کہ وہ اس ہندو کی کتاب پر کیا کیا رائیں ظاہر کرتے ہین اور کہاں تک اُس کا ساتھ دیتے ہین کیونکہ اس صورت مین بہتوں کے اندازہ عقل و فہم و انصاف کا امتحان ہو جائے گا جس شخص نے ہماری کسی کتاب کو پڑھا ہو گا وہ اگر چاہے تو شہادت دے سکتا ہے کہ ہماری تحریرین ملمع اور سرسری ہرگز نہیں ہو اکرتین بلکہ ایک منصف اور عقلمند حاکم کی تحقیقات سے مشابہ ہین جو مقدمہ کی تہ کو پہنچ کر اور ہر یک تنقیح طلب امر کا پورا پورا تصفیہ کرکے پھر حکم صادر کرتا ہے۔ اب ہم بطور نمونہ پشاوری صاحب کے خیالات مین سے دو ایک باتیں ظاہر کرتے ہین وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ نہ تو روحین ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیزین ہین پھر اُن کی پیدائش کس طرح ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ روحیں انادی ہیں۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کہاں تک اس شخص مین دلیل شناسی کا مادہ ہے آتا نہین جانتا کہ جو کچھ مین بیان کرتا ہوں وہ تو آریوں کی طرف سے خود ایک دعوی ہے کہ انکا پرمیشر فقط جوڑنے جاڑنے پر قادر ہے اور جو چیزین ترکیب پذیر یا منقسم ہونے والی نہیں ہین اُن کو پرمیشر پیدا نہین کرسکتا کیونکہ پرمیشر کا کام جوڑنا جاڑنا ہے اس سے زیادہ اُسے طاقت نہیں مگر اس سے دعوای پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ کیوں طاقت نہیں۔ اسی دعوی کو خوش عقیدگی سے لیکھرام نے بجائے دلیل پیش کر دیا ہے۔ اب لیکھرامی لیاقت کے جانچنے کے لئے یہی نمونہ کافی ہے کہ وہ ایسے دعوی کو جو اپنے مفہوم کے اثبات مین خود دلیل کا محتاج ہے دلیل سمجھ بیٹھا ہے گویا بیان کرتا

کہ روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر یہہ دلیل ہے کہ ہم آریہ لوگ کسی بسیط اور ناقابل تقسیم چیز کو مخلوق نہین
مانتے لے بہلے مانس کیا دلیل اسی بات کا نام ہے کہ جس چیز کو
آپ نہ مانین وہی نہ ماننا دلیل سمجھا جائے ۔ پس جس شخص کو دعوی اور دلیل
مین تفریق کرنے کا مادہ نہین کیا وہ یہہ حق رکہتا ہے کہ آریون کی طرف سے وکیل بنکر
مناظرہ ومجادلہ کے میدان مین آوے اور کیا ایسے دلیل کا ساختہ پرداختہ سب آریون کو
منظور ومقبول ہوگا ابہی تہوڑا زمانہ گزرا ہے کہ جب دیانند نے یہہ رائے ظاہر کی کہ میرے
پرمیشر کو روحون کی خبر نہیں کہ کہاں ہین اور کتنے ہین تو اس پر فی الفور منشی جیونداس نے پرچہ
سفیر ہند امرتسر مین چہپوایا کہ دیانند کی ایسی ایسی رائیں ہرگز ہم قبول نہیں کرینگے وہ کچہہ ہمارا
رہبر نہین حالانکہ ظاہر ہے کہ دیانند اس شخص کی طرح نرا کا ٹہہ کا پتلا نہ تہا ۔ ہان جو کچہہ ویدون مین برا بہلا
لکہا ہے وہ کچہہ ظاہر کردیتا تہا اور کچہہ تاویلوں کے شکنجہ پر چڑہا کر پوشیدہ کرنا چاہتا تہا جسمین وہ
ناکام رہا ۔ پس جبکہ باتمیز آدمیوں نے دیانند کی باتوں کو قبول کرنا نہ چاہا تو پہر لیکہرام کی یہہ نئی منطق
کیوں کر قبول کرینگے اور اگر قبول ہی کرلین تو بہرحال امید کیجاتی ہے کہ اس شخص کی یہہ تحریرین جنکی
بنا سراسر جہالت اور تعصب پر ہے آریوں کی اور بہی قلعی کہولین گی بہلا خیال کرنے کا مقام
ہے کہ یہی تو آریوں کی طرف سے دعوی ہے کہ ارواح اور ذرہ ذرہ عالم کا خودبخود ہی کیوں
خودبخود ہے ؟ یہی باعث کہ پرمیشر بجز باہم ترکیب دینے اور جوڑنے جاڑنے کے کسی بسیط
چیز کو پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکہتا ۔ اب اسی دعوی کو یہہ لائق شخص بطور دلیل پیش کرتا ہے
نہین جانتا کہ دلیل تو وہ ہوتی ہے کہ جس کے مقدمات ایسے بدیہی الثبوت ہوں کہ جو فریقین
کو ماننی پڑین مگر کیا یہہ امر متخاصمین کا مانا ہوا یا اصول موضوعہ مین سے ہے کہ بسائط کو پیدا
کرنے پر خدا تعالی قادر نہیں بلکہ یہہ تو آریوں کا ہی بے دلیل اعتقاد ہے کہ جو اُن کے پرمیشر
کے پرمیشری کی بکلی بیخکنی کرتا ہے کیونکہ جس حالت مین ان کا قول ہے کہ تمام روحین اور
ذرہ ذرہ عالم کا خودبخود ہی جو قدیم سے خودبخود چلا آتا ہے تو اس صورت مین ضرور یہہ اعتراض
ہوگا کہ ان چیزوں پر اُن کے پرمیشر کا قبضہ کس قسم کا ہے آیا کسی استحقاق کی وجہ
سے یا جبر کے طور پر ۔ اگر کوئی استحقاق ہے تو ظاہر ہے کہ وہ خالقیت کا استحقاق

ہوگا لیکن خالقیت کے تو آریہ قایل ہی نہیں تو پہر دوسری بات ماننی پڑی کہ جبر کے طور پر قبضہ ہے یعنی اس بات کا قائل ہونا پڑا کہ پرمیشر اپنی زیادت طاقت کی وجہ سے کم طاقتوں پر غالب آگیا پہر جس کوئیں یا خندق مین چاہا ڈالتا رہا۔ اب ظاہر ہے کہ محض جبر بلا استحقاق وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں مین ظلم کہتے ہین تو اس سے ظاہر ہوا کہ آریوں کے نزدیک پرمیشر سخت ظالم ہے جس نے بغیر ذاتی استحقاق کے خواہ نخواہ کروڑہا برسوں سے تناسخ کی گردش مین اُنہین ڈال رکھا ہے اور گنیہی کہ تم میری کیوں اطاعت نہین کرتے۔ بہلا تیری کیوں اطاعت کرین تو ہے کون اور تیرا استحقاق کیا ہے کیا تو نے پیدا کیا یا بغیر گذشتہ کرموں کے اپنی طرف سے کچھ رحم یا کرم کرسکتا ہے یا ہمیشہ کے لئے دنیا کی بلاؤں سے چہوڑا سکتا ہے آخر تو کونسی چیز اپنی گرہ سے دیسکتا ہے تا تیری اطاعت کیجائے۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ بجز اس صورت کے کہ خدا تعالی کو اپنا خالق اور اپنا رب اور اپنا مبدء فیوض مان لیا جائے کوئی اور بہی صورت ہے جس سے اس کا استحقاق مالکیت قائم و ثابت ہوسکے اگر کسی آریہ کے ذہن مین ہے تو پیش کرے۔ تم سوچ کر دیکہہ لو کہ خدا تعالی جو ہمارا خدا کہلاتا ہے اس کی خدائی کی اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ ایک مبدء فیض وجود ہے جسکے ہاتہہ سے سب وجودوں کا نمود ہے اِسی سے اُس کا استحقاق معبودیت پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ہم بخوشی دل قبول کرتے ہین کہ اُس کا ہمارے بدن و دل و جان پر قبضہ استحقاقی قبضہ ہے کیوں کہ ہم کچھ بہی نہ تہے اُسی نے ہم کو وجود بخشا۔ پس جس نے عدم سے ہمین موجود کیا وہ کامل استحقاق سے ہمارا مالک ہے۔ اب حاصل کلام یہہ کہ سب ارواح اور ذرات عالم کو غیر مخلوق اور انادی مان کر اور باین ہمہ خدا تعالی کو رحم کرنے سے بہی خالی سمجھکر ایک ذرہ استحقاق الوہیت اُس کا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُس کا روحوں پر قبضہ ایک ناجائز قبضہ ہے کہ بجز جبر اور ظلم کے اور کوئی وجہ اُس قبضہ کی پائی نہیں جاتی اور تطاول ظلم بہی حد سے بڑہا ہوا ہے کیوں کہ جن چیزوں کو اُس نے اپنے ہاتہہ سے پیدا نہیں کیا جن پر ایک ذرہ رحم نہیں کرسکتا انکو بے انتہا زمانہ سے بیوجہ بے سبب تناسخ کی گردش اور ہزاروں دُکہوں مین ڈال رکہا ہے ایکدفعہ مکتی دیکر اور اس امتحان گاہ مین پاس کرکے پہر بہی پیچہا نہیں چہوڑتا پہر ناکردہ گناہ بار بار مکتی خا

سے باہر نکالتا ہے کیا کوئی ایسا دل ہے کہ ایسے سخت طبع پرمیشر سے بیزار نہو۔ ایسی سختی وہ کیوں کرتا ہے شائد اس کا یہہ سبب ہو کہ کوئی ایسا زمانہ ہی گذرا ہو کہ روحوں نے بہی غالب آکر اُس پر کوئی سختی کی ہو جس طرح اوّل اوّل راجہ راون راجہ رام چندر پر غالب آگیا تہا اور رام چند کو اُس سے بہت کچھ قابل شرم دکھ پہنچا تہا سو اسی طرح ممکن ہے کہ ایسا ہی پرمیشر کو بہی کسی زمانہ مین روحوں سے بہت دلآزار دُکھ پہنچا ہو سو آج وہ انہیں ظالم روحوں سے اپنی کسرین نکال رہا ہے اور جس طرح رامچندر نے فتحیاب ہو کر لنکا کو جلا دیا تہا یہی ارادہ پرمیشر کا بہی ہندؤن کے ساتھہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روز بروز انہیں غارت ہی کرتا جاتا ہے شائد مُردے جلانے کی بہی یہی اصلیت ہوگی کہ پرمیشر کا قہر اُن کے ظاہر و باطن پر بھڑکا ہوا ہے سو اُس نے مُردوں مین بہی قہر کا نمونہ رکہنا چاہا۔ اسی وجہ سے ہر یک ہندو بیقین دل سے جانتا ہے کہ مرنے کے بعد میری خیر نہیں ضرور کسی جون مین پڑوں گا کیونکہ پرمیشر تو غفور و رحیم نہیں اور ایک گنہ کے بدلے لاکہوں جونوں کی سزا تیار اور گنہ سے تو کوئی فرد بشر خالی نہین کیونکہ ایک دم غافل رہنا ہی گنہ ہے۔

اب اس تقریر سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ خدا تعالی کو ماننے کے ساتھہ اُس کا خالق اور رحیم اور کریم ماننا لازم ملزوم پڑا ہوا ہے پس اس سے عمدہ تر خدا تعالی کی عام خالقیت پر اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ خدا ہی اُسی حالت مین رہسکتا ہے کہ جب اُس کو تمام عالم کا خالق مانا جاوے ورنہ نہین۔ پہر ایک دوسری دلیل یہہ بہی ہے کہ اگر ہم اُسکو تمام عالم کا خالق نہ مانین بلکہ جزوی طور پر صرف خود بخود موجود چیزوں کو جوڑنے جاڑنیوالا سمجھہ لین تو اُس کے وجود پر کوئی دلیل قایم نہیں ہو سکتی کیونکہ جب اصل وجود اشیاء کا جو ہزاروں صنعتوں سے بہرا ہوا ہے خود بخود ٹہرا تو پہر اس پر کیا دلیل ہے کہ انکے جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشر کی حاجت ہی۔ یہہ سارا بیان رسالہ سرمہ چشم آریہ مین بہ بسط تمام مندرج ہے۔

دوسری دلیل روحوں کے غیر مخلوق ہونے پر اس عقلمند نے یہہ لکھی ہے کہ جبکہ روحوں پر عدم نہین تو حدوث بہی لازم نہین ہوتا لیکن یہہ بہی دعویٰ ہے جسپر کوئی دلیل نہیں اس قدر تو سچ ہے کہ آریوں کے نزدیک تمام روحین یہانتک کہ

وہ کیڑے جو نجاست مین پڑ جاتے ہین جیسے جوَن اور پسّو اور کھٹمل اور دیمک وغیرہ سب لازوال روحین ہین جو کبھی معدوم نہین ہو سکتین - لیکن محقق فلاسفرون نے اس کو قبول نہین کیا اور حکیم ارسطاطالیس نے بڑی تحقیق سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قادر مطلق نے صرف انسانی روح کو ایسا بنایا ہے کہ وہ باقی رہے گی دوسری تمام روحین نابود ہو جاوین گی بلکہ حکیموں کے نزدیک بعض روحین ایسی ہین جنکا طرفۃ العین مین حدوث و فنا کا وقت گذر جاتا ہے - افلاطون نے ایسا خیال کیا تھا کہ سب روحیں انسانی روح کی مانند قابل بقا ہین مگر ارسطو وغیرہ حکیمون پر جو اُس کے بعد تھے یہہ غلطی کھل گئی - جیسا کہ ابتک یہہ دستور دیکھا جاتا ہے کہ متقدمین کے غلطیوں کی اصلاح کرنیوالے متاخرین ہی ہوتے ہین - حکماء جدید یورپ جنہوں نے نظام فیثاغورسی کے مطابق ہیئت کی تصحیح کی اور نظام بطلیموسی کی غلطیان نکالین اور عجیب عجیب تحقیقاتین علم طبعی مین کین انہون نے بھی افلاطون کو اس خیال مین جھوٹھا سمجھا کہ تمام ارواح ازلی و ابدی ہین بلکہ **بیکن** وغیرہ حکما اس بات کے قایل ہین کہ کوئی روح ازلی نہیں اور تمام روحوں مین سے صرف انسانی روح دائمی بقا کے لئے پیدا کیگئی ہے نہ دوسری حیوانات کی روحین - غرض افلاطون کی رائے کو جمہور حکما نے رد کردیا اور افلاطون نے اور بھی کئی فاش غلطیاں کی تہیں جیسے **مثل افلاطون** کا مسئلہ جس کی وجہ سے بہت ہی تشنیع اور لعنت ملامت ابتک اُس کو ہوتی رہی ہے - اور حکما مین سے ایک گروہ جو دہریہ اور خدا تعالیٰ کا منکر ہے جن کا فرقہ آجکل یورپ مین کثرت سے پھیلتا جاتا ہے وہ انسان کی روح کو بھی بعد مفارقت بدن معدوم خیال کرتے ہین اور آریہ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ ان کی قوم مین وہ فرقہ جو سب سے بڑھکر ویدوں پر چلنے کا دعوی کرتا ہے اور قریباً تمام ہندو اُسی فرقہ کے پیرو نظر آتے ہین جسکو ویدانتی کہتے ہین - اُس فرقہ کا یہی مذہب ہے کہ ہریک روح پرمیشر سے ہی نکلا اور اُس کے وجود کا ٹکڑہ ہے اور پھر پرمیشر مین ہی گم اور معدوم ہو جاتا ہے جیسے ایک قطرہ دریا مین گر کر ف اب

فٹ نوٹ ہندوں کے اکثر معتبر کتابوں مین پایا جاتا ہے کہ ہریک روح پرمیشر سے نکلی اور پھر پرمیشر مین ہی نابود ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ تمام جیو پرمیشر کے ہی ٹکلے ہین

اگرچہ آریوں کو بباعث مخالفت اصول تناسخ اور بربادی بنیاد اواگون اور دوسری قباحتوں کے خیال سے اس ویدانتی مذہب کا تسلیم کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا مگر تاہم وہ خوب جانتے ہیں کہ ویدانتیوں کے نزدیک روح کا ملین کا اپنی تشخص سے معدوم ہوکر پرمیشر کی جز ہنا بہرحال روح کے معدوم ہونیکے وہ بہی قایل ہوئے کیونکہ جو چیز اپنا تشخص چھوڑ دیتی ہے تو پہر اُس کو موجود نہیں کہا جاتا۔ ایسا ہی آریوں مین بعض ناستک مت والے بہی قدیم سے چلے آرہے ہین جن کے ابتک شاستر بہی موجود ہین وہ بہی بالاتفاق یہی کہتے ہین کہ موت کے ساتہہ ہی روح معدوم ہو جاتی ہے اور کچھہ نام و نشان باقی نہیں رہتا اب اِس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آریونکا یہہ اعتقاد کہ **رُوح من حیث الذات** اسی طرح واجب البقا ہے جس طرح خداتعالےٰ اور تمام مخلوق کی روح یہانتک کہ وہ بے ثبات کیڑے جو ایک گندے بہل میں پڑ جاتے ہین سب پرمیشر کیطرح ازلاً و ابداً واجب الوجود ہین۔ یہہ ایک محض دعویٰ ہے جس کو آج تک کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا مُسلمان ہرگز ایسا نہین مانتے کہ روح من حیث الذات واجب البقا ہے اور نہ کسی حکیم نے بجز ایک شخص مردود القول کے کبہی ایسا خیال کیا ہے اگر ہم لوگ ایسا مانتے تو ہمین بہی آریوں کیطرح تسلیم کرنا پڑتا کہ تمام کیڑوں مکوڑوں کی روح ابدی ہین اور ہمیشہ رہنے والی ہین لیکن نہ ہمارا اور نہ جمہوری حکُماء کا یہہ مذہب ہے ہان ہم یہہ کہتے ہین کہ بغیر کسی ذاتی وجوب کے خاص ربانی عطا نے انسانی روح کو تعبد ابدی کی مصلحت سے خلعت دائمی بقا کا بخشا ہے مگر یہہ بقا حکمی ہے جو خاص انسان کے لئے تجویز کیا گیا اگر وجوب ذاتی کے طور پر ہوتا تو کیڑے مکوڑوں کی روح نے کیا گناہ کیا تہا جو اس وجوب سے مستثنیٰ رکھے گئے آخر وہ بہی تو روح ہی ہین جیسے انسان کی روح۔ اب جبکہ اس تقریر سے ثابت و ظاہر ہو گیا کہ روح کا بحیثیت روح ہونے کے خداتعالیٰ کی طرح عموماً و کلیتاً واجب البقا ہونا یہہ صرف آریوں کا دعویٰ ہے جس سے جمہوری رائے تمام حکماء متقدمین و متاخرین کی مخالفت رکہتی ہے۔ تو اس بے اصل و بے

حاشیہ

اور انجام کار اُسی مین محو ہو جانیوالے ہین دیکہو بہاگوت گیتا ادہیا ۳ سے ۵ تک پہر لکہا ہے کہ پرمیشر نے چاہا کہ ایک سے اینک ہو جائے تب اس نے تپسیا کرکے ہر ایک چیز کو بنایا اور آپ جیو بنکر اسمین داخل ہوا وہ آپ ہی خالق اور آپ ہی مخلوق ہے وہی سچائی اور وہی جہوٹہ ہے تیتری ابرہمن صفحہ ۴۳ منہ

ثبوت دعوی کو بطور دلیل کے سمجھ لینا ایسی ہی عقل کا کام ہے جو لیکھرام کی کھوپری مین ہے۔

بالآخر ہم اس شخص کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے دیکھنے والوں کو محض خیرخواہی کے راہ سے مطلع کرتے ہین اور خداوندکریم واحد شاہد ہے کہ ہم سچ اور بالکل سچ کہتے ہین کہ یہہ شخص علم دین وغیرہ علوم سے بالکل جاہل اور نہایت غبی طبع اور نادان محض ہے ہاں گالیاں دینے اور بہتان لگانے اور گندہ بولنے مین چوہڑوں اور ساہنسیوں سے بھی بڑھکر ہے پادریوں اور اندرمن اور کنہیالال الکھ دھاری کے بے اصل اعتراضات جو اسلام پر اور قرآن شریف پر انہوں نے کئے ہین اور اپنی نادانی اور نابینائی کے وجہ سے ان باتوں کو محل اعتراض ٹھہرا لیا ہے جو عین حکمت اور اسرار حکمت و معرفت سے بھرے ہوئے ہین وہی اعتراضات جو صدہا مرتبہ رد ہو چکے ہیں اردو رسالوں و اخباروں وغیرہ سے اس نے لے لئے ہیں اگر کوئی صاحب حیا ہو تو ایک ہی جواب پاکر اور اپنی صریح غلطی اور نادانی دیکھ کر مارے شرم کے مرجائے مگر اس طبیعت کے لوگ مرا بھی نہین کرتے شرم اور حیا سے فراغت جو ہوئی۔ ہم عنقریب آریوں کو دکھلائیں گے کہ ایسے شخص کا پیش رو بن بیٹھنا انکے لئے کلنک کا ٹیکا ہے یا نہین

گر نباشد بگوش رغبت کس ٭ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تمت ہذا الرسالۃ بحمد اللہ بعون قادر مطلق انہ

تصنیفات جناب حافظ کلام ربانی محافظ الہام یزدانی

جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان دام فیوضہ

تاریخ طبع مصنف

آن صید تیره بخت که بندی بپای او
شپر مثال بغض خوری اختیار کرد

فرعون شد و عناد کلیمی بدل نشاند
یکسر خزان شد و گله ها از بهار کرد

چون شحنهٔ حق از پی تعزیر او بخاست
چندان بکوفتش که تنش چون غبار کرد

تاریخ ردّ آن هذیانش چه حاجت است
صیدی رکیک بود که موسی شکار کرد

۱۳۰۴ سال الحاق بندی بپای صید

۱۸۸۵ تک
1304

قریب جون ۱۸۸۷ - یعنی ص ۸۱ پر جو قطعہ کی تمہید ہے اوسکی دوسری سطر [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ
[illegible] اپریل ۱۸۸۷ء ہے

حاشیہ متعلق صفحہ ۳۶

ہمنے جو ایک چٹھی ایک لایق اور طالب حق انگریز کی اس کتاب کے صفحہ ۳۶ میں درج کی ہے اسی انگریز کی ایک دوسری چٹھی آج یکم اپریل ۱۸۸۷ء کو امریکہ سے پہنچی ہے جسمیں اسقدر شوق اور اخلاص اور طلب حق کی بو آتی ہے کہ ہمنے اپنے مخالف ہموطنوں کے ملاحظہ کیلئے کہ جو باوجود نزدیک ہونیکے بہت ہی دور ہیں اس چٹھی کا بجنسہ معہ ترجمہ درج کردینا قرین مصلحت سمجھا اور ساتھ ہی وہ مختصر جواب جو ہمنے لکھا ہے ناظرین کی اطلاع کے لئے تحریر کیا گیا ہے اور وہ چٹھی معہ ترجمہ یہ ہے۔

۳۰۲۱۔ ایسٹن ایونیو

سینٹ لوئی مسوری یو ایس اے

۲۴ فروری ۱۸۸۷ء

مرزا غلام احمد صاحب

مخدومنا

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۷ دسمبر میرے پاس پہنچی۔ میں اس قدر شکرگزار اور مرہون منت ہوا کہ بیان نہیں کرسکتا۔ جواب پہنچنے کی میں تمام امیدیں قطع کرچکا تھا لیکن اس آپ کی چٹھی اور اشتہار نے توقف کا پورا پورا عوض دیدیا بسبب ہیچمدانی اور کم واقفیتی کے میں صرف اسی جواب میں لکھ سکتا ہوں کہ ہمیشہ سے میرا یہی شوق اور یہی آرزو ہے کہ سچی حقیقتوں سے مجھے اور بھی زیادہ خبر ہو آپ کا اشتہار پڑھنے کے بعد میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا جسکو میں بغرض غور و تفکر حضور پیش کرونگا۔ نہ صرف معقولی طور سے بلکہ ایمانی جوش کی تحریک سے یقین کرتا ہوں کہ آپ جو روحانی ترقی

3021 EASTON AVENUE

ST. LOUIS MISSOURI, U. S. A.

Eebruary 24th, 1887.

BABU MIRZA GULAM AHMED,

Esteemed Sir,

I cannot adequately express to you my gratitude for the letter received from you under date of December 17. I had almost given up all hope of receiving a reply but the contents of the letter and circulars fully repaid me for the delay. I hardly know what to say in reply except that I am still very anxious to gain more of the truth than I have thus far found. After reading your circulars an idea occurred to me which I will present to you for your consideration knowing or rather feeling confident that you, who are so much more spiritual than I so much nearer to God will answer me in a way that will be for the best. Were it possible for me to visit Indla I would do so only to gladly. But I am so situated that it seems almost

an impossibility. I am married and have three children. For nearly two years I have been living a life of celibacy and shall continue to do so as long as I live. My income is not sufficient to justify me in giving up my business as it requires all that I can make to support my family, therefore, even if I had sufficient means to enable me to make the journey to India I would not be able to furnish support for my family during my absence. Therefore a visit to India being out of the question it occurred to me that I might through your aid assist in spreading the truth here. If, as you are the Muhammadan is the only true religion why could I not act as its Apostle or promulgator in America. My opportunities for doing so seem to me very good if I had some one to lead me a right at first. I have been led to believe that not only Muhammad but also Jesus, Gautam Budha, Zoroaster and many others taught the truth, that we should, however, worship God and not men. If I could know what Muhammad really taught that was superior to the teachings of others, I could then be in a position to defend and promulgate the Muhammadan religion above all others. But the little

ہیں میرے سے بزرگ اور خدا کے قریب تر ہیں مجھہ کو ایسی طرح سے جواب دینگے جو کہ افضل و انسب ۔ اگر میرے لئے ہندوستان میں پہنچنا ممکن ہوتا تو میں نہایت خوشی سے پہنچتا لیکن میری ایسی حالت ہے کہ پہنچنا محال معلوم ہوتا ہے ۔ میری شادی ہو چکی ہے اور تین بچہ ہیں ۔ قریب دو سال کے ہوئے ہینے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے اور ایسا ہی بقیۃ العمر کرتا رہونگا میری آمدنی اسقدر نہیں ہے کہ میں اپنے کام سے بلا قباحت علیحدہ ہو سکوں کیونکہ اس آمدنی سے میں بانتظام تمام اپنے عیال و اطفال کی پرورش کر سکتا ہوں اس وجہ سے اگر میں ہندوستان میں پہنچنے کیلئے کافی زاد راہ بہم پہنچا بھی سکوں تاہم یہ غیر ممکن ہے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے عیال کے لئے دوری کی حالت میں کافی ذخیرہ مہیا کر سکوں اسلئے ہندوستان میں پہنچنا دور از قیاس دیکھہ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اسی جگہ (آپ کی اعانت سے) سچائی پہیلانے میں کچھہ خدمت کر سکتا ہوں ۔ اگر جیسے کہ آپ فرماتے ہیں دین اسلام ہی سچا دین ہے تو پہر کیا وجہ کہ میں امریکہ میں تبلیغ و اشاعت کا کام نہ کر سکوں بشرطیکہ کوئی مجھہ کو رہبر ملجائے میں خیال کرتا ہوں کہ مجھہ کو اس طرح کی اشاعت کے لئے معقول موقعات حاصل ہیں مجھہ کو یقین ہوا ہے کہ نہ صرف محمد صلعم صاحب نے بلکہ عیسی و گوتم بدہ و زوروسٹر اور بہت سی اور لوگوں نے سچ کی تعلیم دی اور یہ بتلایا کہ ہم کو نہ انسان کی بلکہ خدا کی عبادت اور پرستش کرنی لازم ہے اور اگر مجھہ کو

I do know of His teachings is not sufficient for me to do effective work with. The attention of the American people is being quite generally attracted to the oriental religions but Buddhism seems to be foremost in their investigations. The public mind, I think is now more than ever fitted to receive Muhammadanism as well as Buddhism and it may be that through you it is to be introduced in my country. I am convinced that you are very much in earnest. I have no reason to doubt that you are inspired by God to spread the light of truth—therefore I would be happy to know more of your teachings and to hear further from you. God who can read all hearts, knows that I am seeking for the truth—that I am ready and eager to embrace it wherever I can find it. If you can lead me into its blessed light you will find me not only a willing pupil but an anxious one. I have been seeking now for three years and have found a great deal. God has blessed me abundantly and I want to do His work earnestly and faithfully. How to do it is what has moved me—how to do it so that the most good may be accomplished. I pray to Him that the way may be

یہ سمجھ آجاوے کہ جو محمد صلعم صاحب نے تعلیم دی ہے وہ اورون کی تعلیم سے افضل ہے۔ تب میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ دین محمدی کی دیگر مذاہب سے بڑھکر حمایت اور اشاعت کروں لیکن انکی تعلیمات کا جو مجھہ کو قدرے علم ہوا ہے اسیقدر علم سے مین حمایت اور اشاعت کرنیکے قابل نہیں ہون باشندگان امریکہ کی توجہ عام طور سے مشرقی مذاہب کی طرف کھنچی ہوی ہے اور تحقیقات مذہب بدھ مین دیگر تمام مذاہب کی نسبت زیادہ مشغول ہیں میرے قیاس کی موافق آجکل عام لوگون کے خیالات ہمیشہ کی نسبت قبولیت دین اسلام و مذہب بدھ کے لئے زیادہ تر لایق و قابل ہو رہے ہین اور یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ آپکے طفیل سے میرا یہ مذہب میرے ملک میں اشاعت پاجاوے میں کامل یقین رکھتا ہون کہ آپ شوق و ذوق کے ساتھ مصروف ہین۔ مین کسی دلیل سے شبہ نہین کرسکتا کہ آپ کو خدا نے بغرض اشاعت نور حقانیت مشرف بالہام کیا ہے پس یہ میری مسرت حقیقی کا باعث ہوگا کہ میں آپکی تعلیم کی زیادہ تر دریافت کرون اور آپ سے اور تعلیم بھی حاصل کرون خداوند تعالی جو تمام دلون کے بھید سے واقف ہے جانتا ہے کہ میں سچ کی تلاش کر رہا ہون اور جب کبھی ملجاوے قبول کرنیکے لئے آمادہ و مشتاق ہون اگر آپ حقانیت کی مبارک روشنی کیطرف میری رہنمائی کرین تو آپ دیکھین گے کہ میں سر گرم مقتدی نہین بلکہ ایک گرمجوش طالب ہون۔ میں تین سال سے اس تلاش میں ہون اور بہت کچھ معلوم بھی کرچکا ہون کہ خدا نے مجھپر بافراط

pointed out clearly to me so that I may not go astray. If you can help me I hope that you will do so. I shall keep your letter and prize it highly. The circulars I will have printed in one of the leading American newspapers so that they will have a widespread circulation and I will send you a copy of the paper. They may reach the eyes of many who will become interested I shall be happy to receive from you at any time matter which you may have for general circulation and if you should see fit to use my services to further the aims of truth in the country they will be freely at your disposal provided, of course, that I am capable of receiving your ideas and that they convince me of their truth. I am already well satisfied that Muhammad taught the truth that he pointed out the way to salvation and that those who follows His teachings will attain to a condition of eternal bliss. But did not Jesus Christ also teach the way? Now suppose I should follow the way pointed out by Jesus, would not my salvation be as perfectly assured as if I followed Islam? I ask with a desire to know the truth and not to dispute or argue. I am seeking the truth— not to defend any theory.

اپنی برکتین نازل کین اور میری یہ تمنا ہے کہ اُسکے کام کو بشوق بصدق تمام سر انجام دون ہان یہ کشمکش پیدا ہو رہی ہے کہ کسطرح اس کام کو کرون - کیا کرون اور کسطرح کرون کہ یہ کام اکمل طور سے پورا کر سکون - اسکی جناب مین یہ دعا ہے کہ مجھہ کو راہ کی صاف صاف رہنمائی ہو اور گمراہی سے محفوظ رہون اگر آپ میری مدد کرین تو مین امید کرتا ہون کہ آپ ایسا کرینگے مین آپ کی چٹھی کو حفاظت سے رکھون گا اور اسکی نہایت تکریم کرونگا - مین آپ کے اشتہار کو امریکہ کے کسی نامور اخبار مین چھپوا دون گا اور ایک نسخہ اس اخبار کا آپکے پاس بھی بھیجونگا جس سے اسکی شہرت بہت وسعت پا جائیگی اور وہ ایسے لوگون کی نظرون مین گذریگا جو اس طرح کے معاملات مین شوق اور توجہ ظاہر کرینگے - آیندہ کو کوئی اور حقیقت جو آپ عام طور سے مشتہر کرنا چاہین گے اور میرے پاس اسی غرض سے بھیجین گے تو یہ میری کمال خوشی اور سرور کا باعث ہوگا - اور اگر آپ میری خدمتون کو امریکہ مین امور حقانی کی اشاعت کے قابل سمجھین تو آپ کو ہر وقت مجھہ سے ایسی خدمت کرانیکا پورا پورا اختیار ہے بشرطیکہ مجھہ تک آپکے خیالات پہنچتے رہیں اور مین اُنکی حقانیت کا قایل ہوتا رہون - مجھہ کو یہ تو بخوبی یقین ہو چکا ہے کہ محمدؐ صاحب نے سچ پھیلایا اور راہ نجات کی ہدایت کی اور جو شخص کہ اسکی تعلیمات کے پیرو ہین اُنکو ہمیشہ کے لئے خوش اور مبارک زندگی حاصل ہوگی -

مگر کیا عیسیٰ مسیح نے بھی سچا اور سیدھا راہ

I think I understand you to be a follower of the *esoteric* teachings of Muhammad and not what is known to the masses of the people as Muhammadanism; that you recognize the truths that underlie all religions and not their exoteric features which have been added by men. I too regret very much that I cannot understand your language nor you mine for I feel quite sured that you could tell me many things which I much desire to know. However I am impressed to believe that God will provide a way if I try to deserve His love. Blessed be His holy name and I hope that I may hear from you again and that we may some day meet in spirit even if we cannot meet in the body. May the Peace of God be with you and with those who listen to your words. I pray that all your hopes and plans may be realized. With reverence and esteem I am.

Yours Respectfully,

ALEX R. WEBB,
St. LOUIS MISSOURI.

3021 Easton Avenue.

نہیں بتلایا؟ اور اگر میں ہدایت عیسیٰ کی متابعت کروں تو پھر کیا نجات کی ایسی یقینی طور سے امید نہیں کیجا سکتی جیسیکہ دین اسلام کی متابعت سے؟ میں سچ معلوم کرنے کی غرض سے سوال کر رہا ہوں نہ مباحثہ وجدال کی غرض سے مین حق کی تلاش کر رہا ہون ـ مین کسی خاص دعوی کے اثبات کے لئے جدل کرنا نہین چاہتا مین خیال کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ آپ محمدؐ صاحب کی فی الحقیقت ہدایات کے پیرو ہیں نہ اُن عقاید کے جو عامہ خلایق دین محمدی سے مراد لیتے ہین اور تمام مذاہب میں جو سچ سچ حقیقتین موجود ہین اُن کو مانتے ہین نہ اُن عقاید کو جو عام لوگ بعد مین اپنی طرف سے زیادہ کرتے رہے مجھے بہی سخت افسوس ہے کہ مین آپ کی زبان سمجھہ نہین سکتا ہون نہ آپ میری زبان سمجھہ سکتے ہیں ورنہ مین یقیناً کہتا ہون کہ جو سبق مین آپ سے چاہتا تہا وہ ضرور آپ مجھے سکہاتے تاہم امید قوی رکہتا ہون کہ اگر مین خدا کی محبت کے لایق ہونیکے طلب مین رہون گا تو بیشک وہ کوی نہ کوئی ایسا طریق نکال دیگا ـ مبارک ہو اسکا پاک نام اب امیدوار ہون کہ پہر آپ سے کچھ اور حال سُنون اور اگرچہ جسمانی ملاقات حاصل نہو سکے تاہم روحانی ملاقات نصیب ہو

آپ پر اور آپ کے کلمات سُننے والوں
پر خدا کا فضل ہو دُعا کرتا ہوں کہ تمام
آپکی امیدیں اور تدبیریں پوری ہوں
زیادہ آداب و نیاز

آپکا نیازمند
الگزنڈر۔ آر ویب
سینٹ لوئی مسوری
۳۰۲۱۔ ایسٹن ایونیو
امریکہ

یہ اُس خط کی نقل ہے جو بجواب چٹھی مندرجہ بالا بھیجا گیا

صاحب من

آپ کی چٹھی جو دل کو خوش اور مطمئن کرنیوالی تھی مجھ کو
ملی جس کے پڑھنے سے نہ صرف زیادت محبت بلکہ میری
وہ مراد بھی جس کے لئے میں اپنی زندگی کو وقف سمجھتا ہوں
(یعنی یہ کہ میں حق کی تبلیغ انہیں مشرقی ممالک میں محدود
نہ رکھوں بلکہ جہانتک میری طاقت ہے امریکہ اور یورپ کے
ملکوں میں بھی جنہوں نے اسلامی اصول کے سمجھنے کے
لئے ابتک پوری توجہ نہیں کی اس پاک اور بے عیب
ہدایت کو پھیلاؤں) کسیقدر حاصل ہوتی نظر آتی ہے سو
میں شکرگذاری سے آپ کی درخواست کو قبول کرتا ہوں
اور مجھے اپنے خداوند قادر مطلق پر جو میرے ساتھ ہے

Reply of the above said letter.

DEAR SIR,

I received your letter, dated 24th of February 1887, which proved itself to be a great delight to my heart and a satisfaction to my anxieties The contents of the letter not only increased my love towards you that led me to the hope of a partial realization of the object which I have in view--for which I have dedicated the whole of my life, *viz.*, not to confine the spread of the light of truth to the oriental world but, as far as it lies in my power to further it in Europe, America, &c., where the attention of the people has not been sufficiently attracted towards a proper understanding of

the teachings of Islam. Therefore I consider it an honour to comply with yonr request; and have a strong confidence in the Almighty Creater, Who is with me, that he will assist me in giving ysn a perfect and permanent satisfaction. I give you my word that in the course of about five months I will compile a work containing a short sketch of the teachings of the Alkorau, have it translated into English and printed and then send a cepy of it to you. I strongly hope that it will bring full and final conviction to a justful, considerate and uncontaminated mind like yours, ennoble your soulendow you with a firm belief in God and improve your knowledge of Him.. But perhaps it may be, that the various demands on my time may not allow me to spare a sufficient time for sending the whole work at once, in such a case I will send it to you in two or three batches. I will not end the communication of instruction to you by this treatise but will continue satisfying your thirst after the investigation of truth for the rest of my life. Your friendly words permit me to entertain the happy idea that I will in a short time have the intelligence that the instinctive moral greatness has direc-

قوی امید ہے کہ وہ آپ کی پوری پوری تسلی کرنے
کے لئے مجھے مدد دیگا۔ مین آپ سے وعدہ کرتا ہون
کہ پانچ ماہ کے عرصہ تک ایک ایسا رسالہ جو قرانی
تعلیموں اور اصولوں کا آئینہ ہو تالیف کر کے اور
پھر عمدہ ترجمہ انگریزی کرا کر اور نیز چھپوا کر آپ کی خدمت
مین بھیجدونگا جسپر قوی امید ہے کہ آپ جیسے
منصف اور زیرک اور پاک خیال کو اتفاق رائے
کے لئے مجبور کریگا اور انشراح صدر اور قوت یقین
اور ترقی معرفت کا موجب ہوگا۔ مگر شاید کم فرصتی
سے یہ موجب پیش آجاوے کہ مین ایک ہی دفعہ ایسا
رسالہ ارسال نہ کرسکوں تو پھر اس صورت مین دو یا تین
دفعہ کر کے بھیجا جائیگا اور پھر اسی رسالہ پر موقوف نہین
بلکہ آپ کی رغبت پانیسے جیسا کہ مین امید رکھتا ہون
اس خدمت کو تا بحیات اپنے ذمہ لے سکتا ہون۔
آپ کے محبانہ کلمات مجھے یہ بشارت دیتے ہین کہ مین
جلد تر خوشخبری سنون کہ آپ کی سعادت فطرتی سے
حقانی ہدایت لینے کیلئے نہ صرف آپ کو بلکہ امریکہ کے
بہت سے نیک دل لوگوں کو دعوت حق کیطرف
کھینچ لیا ہے۔ اب مین زیادہ آپ کو تصدیع دینا
نہین چاہتا اور اپنے اخلاص نامہ کو اس دعا پر ختم کرتا
ہون کہ الہ العالمین جانبین کو آفات
ارضی و سماوی سے محفوظ رکھہ کر

ان ہماری مرادون کو انجام تک پہنچاوے

کہ سب طاقت اور قوت اسی کو ہے آمین

آپ کا دلی محب اور خیر خواہ

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

ملک پنجاب

۴-اپریل ۱۸۸۷ء

---

ted not only to you but to many other uirtuous men of America to the right way of salvation pointed ont by Islam Here I end my ietter of earnestness and sincerety. May God you and I be kept secure from all earthly and heavenly misfortunes and have all our hopes and plans realixed.

Yours sincerely

MIRZA GULAM AHMAD,

Chief of Qadian,

Gurdaspur district, Punjab

in India.

مذہبی کتابیں

موجودہ مطبع ریاض ہند

امرتسر

مفصلذیل کتب بذریعہ منی آرڈر یا وی پی آسکتی ہین مصنفہ حضرت اقدس **مرزا غلام احمد** مسیح الموعود دام اللہ فیوضہم رئیس اعظم قادیان **آئینہ کمالات اسلام** معہ تبلیغ - اسلام کی زندہ خوبیون اور دائمی برکات کی بحث مین بینظیر مبسوط کتاب ہی (عہ)

شہادۃ القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان - اسمین قران کریم اور احادیث کی عجیب توفیق و تطبیق سے اپنے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے (۶ ۔ر) **سرمہ چشم آریہ** اسم بالمسمی لاجواب الغامی کتاب ایک مشہور آریہ سے مباحثہ جسمین قدم و حدوث مادہ عالم پر لطیف بحث کی ہی اور بالخصوص مسئلہ تناسخ کی بینظیر اور اعجازی تردید - قانون قدرت کی ماہیت - اسلام کی زندہ خوبیون کی بشارت اور جواب لکہنے والیکو پانچسو روپیہ نقد انعام کا وعدہ دیا ہی پانچسو روپیہ کا انعام کتاب کے مضامین و براہین کے عدیم المثل ہونیکا بینظیر ثبوت ہی (عہ ۱۲) **فتح اسلام** - خدا تعالی کی تجلی خاص کی بشارت اور اُسکے پیرُوں کے راہوں اور اسکی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت (۴۰ ۔ر)

توضیح المرام - اپنے ادعا مسیح الموعود پر لطیف بحث - نزول ملایکہ کی حقیقی اور واقعی کیفیت بعض سورہ ہائی قرانی کی حیرت انگیز اعجازی تفسیر - (۴۰ ۔ر) **برکات الدعا** - سر سید احمد خان کے رسالہ استجابت دعا کا لاجواب جواب اور اصول تفسیر پر ریویو (۴۰ ۔ر) **تحفہ بغداد** - نہایت دلکش عبارت مین ایک عجیب مکتوب بغدادی عالم کے جواب مین (۴۰ ۔ر) **جنگ مقدس** دنیا مین اپنی قسم کا پہلا مباحثہ جسمین اس روحانی جنگ کے ہیرو نے فوق العادت پیرایہ مین قرانی دلایل قاطع سے الوہیت ابنیت مسیح کا استیصال کیاہے عیسائیوں کے طریقہ نجات کا ابطال خرق عادت طور پر کرکے دکہلایا ہے تثلیث پرستی اور میت پرستی کی ہیکل کو ایسے آسمانی نشان کے ساتھہ منہدم کیا ہے کہ ہیبت آلہی کے آثار صریح نظر آتے ہین قران کریم کے کلام اللہ اور جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کا ثبوت ایسی نادر اور بدیع طور پر کیا ہے جس سے بہتر طور پر ممکن نہیں - اسلام کے اکمل الادیان اور زندہ مذہب ہونیکا ثبوت اپنے ذاتی تجربہ اور اپنے موجودہ مشہورہ کرامت سے دیا ہے جہاد کی حقیقت اور تقدیر کی ماہیت پر لطیف بحث کی ہے الزامی جوابون کے ساتھہ جو بڑی متانت اور شایستگی کے ساتھہ دئیے ہین حقیقی جواب صرف قران کریم

یعنی ایک خارق عادت [illegible] اسلام [illegible] کے اظہار اور [illegible] مخالف [illegible]

کی رو سے دیتے ہین قیمت (۸ر)

نور الحق ہر دو حصص - پادری عماد الدین امرت سری کے توزین الاقوال کا جواب لاجواب اپنے دعوٰے کی صداقت مین سماوی شہادت - مکفرین پر اعجازی تحریر سے اتمام حجت بوعدہ انعام پانچہزار روپیہ شایع ہوا ہے

اتمام الحجۃ - مولوی رسل بابا امرت سری کے الہام الصحیح کی تنقیح اور وفات مسیح کی توضیح کتاب اللہ سے کیگئی ہے اور اُن کے موہوم دلایل وانعام کی قلعی کھولی ہے قابل دید ہے قیمت (۳ر)

سر الخلافہ - مکفرین کے الزام اور افحام کے لئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شایع ہوئی - اعجازی طرز پر خلافت راشدہ کو سر مکنون کو کھولا ہے علمائے اہل شیعہ کے اوہام کا ازالہ کتاب اللہ سے لطیف اور بے نظیر طور پر کیا ہے

کرامات الصادقین سورہ فاتحہ کے عجایبات ولطایف کو بیان کر کے اپنے تزکیہ قلب کا ثبوت دیا ہے مکفرین کا مُنہ بند کرنے کے لئے اور تحدی کے طور پر ایک ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دیا ہے قیمت (عہ)

سچائی کا اظہار مضمون نام سے ظاہر ہے **حجۃ الاسلام** - عیسائیون کو بالمقابل نشان آسمانی دکھلانے کی دعوت اور انپر انوار باطنیہ کی رو سے اتمام حجت

مصنفہ مولوی محمد احسن امروہی

تحذیر المومنین من اکفار المسلمین شیخ بٹالوی کے فتوے تکفیر کی مفصل حقیقت اور اُسکے بیہودہ اور لچر اعتراضات کا مفصل جواب قران کریم اور احادیث نبی کریم صلعم سے دیا ہے اور آخر مین ملان بٹالوی کے دجل کو وضاحت سے ثابت کیا ہے - قیمت ۹

فک الشک حضرت مسیح الموعود کے عقاید کی تشریح اور مخالفون کی کوتاہ فہمی کی توضیح کتاب وسنت سے فرمائی ہے ا

متفرق کتابین

تحقیق الاسلام رد وید ماری ہین ۴ر	عصمت انبیاء جواب نبی معصوم --- ۲ر
معجزات محمدیہ از قران شریف ۲ر	ضیاء الشمس ... --- ۸ عہ
صادق التحقیقات زیر طبع	فوٹو جنگ مقدس امرتسری مباحثہ کی زندہ تصویر ۳ر
مباحثہ حیات ممات مسیح بت پرستون کے خدا مسیح کی موت کا ثبوت قران کریم سے ۲ر	صلوٰۃ محمدی نماز پیغمبری ... ۵ر
	طب روحانی در علم توجہ

راقم شیخ نور احمد مالک و مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر